رضوی کتاب گھر دہلی اور ماہ نامہ کنز الایمان

رضوی کتاب گھر دہلی بھارت میں سوادِ اعظم اہل سنت بریلوی جماعت کا ایک خود مختار طباعتی اشاعتی ادارہ ہے جو خدا کے فضل و کرم سے اک خود کفیل کتب خانہ ہے لیکن جیسے سبھی اچھے بھلے کتب خانے اور طباعتی ادارے لاک ڈاؤن کی مہاماری سے متاثر ہیں، اُسی طرح یہ ادارہ بھی مالی طور سے متاثر ہوا ہے، اس لئے جن کتب خانوں اور جن حضرات کی طرف اُس کی رقم بقایہ ہے، اُن سے گزارش ہے کہ جتنا بھی ممکن ہو سکے، ادا کرنے کی کوشش کریں تاکہ ادارہ اپنے ماہانہ اخراجات اور ملازمین کی ماہانہ تنخواہ دے سکے اور باقی ماندہ مطبوعہ کتابوں سے تجارت کا سلسلہ شروع ہوجائے جیسے ہمارا آپ کا نقد، اُدھار چلتا رہتا ہے۔

اردو ہندی زبان میں سواد اعظم اہل سنت بریلوی جماعت کا نمائندہ ترجمان ماہ نامہ کنز الایمان، اُسی کتب خانہ سے شائع ہوتا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں چھپتا ہے، یہ بھی اسی مہاماری سے متاثر ہے، اس لئے اس کے قارئین اور خریدار حضرات بھی اپنی بقایہ رقم عنایت فرمائیں تاکہ ماہ نامہ کنز الایمان کی ماہانہ ضرورتیں پوری ہوں اور ماہ نامہ کی طباعت واشاعت معمول کے مطابق چلتی رہے۔ ماہ نامہ اردو ہندی دونوں زبانوں میں نکلتا ہے، اس لئے دونوں زبانوں کے قارئین اپنے اپنے حصے کی سالانہ رقم بھیجنے کی کوشش کریں۔ بقایہ رقم بھیجنے کی درخواست ہم نے اس لئے کی ہے کہ ادارہ بھی معمول کے مطابق چلتا رہے اور ہماری آپ کی کاروباری حالت بھی رفتہ رفتہ بحال ہوجائے۔ یہ سبھی جانتے ہیں کہ ہمارا آپ کا تجارتی لین دین جن لوگوں سے ہیں، وہ بہت بڑے کاروباری نہیں، میڈیم اور متوسط طبقہ اور نسبتاً کم خوش حال لوگ ہیں اس لئے ہم کسی پر دباؤ بنانے کو ہرگز مناسب نہیں سمجھتے، بس یہی عرض ہے کہ جس سے بقایہ رقم کی ادائیگی بآسانی ممکن ہے، وہ ضرور کرے۔

دوسری درخواست یہ ہے کہ ہمارے دینی ادارے، مسجدیں اور مدرسے ہمارے دین بلکہ ہمارے ایمان و عمل کے محافظ ہیں، ہمارے وجود کی روشن تعلیمی دلیل اور موثر تربیتی مراکز ہیں، اس لئے اپنے وجود کو باقی رکھنے کی نیت سے انھیں بھی باقی رکھنے اور مدرسوں مسجدوں کے یومیہ، ماہانہ اور سالانہ اخراجات کے لئے ضرور تعاون پیش کریں۔ ہمارے سماج کے اہل خیر خوش حال مسلمان جس طرح سے بڑے تعلیمی اداروں کی سالانہ مدد کرتے رہے ہیں، جتنی بھی گنجائش ہوتی ہے، اُتنی آج بھی مدد ضرور کریں کیونکہ ہم میں سے نوے پچانوے فیصد شہریوں اور مسلمانوں نے اپنی جمع رقم سے ہی مہاماری کے زمانے میں کھانے پینے کا انتظام کیا ہے اور ایک دوسرے کی مدد کی ہے تو ظاہر ہے کہ جو جس حیثیت کا ہے، اسی کے مطابق متاثر ہوا ہے، سب کی حالت خراب ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ ماہ نامہ کنز الایمان ہر ماہ کی پہلی تاریخ سے چار تاریخ کے درمیان پریس کے حوالے ہوجاتا ہے اور دس گیارہ تاریخ کو ڈاک کے حوالے جو کہ تین چار دنوں میں پورے دیش میں اور ۱۳ بیرونی ملکوں میں بھی دستیاب ہوجاتا ہے لیکن مسلسل لاک ڈاؤن کی وجہ سے مئی کا شمارہ تیار نہیں ہو سکا۔ ہم نے ذاتی طور پر گھر پر ہی کوشش کی اور حالات حاضرہ کے مطابق مضامین کو مرتب کیا جو آپ کے زیر مطالعہ ہے۔ مئی جون کے اِس مشترکہ شمارے میں وقت کی نزاکت اور ضرورت کے پیش نظر اضافی مضامین کی وجہ سے صفحات میں بھی اضافہ ہوا ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ آج کی ضرورت سے الگ کوئی مضمون نہ ہو۔ ہم ۱۲ مارچ سے ہی جمنا پار دہلی کے فسادات زدہ علاقے میں رفاہی اور فلاحی سرگرمیوں میں مصروف ہیں، اس لئے کوئی تفصیلی اداریہ نہیں لکھ سکے جیسا کہ ہمیشہ لکھتے ہیں اور پھر لاک ڈاؤن کی مہاماری سے پریشان شہریوں کی راحت میں مشغول ہونے کی وجہ سے اپنی راحتی خدمات کو بھی اپنی سوچ کے مطابق مرتب نہیں کر سکے۔ البتہ مجموعی طور پر ہمارے احساسات اور جذبات کی ترجمانی اِس میں شامل مضامین سے ہوگئی ہے، اس لئے ہم مطمئن ہیں کہ آپ بھی مطمئن ہوں گے۔

انسانی سماج میں راحتی کام اور فلاحی خدمت انجام دینا بہت ہی مشکل کام ہے کیونکہ بسا اوقات فردِ واحد کو ہی جماعت کے فرائض انجام دینے ہوتے ہیں جیسے آمدنی اور خرچ کا یومیہ حساب و کتاب، محلے اور علاقے کی ضرورت اور ترتیب کے مطابق یومیہ سرگرمیوں کا اندراج اور مالی تعاون پیش کرنے والوں سے زیادہ ناقدین و مبصرین کی امیدوں پر کھرا اُترنا بڑا مشکل مرحلہ ہوتا ہے اور پھر امانت، دیانت اور منصبی ذمے داری کے ساتھ دِکھاوا، ریاکاری اور نمائش کے الزامات کی پرواہ بھی کرنا پڑتی ہے، اس کے بعد اِس الزام سے بری ہونے کی کوشش بھی ہوتی ہے کہ ''اُس کا گھر تو اُسی سے چلتا ہے، اُسے لاک ڈاؤن کی کیا فکر ہے'' حالانکہ اہل سنت اکیڈمی ذاکر نگر کے راشن تعاون سے ہماری فلاحی زندگی گزر رہی ہے جب ہمیں یقین ہوتا ہے کہ اِس مرحلے کے راشن میں زکوۃ کی رقم شامل نہیں، اُس وقت ہم خود ہی بول دیتے ہیں کہ گھر پہنچا دیں اور پھر احباب کی امیدوں کا خیال رکھنا کہ اگر ضرورت مند ہیں تو پہلے اُن کا خیال رکھا جائے جیسا کہ سبھی رکھتے ہیں۔ بہر کیف راحتی میدان میں کود جانے کی وجہ سے اپنا ذاتی اور دفتری کام چھوڑ کر ہم نے جو بھی کام کیا ہے، دل سے کیا ہے اور ایمان داری سے کیا ہے۔ اِس عرصے میں ہماری ذات، ہماری بات اور ہمارے لب و لہجے سے کسی کو تکلیف پہنچی ہے تو ہم معافی کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی کوتاہیوں، غلط فہمیوں اور مجبوریوں کے سبب ہوئے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ

(محمد ظفر الدین برکاتی)

ماہنامہ کنز الایمان دہلی مئی/جون ۲۰۲۰ء

ادا ریہ

آزادی کے بعد سنی تنظیموں نے ریلیف کی نئی تاریخ رقم کر دی

محمد ظفر الدین برکاتی

فروری کے آخری ہفتے میں شمال مشرقی دہلی میں کرائے گئے فرقہ وارانہ بھیانک فسادات کی سازش اور حقیقت سے دنیا واقف ہو چکی ہے ، وہاں سخت پولیس فورس کی نگرانی کی وجہ سے یکم مارچ تک ریلیف نہیں پہنچی تھی لیکن کرفیو ختم ہوتے ہی دہلی وقف بورڈ سمیت بھارت کی بہت سی مسلم مذہبی اور سماجی تنظیموں نے راحت رسانی کا آغاز کر دیا۔ مارچ کے پہلے ہفتے میں مٹیا محل جامع مسجد دہلی کے کتب خانوں کے مالکان نے صلاح و مشورہ کے بعد رضا اکیڈمی ممبئی کے زیر اہتمام حاجی معین الدین اشرفی اور حاجی محمد سعید نوری کی قیادت میں ریلیف کے لئے منصوبہ بندی اور فسادات زدہ علاقوں میں نقصانات کا جائزہ اور متاثرین کی فہرست سازی شروع کر دی۔

۱۱، مارچ کو رضا اکیڈمی کے ایک وفد نے جمنا پار دہلی کا دورہ کیا جس میں حاجی محمد سعید نوری ممبئی، حاجی محمد معین الدین اشرفی جانشین مفتی اعظم راجستھان مالک فاروقیہ بک ڈپو، شہزادۂ علامہ ارشد القادری غلام ربانی مالک مکتبہ جام نور، حافظ مشکور احمد اشرفی مالک جیلانی بک ڈپو، حافظ محمد قمر الدین رضوی مالک رضوی کتاب گھر، سکندر علی سنبھلی مالک محمدی بک ڈپو، قاری ریاست علی قادری بانی و مہتمم جامعہ قادریہ برکات رضا ناگلوئی اور مفتی محمد حنیف رضوی باسنی شامل تھے اور مقامی حضرات میں مولانا قیصر خالد فردوسی، حاجی محمد آزاد سنبھلی، حاجی محمد شمشاد عید گاہ گیٹ اور حاجی سلطان مرزا مصطفےٰ آباد صاحبان شریک ہوئے۔ اِن سبھی مرحلوں میں (راقم) محمد ظفر الدین برکاتی نے زمینی سطح پر مخلصانہ کام کیا۔

۱۲ مارچ کو دہلی وقف بورڈ کے مرکزی دفتر میں اُس کے چیئر مین امانت اللہ خان سے مشاورتی میٹنگ ہوئی جس میں راقم بھی موجود تھا، یہاں طے ہوا کہ آپ جس کی بھی مدد کرنا چاہیں، کر سکتے ہیں لیکن بہتر ہوگا کہ کسی ایک علاقے اور محلے میں کریں تا کہ بھرپور تعاون کر سکیں۔ اسی کے مطابق شیو وِہار چمن پارک کا علاقہ منتخب کیا گیا جہاں راقم نے ۱۳ مارچ سے ہی کام شروع کر دیا لیکن ساتھ ہی پوفسادات میں مارے گئے تیس لوگوں کے پریوار کو ۲۵۔۲۵ ہزار روپے، زخمی افراد کے پریوار کو ۱۵۔۱۵ ہزار روپے جب کہ راقم اور مقامی نمائندوں کے ذریعے ضرورت مند متاثرین کی فہرست میں شامل ۱۵۰ متاثرین کو ۵۔۵ ہزار روپے دیے گئے۔ اِس کے علاوہ شیو وِہار کے ۱۵ غریب مزدوروں کو تین پہیہ والی ریڑھی کے ساتھ ۵۔۵ ہزار روپے اور ۲۰ مزدوروں کو چار پہیوں والی ٹھیلی کے ساتھ ۵۔۵ ہزار روپے دیے گئے تا کہ وہ ضروری گھریلو سامان یا تجارت کا مال خرید کر روزگار شروع کر دیں۔ شیو وِہار کے علاوہ دوسرے علاقوں میں بھی چند رِکشے والوں کو ہاتھ کے رِکشے بھی دیے گئے اور بیٹری رکشہ والوں کی فہرست مکمل کر لی گئی تا کہ اُن کے لئے کمپنی میں پہلی قسط جمع کر کے بیٹری رکشے دِلوا جا سکے۔ باز آبادکاری اور بنیادی سہولت فراہمی کے لئے مزید دوسری منصوبہ بندی بھی کر لی گئی جب کہ راقم نے سروے رپورٹ رضا اکیڈمی کے حوالے کر دی۔

شیو وِہار کے پچاس گھروں کی باز آبادکاری اور بنیادی سامان سے اُن کی راحت رسانی کے لئے کوشش جاری تھی کہ ۲۱ مارچ کی رات ۸ بجے جنتا کرفیو نافذ کرنے کا اعلان کر دیا گیا جس کی وجہ سے رضا اکیڈمی کے سبھی حضرات ممبئی واپس ہو گئے اور پھر پوری طرح کرونا سے حفاظت کے لئے احتیاطی تدابیر کے تحت پورے ملک میں لاک ڈاؤن ہو گیا، اس کے بعد فسادات سے متاثر علاقے میں ہمارے سبھی راحتی کام بھی معطل ہو گئے۔

لیکن اچانک لاک ڈاؤن کے سبب مہاماری پھیل گئی جس کی وجہ سے ہماری راحت رسانی کا کام لاک ڈاؤن کی مصیبت جھیلنے والوں میں شروع ہو گیا، آپ کی دعاؤں سے مختلف علاقوں میں اپنے لوگوں کے ذریعے مزدوروں، ضرورت مندوں اور کرایہ دار شہریوں میں راشن پہنچانے کی خدمت کر رہے ہیں اور پکے ہوئے کھانے بھی دے رہے ہیں۔

آج بھی رضائے مصطفےٰ سوسائٹی کبیر نگر مصطفےٰ آباد، شمال مشرقی دہلی ٹیچرس گروپ بابو نگر، دی ری اسٹور رانڈینس مصطفےٰ آباد، فاونڈیشن

فار یورٹی الیویشن جسولہ اور مساعدت چیریٹی گروپ کے باہمی تعاون سے فسادات زدہ علاقے میں راشن پہنچانے کی خدمت انجام دی جارہی ہے جب کہ جامعہ نگر اوکھلا میں شاہین باغ احتجاجی مرکز گروپ اور اہل سنت اکیڈمی ذاکر نگر کے ساتھ باہمی تعاون سے راشن پہنچانے کی خدمت جاری ہے اور پکے ہوئے کھانے بھی دے رہے ہیں۔اللہ کا شکر ہے کہ اِن سبھی راحتی سرگرمیوں میں دو تین جگہ راقم کی رہنمائی کام کررہی ہے۔ ہمارے ساتھ اہل سنت اکیڈمی کے صدر بابو بھائی، سکریٹری سید محمد عاطر علی صاحب، شیراز بھائی اور سبھی ارکان جی جان سے لگے ہوئے ہیں۔

جدید ترین تنظیم یونیٹی آف انڈین سٹیزنس دہلی نے بھی فلاحی خدمت شروع کردی ہے جس کی قیادت غلام ربانی صاحب کررہے ہیں۔

دہلی فسادات زدہ علاقہ میں ریلیف کی تقسیم اور لاک ڈاؤن میں راقم کی مسلسل رہنمائی اور پوری توجہ سے راحتی سرگرمیوں کو دیکھ کر ماہ نامہ کنزالایمان کی مجلس مشاورت کے ایک رکن محترم نے یہ حوصلہ افزا نامہ بھیجا ہے، جزوی ترمیم کے ساتھ قارئین کی نذر ہے:

آج ملک میں جو پریشان کن حالات ہیں، اس سے ہر سمجھ دار شخص واقف ہے، اُن پر کسی طویل تحریر کی ضرورت نہیں، آج ہر وہ شخص اللہ تعالیٰ نے جس کے سینے میں دھڑکتا ہوا دل عطا کیا ہے وہ خون کے آنسو رو رہا ہے اور قوم وملت کی پریشاں حالی اور زبوں حالی کو دیکھ کر بلبلا رہا ہے لیکن سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ آج ہمارے اندر کا، ہمارے انسانی سماج کا انسان جاگ گیا ہے، جو لوگ ماہ رمضان المبارک میں بھی صدقہ وخیرات نہیں کرتے تھے وہ لوگ بھی آج ہندو مسلم سکھ عیسائی کو اپنا بھائی سمجھتے ہوئے بلاتفریق ہر پریشان حال غریب الدیار کی مدد کرنے کے لئے میدان میں اتر آئے ہیں اور حسب توفیق مجبوروں و لاچاروں اور بدحالوں و بے سہاروں، یتیموں و بیواؤں اور خاص طور پر لاک ڈاؤن میں پھنسے ہوئے مظلوم مزدوروں اور گھر سے دور کہیں بھی پھنسے ہوئے صاحب حیثیت لوگوں کی مدد کرنے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔

اللہ جل شانہ کا بے پناہ کرم ہے کہ پورے دیش میں ہر صوبے اور ہر ضلع میں ایسی بے شمار تحریکات وتنظیمات اور غیر منظم جماعات کام کرتی نظر آرہی ہیں جن کے ناموں سے ہم پہلے ناواقف تھے، ان تنظیموں اور تحریکوں کے علاوہ ذاتی طور پر بھی بہت سے غیر منظم، مگر ہمدرد اور صاحب دل سرمایہ دار افراد اپنے پاس پڑوس میں اپنے گلی محلے میں اپنے گاؤں دیہات میں اور اپنے نگر وقصبے میں مصیبت کی اِس گھڑی میں لوگوں کے پیٹ کی آگ بجھاتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

یقیناً یہ ایک عظیم انقلاب ہے جسے بڑے سے بڑا خطیب اپنی جادو بیانی سے اور بڑے سے بڑا شاعر اپنی شعلہ نوائی سے اور بڑے سے بڑا حکیم اپنے حکیمانہ کلمات سے پیدا نہیں کرسکتا تھا مگر قدرت کی مار نے نے آج بڑے بڑے سنگ دلوں کو بھی موم ہونے پر مجبور کردیا ہے، جو لوگ کسی کی بڑی سے بڑی مصیبت دیکھ کر بھی گاڑی سے اترنا پسند نہیں کرتے تھے وہ آج کاندھوں پر اناج کی بھاری بوریاں لے کر دوسروں کے گھر راشن پہنچانے میں فخر محسوس کررہے ہیں۔

سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ عالمی مہاماری کی مصیبت کی اِس گھڑی میں ان کے اندر بھی اجتماعیت کا شعور بیدار ہوا ہے اور سینکڑوں تنظیمیں آج بلاتفریق مذہب وملت ہر قوم اور ہر ذات کے غربا ومساکین کی مدد کے لئے کمر کسے ہوئے ہیں، اس سلسلے میں سینکڑوں افراد اور تنظیموں کا نام میرے ذہن میں ہے مگر اُن کا نام لے کر کے میں بقیہ افراد کی دل شکنی نہیں کرنا چاہتا۔جس گلی، جس علاقے میں جس شہر اور قصبے میں وہ لوگ کام کررہے ہیں، ان کے نام سے وہاں کے لوگ واقف ہیں۔ بہت جلد مولانا برکاتی اُس کی تفصیل پیش کریں گے۔

یہ حقیقت ہے کہ کورونا وائرس (covid-19) کی مہاماری اور خوف ناک عالمی بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کے بندوں کا سخت امتحان ہے اور ہم میں کا ہر فرد اِس امتحان کا ایک ممکنہ حصہ ہے، قوم کے دولت مندوں کے اندر جو جذبہ خیر سگالی، امدادِ باہمی اور اجتماعی تعاون ابھر کر سامنے آیا ہے، اس کی بنیاد پر میں کہہ سکتا ہوں کہ الحمدللہ بہت حد تک ہم اللہ کی طرف سے اس آزمائش میں کامیاب ہوئے ہیں اور جہاں تک اس نے ہمارے علماء وائمہ مساجد، اساتذہ وذمہ داران مدارس کو ملی فلاحی تنظیموں کے سربراہان، مسجدوں کے ٹرسٹیان ورضا کاران اور ہمارے درمیان رہنے والے سرمایہ داروں کو توفیق عطا فرمائی ہے، انہوں نے اللہ کے مجبور اور بے سہارا مفلوک الحال بندوں کی دامے درمے قدمے سخنے مدد کی ہے اور مدد کررہے ہیں اور انشاءاللہ آئندہ بھی مدد کرتے رہیں گے۔

جماعت کے اندر آنے والی اس تبدیلی کو سمجھنے کے لیے ہمیں تھوڑا پیچھے جانا ہوگا۔ دراصل آزادی کے بعد سے علمائے دیوبند بڑی چابک دستی سے بڑی بڑی تنظیم بنا کر کے بیٹھ گئے اور اس کے بینر تلے انہوں

نے نہ صرف سرکاری امداد وتعاون حاصل کیا بلکہ قوم وملت کا بھی لاکھوں کروڑوں کا سرمایہ جمع کیا ،اس سرمایے سے انھوں نے اپنی سیکڑوں ہزاروں ملی ضرورتیں پوری کیں، اپنوں کی بھی مدد کی اور غیروں کی بھی مدد کر کے ان پر اپنا احسان رکھا۔

ہماری جماعت میں علماء ومشائخ، زندہ ومردہ، خودساختہ اولیائے کرام کی کمی نہیں، کچھ زیر زمین رہ کر فیض پہنچا رہے ہیں ہیں، کچھ بالائے زمین رہ کر اپنی کرامتوں کا اپنے مریدوں سے لوہا منوا رہے ہیں لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ پچھلے ۷۰ سالوں میں ہمارے کام کی نوعیت زیادہ تر افرادی ہی رہی ہے۔ جب تک کوئی شیخ کسی چلہ خانے میں رہا، لنگر چلتا رہا۔ وہاں غرباء مساکین ان کے ٹکڑوں پہ پلتے رہے لیکن وہ جب زیر زمین چلے گئے تو اچانک ان کی گرم بازاری بھی سرد ہوگئی۔

لیکن پچھلی تین دہائیوں میں ہماری جماعت کا مزاج دھیرے دھیرے بدلا ہے، خاص کر آخری دہائی دو ہزار دس سے لے کر بیس تک کافی بدلاؤ ہوا ہے۔ اب بڑے پرانے بزرگوں کے ساتھ ساتھ نوجوان علماء کی بہت بڑی تعداد میدان عمل میں قدم رکھ چکی ہے جو قدیم وجدید فکر سے ہم آہنگ بھی ہے اور قدیم وجدید طریقہ کار سے واقف بھی ہے۔ وہ ایک طرف جہاں علوم دینیہ سے مسلح ہے وہیں دوسری طرف عصری علوم سے بھی آگاہ ہے، ان کی یہ دوطرفہ ثقافت قوم وملت کے لیے فال نیک ثابت ہورہی ہے۔ اگر پچھلی پہلی تین دہائی کے اندر قائم ہونے والی قومی وملی تنظیمات وتحریکات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات اچھی طرح سے ثابت ہوجاتی ہے کہ نوجوان علما، دوسری جماعتوں کی جدت پسندی اور متنوع طریقوں سے کام کرنے کی ان کی حکمت کو گہری نظر سے دیکھ رہے ہیں اور کوشش کررہے ہیں کہ وہ بھی اسی طریقے سے اپنے ملت بیضا کی خدمت کریں اور یہ خوش آئند بھی ہے، ہمارے بزرگان دین اور پرانے علماء کی بڑی تعداد وہ ہے جو نوجوان علما کی اِس پیش قدمی کو دیکھ کر کے کافی گھٹن محسوس کرتی ہے اور بسا اوقات ان کی جرات مندانہ پیش قدمی کو گستاخی اور غرور سے بھی تعبیر کرتی ہے جبکہ حقیقت ایسی نہیں ہے لیکن انہی میں بہت سے دریا دل، کشادہ ظرف علما ومشائخ بھی موجود ہیں جو حالات حاضرہ پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور نوجوانوں کے اندر آنے والی اِس تبدیلی کو پُرامید نظروں سے دیکھ رہے ہیں، ان کے لئے دعائیں کر رہے ہیں اور جہاں تک ہورہا ہے، ان کا تعاون بھی کر رہے ہیں۔

پرانے علماء کی پریشانی یہ ہے کہ انہیں محسوس ہوتا ہے کہ اگر نوجوان علما اِس طریقے سے میدان میں آگے بڑھتے چلے گئے تو پھر ہمیں کون پوچھے گا حالانکہ ایسا نہیں ہے،نوجوان علما جہاں ایک طرف نئے میدان میں کام کر رہے ہیں وہیں پر اپنے اسلاف اور بزرگوں کی دعائیں لینا بھی اپنے لئے سعادت سمجھ رہے ہیں۔ اکابر ہرگز ہرگز کسی سے بدگمان نہ ہوں بلکہ ان کے سر پر دست شفقت رکھیں، انہیں دعائیں دیں، اپنے حلقے میں ان کا تعارف کرائیں، اپنے مریدوں تک ان کی رسائی کو آسان کریں، ہوسکے تو مالی طور پر اُن کو مستحکم بھی کریں، انشاء اللہ تعالی وہ قوم وملت کے لئے کارآمد بھی ثابت ہوں گے اور آپ کا نام بھی روشن کریں گے۔

ادوسری جماعتوں نے پورے ملک کے اندر ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں کتنا بڑا انظام قائم کرلیا ہے کہ حکومت بھی ان پر ہاتھ ڈالتے ہوئے خوف محسوس کررہی ہے، میڈیا کے ذریعہ ان کی کردار کشی تو کی جارہی ہے مگر حکومت ان پر ہاتھ ڈالنے کے لئے ہرگز تیار نہیں اور نہ ہی پولیس کا محکمہ ان کے خلاف کوئی ٹھوس کارروائی کررہا ہے، ظاہر ہے یہ صرف اور صرف ان کی ملی اتحاد ویکجہتی کا ثمرہ ہے، حکومت اچھی طرح جانتی ہے کہ تبلیغی جماعت راتوں رات ایک آواز پر ۲۵ ہزار سے پچاس لاکھ کا مجمع بڑی آسانی سے جمع کرسکتی ہے، اس کے مقابلے میں اہل سنت وجماعت صرف بزرگوں کے عرس میں سال میں ایک مرتبہ اظہارِ عقیدت اور حصول ثواب کے لئے جمع ہوتے ہیں، جب ان کی روحانی تسکین ہوجاتی ہے تو شیرینی اور فیرینی لے کر کے اپنے گھروں کو روانہ ہوجاتے ہیں۔

جمعیت علماء ہند جس کے بارے میں حضرت سید العلماء قدس سرہ فرماتے تھے کہ لوگ فساد سے بچنے کی دعا کرتے ہیں مگر جمعیت والے فسادات کو تلاش کرتے ہیں کہ کہیں فساد ہو اور ہم اپنا بینر لگا کر کے چندہ اکٹھا کرنا شروع کردیں۔ کم از کم ہم نے اپنی زندگی میں بھاگلپور فسادات ، گجرات فسادات، مظفر نگر فسادات اور آخر میں دہلی فسادات اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہے کہ کس طرح سے جمعیت کے لوگ اربوں روپے امداد کے نام پر جمع کرتے ہیں اور فساد زدگان کی امداد کر کے وہابیت کے سانچے میں آسانی کے ساتھ لوگوں کو ڈھال لیتے ہیں۔ ظاہر ہے جس کا سب کچھ جل گیا ہو، اگر اُسے کوئی مکان کی چابی دے گا تو پھر اس پر آپ کا بڑا سے بڑا فتویٰ بھی کام نہیں کرے گا کہ دیوبندی وہابی گستاخ رسول ہیں، ان سے سلام وکلام حرام ہے، ظاہر ہے کہ آپ یہ فتوی گھر بیٹھ کر کے

دیتے ہیں اور وہاں فساد زدگان کی مدد کر کے ان کے سامنے اپنا اخلاق پیش کرتے ہیں تو جو شخص درد سے تڑپ رہا ہے اور جس کے بچے اس کے سامنے بھوک سے ایڑیاں رگڑ رہے ہیں، اُس پر احسان کرنے والے پر کبھی بھی آپ کی قیمتی سے قیمتی نصیحت کا اثر نہیں ہوسکتا۔

اللہ کا شکر ہے کہ آج پورے دیش میں جماعت اہل سنت نے ہر راحتی اور فلاحی محاذ پر کام کیا ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ سبھوں پر سبقت لے جا رہی ہے۔ دہلی کے فسادات سے متاثر لوگوں کی امداد کے بعد لاک ڈاؤن میں پھنسے ہوئے لوگوں کی مدد کرتے نظر آ رہے ہیں۔ پورے دیش میں اب تک لاکھوں کروڑوں روپے کے راشن اور بنیادی سامان زندگی تقسیم ہونے کی بات کرنا بھی چھوٹی بات ہوگی۔ حالانکہ ابھی کام کا آغاز ہے۔ ایسے مخلص احباب سے گزارش ہے کہ خاص کر اُن علما اور ائمہ کا بھی تعاون کریں جو آپ کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلا سکتے، وہ بھی عیال دار ہیں، ان کے بھی بچے ہیں، ان کی بھی اپنی ضرورتیں ہیں، وہ خود دوسروں کی امداد کے لئے ہمیشہ ممبر سے اعلان کرتے رہتے ہیں مگر اپنے لئے کبھی اعلان کرتے نہیں دیکھا ہوگا، ان کی ضروریات کا بھی خیال کیا جائے۔ خاص طور پر ماہ رمضان المبارک میں باعزت قرض حسن کے ذریعے ان کی اشک شوئی کر کے اجر آخرت کے مستحق بنیں۔

ماہ رمضان المبارک میں مدارس اسلامیہ کے ذمہ داران اور سفرا و اساتذہ شاید اِس بار آپ تک نہ پہنچ سکیں، اس لئے آپ اُن کا واجبی حصہ بچا کر کے رکھیں، ماہ رمضان المبارک کے بعد جب لاک ڈاؤن کھلے تو بینک میں جا کر اُن کا اکاؤنٹ نمبر طلب کر کے اس میں ان کی رقم منتقل کر دیں، اسی موقع پر زکوۃ کی تقسیم کا کام بھی مکمل کر لیں۔ جزاکم اللہ تعالی خیرا

z.barkati@gmail.com

ضروری اعلان

ماہ رمضان المبارک میں یوپی، بہار اور دوسری ریاستوں سے بڑی تعداد میں حفاظ کرام اور مدارس کے سفراء حضرات ممبئی، دہلی، کلکتہ، سورت احمد آباد جیسے دیگر وشہروں کیلئے تراویح پڑھانے اور چندہ کرنے کیلئے نکلتے ہیں۔ کرونا وائرس کی وجہ سے پورے ملک میں مہاماری پھیلی ہوئی ہے اور اس کی روک تھام کیلئے حکومت نے لاک ڈاؤن نافذ کر رکھا ہے۔ ایک ریاست کا آدمی دوسری ریاست میں نہیں جا سکتا ہے اور یہ لاک ڈاؤن کب تک چلے گا، ۳ مئی کے بعد بھی کچھ کہا نہیں جا سکتا ہے۔

ابھی تبلیغی جماعت کا معاملہ سرخیوں میں آنے سے فرقہ پرستوں نے ڈاڑھی ٹوپی والوں کو جگہ جگہ مشق ستم بنانا بھی شروع کر دیا ہے، وہ ہر مسلمان کو تبلیغی سمجھتے ہیں، پورے ملک میں نفرت کی ہوا چلنے لگی ہے۔ ایسی صورت حال میں آپ کا گھر سے نکلنا اپنی جان کو جوکھم میں ڈالنا ہے۔ آپ پہلے حالات کو سازگار ہونے دیں، اس کے بعد ہی اپنے گھر سے باہر نکلیں۔ احتیاطی طور پر میں حفاظ کرام اور سفراء حضرات سے گزارش کر رہا ہوں کہ آپ کسی بھی طرح شرپسند عناصر کو فرقہ پرستی کا کھیل کھیلنے کا موقع نہ دیں۔ اس وقت اپنی جان کو ہلاکت سے بچانا ہی سب سے بڑی عقلمندی اور دانشمندی ہے۔ ہاں اگر حالات سفر کرنے کے لائق ہوتے ہیں، اگر کوئی خطرہ نہیں تبھی آپ کہیں دور کے سفر کا ارادہ کریں۔ میرا یہ پیغام جتنے بھی اسلامک گروپ ہیں بالخصوص مدارس، ائمہ مساجد، گروپ میں پہنچایا جائے۔ فقط

آپ کا خیر خواہ و مخلص

مقبول احمد سالک مصباحی

Maqbool Ahmad Salik Misbahi
Founder abd administrator ofJamia Khwaja Qutbuddin Bakhtiyar Kaki
,210-B-Block,Madanpur Khadar Extension, Sarita Vihar, New
Delhi-110076,Mob.9999089195,Salikmisbahi.92gmail.com

انوار قرآن

کرونا-۱۹ کے حوالے سے قرآن کے ساتھ ملفوظاتی گفتگو

محمد ضیاء الدین برکاتی★

پوری دنیا کے انسانی سماج کو بھیانک آزمائش میں مبتلا کر دینے والی بلا ''کرونا وائرس'' کے بارے میں طبی اور سائنسی معلومات کو آپ اگلے صفحات میں تفصیل سے پڑھیں گے لیکن پوری صورت حال پر قرآنی آیات کے تناظر میں ملفوظاتی گفتگو یہاں ملاحظہ فرمائیں اور اپنے ایمان وعقیدہ کو تازگی بخشیں۔ یہ مکالمہ ہمیں سوشل میڈیا پر موصول ہوا ہے یعنی یہ ترتیب وتالیف ہماری نہیں، بے نام ہی ہاتھ لگا ہے، اس لئے اصل مضمون نگار کے روحانی شکریہ کے ساتھ ہم اپنی طرف سے قارئین کی معلومات میں اضافہ کے لئے شائع کر رہے ہیں۔ چند باتیں خاص حالات کے تناظر میں ہیں جو کہ اہل فہم پر روشن ہو جائیں گی۔

میں نے قرآن پاک سے پوچھا:

اِس منحوس کرونا وائرس سے دنیا کب نجات حاصل کر سکے گی؟ قرآن نے کہا: أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ۔ بس کچھ دنوں میں۔ (بقرہ: آیۃ ۱۸۴)

پوچھا: ڈاکٹر اور حکیم صاحبان صرف نصیحتیں اور نسخے دیتے رہتے ہیں۔

کہا: وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ۔ (جاننے والے سے بہتر جانکاری کوئی نہیں دے سکتا۔ (فاطر: آیۃ ۱۴)

پوچھا: صحت عامہ محکموں کی نصیحتوں اور احکام کا کیا کروں؟ کہا: وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا۔ ان کی سنو اور اطاعت کرو (تغابن: آیۃ ۱۶)

پوچھا: اِس منحوس کرونا سے بچنے کے لئے کیا کروں؟

کہا: وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ۔ (احزاب: آیۃ ۳۳)

اپنے گھروں میں محصور ہو کر آرام سے رہو۔

بُيُوتًا آمِنِينَ۔ (حجر: آیۃ ۸۲)

(ایسے) گھر جو حفاظت کے اعتبار سے قابل اطمینان ہوں۔

پوچھا: اِس بیماری سے بچنے کے لئے عمومی صحت وصفائی لازمی ہے لیکن اپنی سلامتی کے لئے کیا کروں؟ کہا: فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ۔ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھولو۔ (مائدہ: آیۃ ۶)

پوچھا: ہمارے کپڑے بھی تو بیماری پھیلا سکتے ہیں اُن کا کیا کروں؟

کہا: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (مدثر: آیۃ ۴)

اپنے کپڑوں کو صاف وپاک کرو۔

پوچھا: کیا غیر ضروری کام کے لئے گھر سے باہر نکل سکتا ہوں؟

کہا: وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ.

اپنے آپ کو خود ہی ہلاکت میں مت ڈالو۔ (بقرہ آیۃ ۱۹۵)

پوچھا: اگر کسی میں تپ ولرزہ یا سانس لینے میں مشکل دیکھوں اس کو کیا سمجھوں؟ کہا: وَهُوَ سَقِيمٌ۔ وہ بیمار ہے۔ (صافات: ۱۴۵)

پوچھا: ایسے میں کیا کریں؟ کہا:

فَلَا تَقْرَبُوهَا۔ اُن کے قریب مت ہونا۔ (بقرہ: آیۃ ۱۸۷)

پوچھا: لیکن یہ وائرس بیمار سے ہم میں کیسے منتقل ہو جاتا ہے؟ کہا: تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ۔ ان کے منہ سے نکلتا ہے۔ (کہف: آیۃ ۵)

پوچھا: کیا اِن دنوں رشتہ داروں اور دوستوں کو ملنے کے لئے جا سکتے ہیں؟ کہا: لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ۔ (نور: آیۃ ۲۷)

نہیں اپنے گھر کے علاوہ کہیں نہیں جاؤ۔

پوچھا: کیا قرنطینہ کے دنوں میں گھر والوں کے ساتھ خرید کرنے کے لئے گھر سے باہر نکل سکتے ہیں؟ کہا:

فَابْعَثُوا أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ مِّنْهُ۔ (کہف: آیۃ ۱۹)

ایسے میں کوئی ایک پیسے لے کے بازار چلا جائے اور (جس دکان پر) صحیح وسالم غذا ہو، خرید کر کے لے آئے اُسے کھائیں۔

پوچھا: کچھ لوگ صحت وصفائی سے متعلق نصیحتوں اور احکام کو رعایت کیوں نہیں کرتے ہیں؟ کہا: ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ۔

کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو نہیں سمجھتے ہیں۔ (حشر: آیۃ ۱۳)

پوچھا: ہم کیا کریں؟ کہا: وَلَا تَمَسُّوهَا۔

اُنھیں مت چھوئیں۔ (اعراف: آیۃ ۷۳)

فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ۔ ان کے ساتھ مت بیٹھیں۔ (نساء: ۱۴۰)

پوچھا: کیا قرنطینہ میں رہنے اور صحت وصفائی کا خیال رکھنے سے ہماری اِن دنوں کی مشکل آسان ہوجائے گی؟

کہا: فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ۔ (نحل: آیت ۶۹)

اس میں لوگوں کی شفا ہے۔

پوچھا: اس طرح گھروں میں اور قرنطینہ میں محصور رہنے سے ہمارے لئے اقتصادی مشکلات پیدا ہوں گے غربت اور تنگدستی پیش آئے گی۔

کہا: وَ إِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ ۔ اگر غربت اور تنگ دستی سے ڈر رہے ہو، اللہ اپنے فضل و کرم سے آپ کو بے نیاز کردے گا۔ (توبہ: آیۃ ۲۸)

پوچھا: کچھ ایسے حالات میں جھوٹی خبریں پھیلا رہے ہیں جس سے لوگ پریشان اور ہمت ہار جاتے ہیں، یہ کون لوگ ہیں؟

کہا: الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَ الْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ ۔ (احزاب: آیۃ ۶۰)

منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے شہروں میں پریشان کن جھوٹے افواہیں پھیلاتے ہیں۔

پوچھا: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وائرس عالمی استکباری (ظالم) طاقتوں نے اپنے حریفوں کو راستے سے ہٹانے کے لئے بنایا ہے۔

کہا: وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۔ (آل عمران آیۃ: ۱۲۰)

اگر صبر وتقوی سے کام لیں ان کی سازشیں آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں، اللہ اس سب پر احاطہ رکھتا ہے جو کچھ وہ انجام دے رہے ہیں۔

پوچھا: آخر کار ہمیں اس تکلیف سے کون نجات دے گا؟ کہا:

اللّٰهُ يُنَجِّيكُم مِّنْهَا وَمِن كُلِّ كَرْبٍ ۔ اللہ آپ کو اس تکلیف اور ہر پریشانی سے نکال دے گا۔ (انعام: آیۃ ۶۴)

پوچھا: گھروں اور قرنطینہ میں محصور ہو کر رہنے والے افراد کے ساتھ کیسا سلوک کریں؟ کہا: وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ

ان کے ساتھ نیکی کے ساتھ پیش آئیں۔ (نساء: آیت ۱۹)

وَلْيَتَلَطَّفْ ۔ لطف وکرم کا مظاہرہ کریں۔ (کہف: آیۃ ۱۹)

پوچھا: ہمیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے؟

کہا: قُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۔ اُن کے ساتھ شائستگی کے ساتھ بات کریں۔ (نساء آیۃ ۵)

پوچھا: اگر گھر میں بیٹھے بیٹھے آپس میں تو تو، میں میں، ہوا تو ایسے میں کیا کریں؟ کہا:

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللّٰهُ ۔

چاہئے کہ معاف اور درگذر کریں؛ کیا آپ نہیں چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں معاف کرے؟ (نور: آیۃ ۲۲)

پوچھا: گھر میں بیٹھے بیٹھے وقت کیسے اچھی طرح گزاروں؟ کہا:

وَاذْكُر رَّبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۔

بہت زیادہ اپنے پروردگار کو یاد کرو، صبح وشام اس کی تسبیح بجالاؤ۔ (آل عمران: آیۃ ۴۱)

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ ۔ رات کو نماز شب اور عبادت و بندگی کرنے کے لئے بیدار رہنا۔ (اسراء: آیت ۷۹)

اقْرَأْ كِتَابَكَ کتاب پڑھنا۔ (اسراء: آیت ۱۴)

پوچھا: گھر والوں کے ساتھ بیٹھے بیٹھے کیا کریں؟ کہا:

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۔ جو کچھ قرآن میں تمہارے لئے پڑھنا آسان ہے وہ پڑھیں۔ (مزمل: آیۃ ۲۰)

كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَ اعْمَلُوا صَالِحًا ۔ پاکیزہ اور حلال پکوان کھائیں اور صالح کاموں کو انجام دیں۔ (مؤمنون: آیۃ ۵۱)

پوچھا: لگتا ہے کہ تمہاری سفارشات پر عمل کرنے سے گھر والوں کے ساتھ اچھی طرح سے دن گزریں گے؟

کہا: رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۔ تم پر اور تمہارے گھر والوں پر اللہ کی رحمت و برکات ہوں یقیناً وہ حمید و مجید ہے۔ (ہود: آیت ۷۳)

پوچھا: اِن دنوں مدافعان سلامت اور صحت عامہ محکموں پر انسانی جانیں بچانے کے لئے بڑی ذمہ داریاں عائد ہیں۔ کہا:

مَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ (جَمِيعًا آیۃ ۳۲)

جس کسی نے بھی انسان کو بچایا گویا اُس نے سبھی انسانوں کو بچایا ہے۔

پوچھا: اُن کی جان توڑ کوشش کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ کہا:

كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۔ (توبہ: آیۃ ۱۲۰)

ان کی صالح عمل ان کے نامہ اعمال میں ثبت کیے جائیں گے، کیونکہ اللہ نیکی کرنے والوں کے انعام کو ضائع نہیں ہونے دیتا ہے۔

پوچھا: کچھ ڈاکٹروں اور پرستاروں نے کرونا سے بچانے کے لئے اپنی جان گنوادی اور اللہ کو پیارے ہوگئے۔ کہا:

أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ۔ (حدید: آیۃ ۱۹) وہ اللہ کی بارگاہ میں صدیقین وشہداء ہیں اور ان کے لئے ان کا انعام ہے۔

پوچھا: منحوس کرونا شیطان پر غالب آنے کے لئے صحت عامہ سے متعلق نکات رعایت کرنے اور گھروں میں محصور ہو کر رہنے کے علاوہ اور کوئی سفارش ہے؟ کہا: وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ۔ امید وخوف کے ساتھ دعا کریں، یقیناً اللہ کی رحمت نیک افراد کے پاس ہے۔ (اعراف: آیۃ ۵۶)

پوچھا: کیا اللہ کی طرف سے ہماری مشکلیں آسان ہونے کے لئے ہماری دعائیں کارگر ہیں؟ کہا:

مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ۔ اگر تمہاری دعائیں نہ ہوں میرا پروردگار بھی تمہاری توجہ نہیں کرے گا۔ (فرقان: آیت ۷۷)

پوچھا: اس وبا کے چلتے اضطراب اور بے چینی بڑھتی جارہی ہے۔

کہا: أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ۔

وہی (اللہ) تو ہے جسے جب مضطرب پکارے وہ اس کی دعا سنتا ہے اور اس کی پریشانی کو دور کرتا ہے۔ (نمل: آیۃ ۶۲)

پوچھا: کیا حضرت انسان سے کوئی گلہ یا شکایت ہے؟ کہا:

وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَن لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَّسَّهُ۔ جب انسان کو کوئی تکلیف ونقصان پہنچے تو ہم سے ہر حال میں مدد طلب کرتے اور جب تکلیف ونقصان کا علاج کریں تو ایسے ناشکری اور گناہ کا رخ کرتے ہیں گویا تکلیف ونقصان کا علاج کرنے کے لئے ہم سے مدد طلب نہیں کی ہو۔ (یونس: آیۃ ۱۲)

پوچھا: کیا ہمیں ایسی دعا سکھائیں گے جس سے اللہ کی بارگاہ میں اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کے لئے معافی مانگیں اور اس مشکل سے نکلنے کے لئے مدد کی درخواست کریں؟ کہا:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنتَ مَوْلَانَا۔ (بقرہ: آیۃ ۲۸۶)

اے پالنے والے! اگر ہم بھول گئے یا غلطی کر گئے، ہمیں سزامت دینا۔ اے پالنے والے! ہم پر ذمہ داریوں کا سنگین بوجھ نہیں ڈالنا جس طرح (گناہ وطغیانی کرنے والوں پر) ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا۔ اے پالنے والے! جسے تحمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اسے ہمارے لئے مقرر نہیں کرنا، ہمارے گناہوں کے آثار کو دھو ڈالنا، ہمیں معاف کرنا۔ اپنی رحمت میں جگہ دے! تو ہمارا مولا وسرپرست ہو۔

پوچھا: اللہ کی بارگاہ میں دعاؤں اور منتوں کے علاوہ اِس منحوس وائرس سے بچنے کیلئے کس کا سہارا لیں؟ کہا:

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ۔ (بقرہ: آیۃ ۴۵)

صبر اور نماز سے کام لیں۔

پوچھا: اِس بحران سے دلوں کا سکون چھین گیا ہے بے چینی اور اضطراب سے بچنے کے لئے کیا کریں؟ کہا:

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ۔ (رعد آیۃ ۲۸)

جنہوں نے ایمان لایا ہے اور اللہ کی یاد سے ان کے دلوں کو سکون ملتا ہے، جان لیں! صرف اللہ کی یاد سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔

پوچھا: کیا پھر اِس وائرس کے پھیلنے سے پیدا شدہ صورت حال کے اضطرابی کیفیت سے بچنے اور سکون واطمنان حاصل کرنے کے لئے بھی اللہ سے درخواست کرنی ہے؟ کہا:

هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ کے دلوں پر سکون اور اطمینان نازل کرتا ہے۔ (فتح: آیۃ ۴)

پوچھا: کیا کرونا وائرس سے پیدا شدہ مشکلات اور سختیوں کا خاتمہ ہوگا؟ کہا: سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا۔ اللہ جلدی ہی سختیوں اور مشکلات کے بعد آسائش وآسانیاں عطا کرے گا۔ (طلاق: آیہ ۷)

پوچھا: کیا پھر اس بیماری کے بعد مؤمنین کیلئے خوشی اور مسرتیں لوٹ آئیں گے؟ کہا: بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ۔ اللہ کے فضل اور رحمت سے خوش وخرم ہوں گے جو کہ ہر کمائی سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ (یونس: آیۃ ۵۸)

☆☆☆

☆ شعبہ اردو ہندوستانی ادارہ برائے اطلاعات وصحافت، نئی دہلی

انوار حدیث

بیماری کے متعدی ہونے کی شرعی حیثیت

محمد فضل الرحمٰن برکاتی★

کیا یہ درست ہے کہ کوئی بیماری کسی ایک شخص سے دوسرے کو بھی لگ جاتی ہے؟ بیماری سے پہلے حفاظتی اقدامات کرنا شرعاً، ناجائز ہے؟

حالیہ دنوں میں چائنہ سے پھیلنے والی ایک بیماری جو بہت تیزی سے پھیل رہی ہے، اس سے متعلق ایک مسئلہ جو زیر بحث ہے، وہ ہے اس وائرس کا ایک شخص سے دوسرے کو منتقل ہونا، اس سے بچنے کیلئے حفاظتی تدابیر کا اختیار کرنا، یعنی ماہرین کا کہنا ہے کہ دوسری بہت سی بیماریوں کی طرح یہ بیماری بھی متعدی ہے جو کہ ایک شخص سے دوسرے میں منتقل ہو جاتی ہے، جبکہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ کوئی بھی بیماری متعدی نہیں ہوتی، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں یہ بات موجود ہے کہ چھوت چھات کی کوئی حقیقت نہیں، بیماری ایک شخص سے دوسرے کو نہیں لگتی، جبکہ یہ بات بھی واضح ہے کہ بہت سی بیماریاں متعدی ہوتی ہیں:

سب سے پہلے وہ احادیث جن میں کسی بھی بیماری کے متعدی نہ ہونے کا ذکر ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ۔ کوئی بیماری متعدی نہیں، بدفالی اور بدشگونی کی بھی کچھ حقیقت نہیں۔ نہ الو کا بولنا (کوئی برا اثر رکھتا) ہے اور نہ ہی ماہ صفر (منحوس) ہے۔

(صحیح البخاری، الطب، باب الاھامۃ، ح:۵۷۵۷)

صحیح مسلم میں اِس طرح کے الفاظ ہیں:

لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ، وَلَا صَفَرَ، وَلَا نَوْءَ، وَلَا غُولَ، وَلَا يُورِدُ مُمْرِضٌ۔

کوئی بیماری متعدی نہیں، بدفالی اور بدشگونی کی بھی کچھ حقیقت نہیں۔ نہ الو کا بولنا (کوئی برا اثر رکھتا) ہے اور نہ ہی ماہ صفر (منحوس) ہے اور ستاروں کی تاثیر کا عقیدہ بھی باطل ہے اور چھلاوہ (بھوتوں) کا بھی کوئی وجود نہیں۔ (صحیح مسلم | كِتَابُ: السَّلَامُ، |بَابُ: لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ، ۲۲۲۲)

اِن احادیث میں چار چیزوں کی نفی کی گئی ہے، جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) عدوی: کسی بیماری کا متعدی ہونا۔

(۲) طیرہ: کسی چیز سے بدشگونی لینا۔

(۳) ھامہ: الو کا بولنا۔

(۴) صفر: ماہ صفر کو منحوس سمجھنا۔

ان میں سے آخری تینوں چیزوں کی وضاحت، نفی اور اُن کی شرعی حیثیت بیان ہو چکی ہے، لہٰذا یہاں صرف "عدوی" کے بارے وضاحت ضروری ہے۔

عدوی یعنی متعدی بیماری:

سب سے پہلے یہ سمجھ لیں کہ "عدویٰ" ایک مریض سے تندرست آدمی کی طرف مرض کے منتقل ہونے کو کہتے ہیں، یعنی کوئی بیماری کسی ایک شخص سے دوسرے کو اس سے ملنے جلنے کی وجہ سے منتقل ہو جائے چھوت چھات کہلاتی ہے۔ اوپر ذکر کردہ احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے اس چیز کی نفی کی ہے کہ کوئی بھی بیماری متعدی نہیں ہوتی۔

مذکورہ احادیث کی وضاحت:

یہ چار چیزیں جن کی رسول اللہ ﷺ نے نفی فرمائی ہے، دراصل اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر توکل اور صدق عزیمت کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں اور یہ تمام کی تمام چیزیں اس بات کی طرف راہنمائی کرتی ہیں کہ اس طرح کے امور کے سامنے مسلمان کو کمزوری کا ثبوت نہیں دینا چاہیے۔ مسلمان بندہ کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہی پر اعتماد اور بھروسہ رکھے، کیونکہ یہ تو موجود ہیں، بلکہ اس سے مراد اُن کی تاثیر کی نفی ہے، کیونکہ مؤثر تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، ان میں سے جو سبب معلوم ہو وہ صحیح سبب ہے اور جو سبب موہوم ہو وہ باطل ہے اور تاثیر کی جو نفی ہے وہ اس کی ذات اور سببیت کی اثر پذیری کی نفی ہے۔

یعنی کسی بیماری کا متعدی ہونا تو موجود ہے اور خود نبی اکرم ﷺ کی احادیث سے ثابت ہے، لیکن جو نفی ہے وہ ہے کہ کوئی بیماری بذات

خود متعدی نہیں، اگر اللہ چاہے تو اُسکا اثر ہو گا کسی پر نا چاہے تو نہیں ہو گا۔

بیماری کے متعدی ہونے کے دلائل:

میڈیکل سائنس کی طرح اسلام بھی بیماریوں سے بچنے کی ترغیب دیتا ہے اور بیماری کے متعدی ہونے سے انکار نہیں کرتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَا يُورِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ۔

ترجمہ: کوئی شخص اپنے بیمار اونٹوں کو کسی کے صحت مند اونٹوں میں نہ لے جائے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر: ۵۷۷۱، صحیح مسلم حدیث ۲۲۲۱)

ایک دوسری حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ۔

ترجمہ: جذامی (کوڑھ والے) شخص سے اِس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر: ۵۷۰۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تُدِيمُوا إِلَى الْمَجْذُومِينَ النَّظَرَ۔

جذام زدہ مریضوں پر زیادہ دیر تک نظر نہ ڈالا کرو۔

(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر: ۳۵۴۳)

یہی نہیں بلکہ جذامی کی بیماری کے جراثیم سے بچنے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک نیزہ کے فاصلہ سے بات چیت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُدِيمُوا النَّظَرَ إِلَى الْمَجْذُومِينَ، وَإِذَا كَلَّمْتُمُوهُمْ فَلْيَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ قِيدُ رُمْحٍ۔

ترجمہ: جذام زدہ مریضوں پر زیادہ دیر تک نظر نہ ڈالو! جب تم ان سے کلام کرو تو تمہارے اور ان کے درمیان ایک نیزے کے برابر فاصلہ ہونا چاہیے۔ (مسند احمد حدیث نمبر: ۵۸۱)

(بعض علماء نے سند کے اعتبار سے اِس حدیث کو ضعیف قرار دیا)

یہ شاید اس لئے کہ جب آدمی بات کرتا ہے تو اس کے منہ سے تھوک کے چھینٹے نکلتے ہیں جس میں بیماری کے کافی جراثیم موجود ہوتے ہیں یہ جب مخاطب کے اوپر پڑیں گے تو مخاطب کو بھی بیماری میں مبتلا کر سکتے ہیں، البتہ مسند احمد والی روایت بعض کے نزدیک ضعیف ہے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خود کا عمل ایک حدیث میں موجود ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جذام کے مریض سے قربت پسند نہیں فرمائی بلکہ دور سے ہی اسے واپس بھیج دیا۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے عمرو بن الشرید سے بیان کیا ہے وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف کے وفد میں ایک شخص جذام کا مریض تھا تو رسول ریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیغام بھیجا کہ

إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ. فَارْجِعْ تم ہم سے بیعت کر چکے ہو لہٰذا واپس چلے جاؤ۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر: ۲۲۳۱)

یعنی جو جذام کا مریض بیعت کرنے آیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیعت دور سے ہی قبول فرما کر واپس بھیج دیا کہ بس بیعت ہو گئی واپس چلے جاؤ، تا کہ اس کی بیماری کے اسباب سے محفوظ رہا جائے، یعنی احتیاط اختیار فرمائی۔

اور پھر صرف بیمار شخص سے دور رہنے کا نہیں بلکہ بعض متعدی بیماری والے علاقوں کی طرف سفر کرنے سے بھی منع کیا گیا کہ جہاں کوئی وبا پھیل چکی ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونِ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا۔

ترجمہ: جب تم سن لو کہ کسی جگہ طاعون کی وبا پھیل رہی ہے تو وہاں مت جاؤ لیکن جب کسی جگہ یہ وبا پھوٹ پڑے اور تم وہیں موجود ہو تو اس جگہ سے نکلو بھی مت۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۷۲۸)

طاعون جیسی وبائی بیماری کو پھیلنے سے روکنے کیلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمین کی طرف سفر کرنے سے منع فرمایا اور اگر کوئی پہلے سے وہاں ہو تو وہ وہاں سے نکل کر کسی دوسرے علاقے میں بھی نہ جائے، تا کہ وہ بیماری اسکے ساتھ کسی دوسرے علاقے میں منتقل نا ہو اور اس لئے بھی کہ اللہ پر توکل بھروسہ قائم رہے۔

ان تمام احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بعض بیماریاں متعدی ہوتی ہیں جن سے احتیاط برتنا ضروری ہے۔ بیماری کے متعدی ہونے اور اُس سے بچنے کے لئے مندرجہ بالا تمام حدیثوں کی تاکید کے باوجود بھی آج بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بیماری کے متعدی ہونے کے قائل نہیں اور بیماریوں سے احتیاط برتنا اُن کے نزدیک گویا ایک غیر شرعی عمل ہے۔

صحیح بخاری کی حدیث جو اوپر ہم نے ذکر کی: لا عدوی (کہ چھوت لگ جانے کی کوئی حقیقت نہیں۔ (صحیح بخاری: ۵۷۵۷)

اِس سے مراد قطعی یہ نہیں کہ چھوت چھات کوئی چیز نہیں، اس لئے کہ اگر واقعی لاعدویٰ سے مراد یہی ہے تو آج کی میڈیکل سائنس اِس حدیث کو غلط ثابت کر رہی ہے اور احادیث صحیحہ کبھی بھی غلط ثابت نہیں کی جاسکتیں، یہ ہمارا ایمان ہے۔ اِس حدیث کی تشریح میں ریاض الصالحین جلد دوم ص ۱۸۴ پر لکھا ہوا ہے:

"بعض بیماریاں جو متعدی (infectious) سمجھی جاتی ہیں اس میں ان کے متعدی ہونے کا انکار نہیں بلکہ صرف عقیدے کی درستی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اس میں اصل چیز اللہ کی مشیت ہی کو سمجھنا چاہئے نہ کہ کسی بیماری کو۔"

بعض علماء نے لاعدویٰ سے یہ استدلال کیا ہے کہ امراض متعدی نہیں ہوتے۔ ان کے متعدی ہونے کا تصور غیر اسلامی ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں۔ اس میں درحقیقت مرض کی چھوت چھات کے جاہلانہ تصور کی تردید ہے۔ یہ دنیا اسباب وعلل کی دنیا ہے، اس لئے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہاں ہر واقعہ کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے۔

بعض امراض میں اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ ان کے جراثیم تیزی سے پھیلتے ہیں اور جو جاندار بھی ان کے زد میں آتا ہے اس پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ اس طرح کے کسی مرض میں جب کوئی شخص مبتلا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور ملنے جلنے والوں کو احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ احتیاط نہ ہو تو وہ بھی اس کی لپیٹ میں آسکتے ہیں لیکن یہ انسان کی نادانی ہے کہ وہ مادی اسباب ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے اور اس حقیقت کو بھول جاتا ہے کہ اسباب اور ان کے نتائج دونوں اللہ کی مرضی کے پابند ہیں وہ نہ چاہے تو کچھ نہیں ہوسکتا۔ حدیث (لاعدویٰ) کا مطلب یہ ہے کہ بیماری فی نفسہ متعدی نہیں ہوتی بلکہ وہ اگر کسی کو لگتی ہے تو اللہ کے حکم سے لگتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اسباب وعلل کا انکار نہیں فرمایا ہے۔ اس بات کا ثبوت کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض متعدی ہونے سے انکار نہیں کیا ہے، جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ملتا ہے جس میں آپ ﷺ نے صاف صاف بیماری کے متعدی ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد ہے:

لا یوردن ممرض علی مصحح۔ (صحیح مسلم: ۲۲۲۱)

ترجمہ: بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس نہ لے جاؤ۔

اِسی حدیث کے پیشِ نظر میڈیکل سائنس Isolation کی بات کرتی ہے۔ اس میں متعدی مرض میں مبتلا مریضوں کو عام لوگوں سے الگ تھلگ رکھا جاتا ہے۔ بیمار جانوروں کو تندرست جانوروں سے الگ رکھنے کی تاکید اس لئے کی گئی ہے تاکہ بیماری ان میں بھی نہ پھیلے۔

شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ ان میں کوئی تضاد نہیں۔ پہلی حدیث میں جاہلیت کے اس عقیدہ وخیال کی تردید ہے کہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ بیماریوں کے پھیلنے میں اللہ کا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ وہ اپنے طور پر پھیلتی رہتی ہے لیکن اس میں اس بات کا انکار نہیں ہے کہ اللہ کے فیصلہ کے تحت متعدی امراض سے نقصان پہنچتا ہے۔ دوسری حدیث میں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور فیصلہ کے تحت جن چیزوں سے بالعموم نقصان پہنچتا ہے ان سے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ یہی جمہور علماء کا مسلک ہے اور اسی کو اختیار کیا جانا چاہئے۔ (شرح مسلم للنووی)

مطلب یہ ہے کہ حدیث میں مرض کے متعدی ہونے کی نفی نہیں ہے بلکہ مرض ہی کو حقیقی علت سمجھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اسی لئے متعدی امراض سے دور رہنے کی ہدایت بھی ہے۔ لاعدویٰ والی حدیث کے سلسلہ میں یہی باتیں اور یہی تشریح معقول نظر آتی ہے، اس لئے کہ آج کی میڈیکل سائنس کئی انھیں باتوں کو ریسرچ کر کے ہمارے سامنے پیش کر رہی ہے۔ جو صدیوں پہلے قرآن اور احادیث میں بیان کی جاچکی ہیں۔

حدیث میں جذام شخص سے بھاگنے اور طاعون والے علاقوں میں نا جانے کا حکم اس لئے دیا گیا تاکہ بیماری آگے نہ پھیلے۔ اس حدیث میں بھی بیماری کے متعدی ہونے کا اثبات مؤثر ہونے کی وجہ سے ہے، لیکن اس کی تاثیر کوئی حتمی امر نہیں کہ یہی علت فاعلہ ہے۔ لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجذوم سے بھاگنے اور بیمار اونٹوں کو تندرست اونٹوں کے پاس نہ لانے کا جو حکم دیا ہے، یہ اسباب سے اجتناب کے باب سے ہے، اسباب کی ذاتی تاثیر کی قبیل سے نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ۔ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ (سورہ البقرہ، آیت نمبر: ۱۹۵)

لہٰذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ نبی ﷺ نے عدویٰ کی تاثیر کا انکار فرمایا ہے کیونکہ امر واقع اور دیگر احادیث سے یہ بات کی نفی ہوتی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا: لَا عَدْوٰی "کوئی بیماری متعدی نہیں"، تو ایک شخص نے عرض کیا:

اے اللہ کے رسول ﷺ! اونٹ ریگستان میں ہرنوں کی طرح ہوتے ہیں، لیکن جب ان کے پاس کوئی خارش زدہ اونٹ آتا ہے، تو انہیں بھی خارش لاحق ہوجاتی ہے۔ تب نبی ﷺ نے فرمایا:

فَمَنْ أَعْدَى الأَوَّلَ ''پہلے اونٹ کو خارش کس نے لگائی تھی؟''

(صحیح البخاری، الطب، باب لا صفر، وھو داء یاخذ البطن، ح:۵۷۱۷)

اِس کا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر (فَمَنْ أَعْدَى الأَوَّلَ ''پہلے اونٹ کو خارش کس نے لگائی تھی؟'' اِس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مریض اونٹوں سے تندرست اونٹوں کی طرف مرض، اللہ کی تدبیر کے ساتھ منتقل ہوا ہے۔ پہلے اونٹ پر بیماری متعدی صورت کے بغیر اللہ عزوجل کی طرف سے نازل ہوئی تھی۔ ایک چیز کا کبھی کوئی سبب معلوم ہوتا ہے اور کبھی سبب معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے اونٹ کی خارش کا سوائے تقدیر الٰہی کے اور کوئی سبب معلوم نہیں، جب کہ اس کے بعد والے اونٹ کی خارش کا سبب معلوم ہے۔

اب اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس (دوسرے اونٹ) کو خارش لاحق نہ ہوتی۔ بسا اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ اونٹوں کو خارش لاحق ہوتی ہے اور پھر وہ ختم بھی ہوجاتی ہے اور اس سے اونٹ مرتے نہیں۔

اسی طرح طاعون اور ہیضے جیسے بعض متعدی امراض ہیں جو ایک گھر میں داخل ہوجاتے ہیں، بعض کو تو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور وہ فوت ہوجاتے ہیں اور بعض دیگر افراد اُن سے محفوظ رہتے ہیں، انہیں کچھ نہیں ہوتا، چنانچہ انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسا رکھنا چاہیے، اور اس بھروسہ کو قائم رکھنے کا عملی طریقہ پیش کیا گیا، وہ ایک ضعیف حدیث سے ثابت ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجذوم شخص کا ہاتھ پکڑا، اُسے اپنے ساتھ ہی کھانے کے برتن میں رکھا اور فرمایا: كُلْ ثِقَةً بِاللَّهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ (اللہ پر اعتماد و بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے کھاؤ!)

(سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۸۱۷، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۵۴۲، سنن ابوداؤد، حدیث نمبر: ۳۹۲۵)

(یہ روایت ضعیف ہے، سند میں مفضل بصری ضعیف راوی ہیں)

وضاحت: علماء کا کہنا ہے کہ ایسا آپ نے ان لوگوں کو دکھانے کے لئے کیا جو اپنے ایمان و توکل میں قوی ہیں، ناپسندیدہ امر پر صبر سے کام لیتے ہیں اور اُسے قضاء وقدر کے حوالہ کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جو ناپسندیدہ امر پر صبر نہیں کر پاتے اور اپنے بارے میں خوف محسوس کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے آپ نے یہ فرمایا ''جذامی سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو''، ایسے لوگوں سے بچنا اور اجتناب کرنا مستحب ہے۔

یعنی اُس کھانے کو کھاؤ جسے رسول اللہ ﷺ تناول فرمارہے تھے، اس لئے کہ نبی ﷺ کا اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر توکل بہت قوی تھا اور یہ توکل متعدی اسباب کا مقابلہ کرنے کے لئے اینٹی بائیوٹک کا کام کرتا تھا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان توکل اور تقدیر پر اس قدر راضی ہوجائے کہ بیماری کا علاج بھی نا کروائے، جیسا کہ اوپر بتایا گیا، یہ جواز کے لیے ہے، اگر اس سے بچا جائے۔

حضور ﷺ کی تعلیمات کی رو سے یہ بات غلط ہے کہ بیماریوں کو تقدیر سمجھ کر آدمی رُکا رہے اور ان کا علاج نہ کرائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح بیماری ایک تقدیر ہے اسی طرح اس کا علاج کرانا بھی تقدیر ہے۔ ایک بدو نے حضور ﷺ سے دریافت کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَلَا نَتَدَاوَى۔ اے رسول اللہ ﷺ کیا ہم علاج کرایا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ، يَا عِبَادَ اللهِ تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً۔

یعنی ہاں! کیوں کہ اللہ نے ہر بیماری کا علاج بھی پیدا کیا ہے۔

(مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۸۴۵۴)

صحیح مسند احمد اور ترمذی کی ایک اور روایت ہے کہ ابوخزامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے علاج و معالجہ کے متعلق دریافت کیا کہ کیا علاج اللہ کی تقدیر کو بدل سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

هِيَ مِنْ قَدَرِ اللهِ۔ یعنی یہ علاج بھی تو اللہ کی تقدیر میں سے ہے۔ (سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۰۶۵، مسند احمد، حدیث: ۱۵۴۷۲)

سن ۱۸ھ، خلافت فاروقی میں شام کے قریہ عمواس میں خطرناک اور مہلک طاعون کی وبا پھیلی جس سے ہزاروں صحابہ وفات پاگئے، مؤرخین نے دورِ فاروقی کا اہم واقعہ شمار کیا ہے۔ اس میں بہت سے اکابر صحابہ کی وفات ہوئی، ان میں ابوعبیدہ بن جراح، معاذ بن جبل، یزید بن ابی سفیان، حرث بن ہشام سہیل بن ہشام رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام کی طرف جا

رہے تھے کہ راستہ میں معلوم ہوا کہ وہاں طاعون پھیلا ہوا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے مشورہ کرنے کے بعد وہاں جانے کا پروگرام ملتوی کردیا۔ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو پتا چلا تو انہوں نے اعتراض کیا کہ امیر المومنین! آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں ہم اللہ کی ایک تقدیر سے دوسری تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔

(یعنی اگر طاعون کا پھیلنا اللہ کی تقدیر ہے تو اس سے بھاگنا اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنا بھی اللہ کی تقدیر میں سے ہے۔) (طبقات ابن سعد، ج،ص ۸۴، تاریخ ابن خلدون، ج ۳،ص ۲۲۲)

یہی اسلام کا نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبب اور مسبب دونوں چیزیں تقدیر میں لکھ دی ہیں اس لئے بیماریوں کو تقدیر سمجھ کر بیٹھ رہنا اور علاج نہ کرانا اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

اب مذکورہ تمام احادیث میں تطبیق کی سب سے بہتر صورت یہی ہے کہ یہ بات درست ہے کہ کئی بیماریاں متعدی ہوتی ہیں، اس لئے ان بیماریوں سے بچنے کیلئے ہر ممکن اقدامات کرنے چاہئیں اور جس حدیث شریف میں بیماریوں کے متعدی ہونے کی نفی کی گئی ہے اُن سے مراد یہ ہے کہ بیماری بذات خود طاقت نہیں رکھتی کہ وہ کسی کو لگ جائے بلکہ وہ جس کو لگتی ہے اللہ کے حکم سے ہی لگتی ہے۔متعدی بیماری والے شخص کے ساتھ ملنے جلنے، کھانے پینے سے احتیاط کی جائے تو زیادہ بہتر ہے، تاکہ بیماری سے محفوظ رہا جائے۔

☆☆☆

☆امام پنج وقتہ راجہ مبارک شاہ جامع مسجد مبارک پور

ہماری تحقیقی اوقات بھی سامنے آگئی

جُوں جُوں کرونا وائرس کی ویکسین یا علاج کی دوا میں تاخیر ہو رہی ہے، تُوں تُوں مسلمانوں کا ہر ایک فرقہ بیچ چوراہے پر ننگا ہو رہا ہے۔اگر کہیں آغاز میں ہی اس کا علاج دریافت ہوجاتا تو پھر ہر فرقے نے دعویٰ کردینا تھا کہ اُن کے فلاں بزرگ نے فلاں کتاب میں پہلے ہی علاج بتا دیا تھا۔اگر مغربی سائنس دان دوا، نہ بھی ایجاد کرتے تو ہم نے پھر بھی بچاؤ کرلینا تھا۔

لیکن اب مصیبت یہ آن پڑی کہ ویکسین (دوا) کی تیاری کیلئے بارہ سے اٹھارہ ماہ درکار ہیں، اس کی کوئی دوا، ابھی تک فائنل نہیں ہوسکی، چنانچہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کے قائدین اپنے اپنے بل میں چھپ گئے ہیں اور آج کر اب صرف ٹی وی اور سوشل میڈیا پر مصنوعی آنسوؤں کے ساتھ دعا کرتے ہوئے کرونا کا، رخ کفار کی طرف کرنے کی فریاد کررہے ہیں۔کسی ایک مسلمان ملک کے پاس ایسی کوئی لیب میسر نہیں جہاں کرونا پر ریسرچ ہوسکے، کسی ایک مسلمان ملک میں ایسے سائنس دانوں کی ٹیم موجود نہیں جس کی طرف مغربی عوام کوئی امید باندھ سکیں۔حالت یہ ہے کہ ہم سارا سال یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ فلاں مزار، فلاں ولی اللہ، فلاں پیر کے مزار پر شفا ملتی ہے لیکن جب کرونا آیا تو بجائے اُن بزرگوں کی کرامات ثابت کرنے کے، ہم گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

موبائل فون پر دم کرکے دور، دور تلک علاج کرنے والے اور جھاڑ پھونک کرنے والے سبھی قسمت بدلنے والے غائب ہیں، بہت سے اللہ والے بھی مجبوری کے اعتکاف میں بیٹھ گئے ہیں اور بہت سے عاملوں نے مسجدوں میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کی بجائے اپنے گھروں میں نماز ظہر ادا کرنے کا مشورہ دینے والے مفتیوں پر غصہ ظاہر کیا ہے لیکن ''کرونا بابا'' کے خلاف کچھ نہیں بول رہے ہیں۔

قرآن کے اندر سائنسی علوم کی ترغیب موجود ہے لیکن ہم نے قرآن کو سوائے رٹا لگانے کے، کسی اور کام کیلئے استعمال نہیں کیا۔آج ہماری ڈیڑھ ارب کی آبادی اور پچپن مسلم ممالک پوری دنیا کے سامنے شرمندگی اور عبرت کا نشان بنے بیٹھے ہیں۔ہم بظاہر اللہ سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ وہ اِس مصیبت سے چھٹکارا دلائے لیکن دل ہی دل میں یہ بھی دعا کررہے ہیں کہ کسی امریکی یا، یورپین لیب میں کوئی کافر سائنس دان جلد سے جلد اِس کی دوائی تیار کرکے ہمیں اس عذاب سے نجات دِلائے۔

پیش کش: محمد امام الدین انصاری صالح پوری

شرعی احکام

بے بسی اور عذر کی صورت میں جماعت کا واجب ہونا ساقط ہو جاتا ہے اور جمعہ کے بدلے ظہر کی اجازت ہوتی ہے

وائرس سے بچیں اور بچائیں، اپنے وقت گھروں میں گزاریں

مفتی محمد نظام الدین رضوی★

اِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ، الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفُهُ، وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً فَلْيَعُذْ بِهِ۔

(صحیح بخاری، ج ۱، ص ۵۰۸-۷، صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳۸۹، کتاب الفتن وأشراط الساعة، مجلس البرکات)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب بلائیں ظاہر ہوں گی، ان میں بیٹھنے والا کھڑے رہنے والے سے بہتر ہوگا، کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جو اِن بلاؤں کو دیکھے گا وہ بلائیں خود اُسے دیکھ لیں گی (اُسے اپنے لپیٹ میں لے لیں گی) اور جس شخص کو اُن سے پناہ کی جگہ مل جائے وہ پناہ حاصل کر لے۔

فتنہ کا معنی ہے بلا، عذاب، آزمائش اور کورونا وائرس بلا شبہ بلا بھی ہے، عذاب بھی اور آزمائش بھی۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص جس قدر زیادہ باہر گشت کرے گا اُسی قدر اُسے آزمائش میں پڑنے کا امکان زیادہ ہوگا اور جو جس قدر لاتعلق رہے گا وہ اسی قدر محفوظ رہے گا، سونے والا سب سے زیادہ لاتعلق ہو جاتا ہے لہٰذا وہ سب سے زیادہ محفوظ رہے گا۔

آج دنیا نے ''کورونا وائرس'' سے بچنے کے لئے سب سے بہتری نسخہ ''سماجی دوری'' کو تجویز کیا ہے جو رحمت عالم ﷺ کی ہدایت پر عمل ہے لہٰذا مسلمان سرکار دو عالم ﷺ کی ہدایت کے مطابق اپنے گھروں میں رہیں اور استغفار، دعا، تلاوت میں مشغول رہیں۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔

حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ زیادہ سے زیادہ پڑھیں۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے　　کورونا وائرس کی ابتلا سے

کورونا کرفیو کے زمانے میں جماعت اور جمعہ کا حکم

۲۴ مارچ ۲۰۲۰ء تا ۱۴، اپریل ۲۰۲۰ء جنتا کرفیو/لاک ڈاؤن کا اعلان کل ہند سطح پر ہوتے ہی پولیس کا محکمہ اس کی تنفیذ ونفاذ کے لئے حرکت میں آچکا ہے اور پانچ آدمیوں سے زیادہ جماعت میں شریک ہونے پر لازمی طور پر پابندی عائد ہو چکی ہے، خلاف ورزی کی صورت میں امام اور نمازیوں کی گرفتاری بھی سننے میں آرہی ہے اور کہیں کہیں مساجد میں تالے بھی لگا دیے گئے، کچھ جگہوں پر ہمارے نمائندہ وفد جمعہ اور جماعت حسب معمول قائم رکھنے کے لئے انتظامیہ سے ملے مگر اجازت نہ ملی، اب آخری راہ یہ ہے:

(۱) پہلے ہر علاقے میں نمائندہ وفد پولیس افسران سے مل نرمی کے ساتھ درخواست پیش کرے اور کوشش کرے کہ حسب معمول جمعہ وجماعت کی اجازت مل جائے۔ خدا کرے اجازت مل جائے تو وہاں مسلمان حسب معمول جمعہ وجماعت جاری رکھیں۔ (۲) کوشش کے باوجود اجازت نہ ملے تو پولیس سے نہ الجھیں اور نظم ونسق بہر حال قائم رکھیں۔

اس صورت میں جتنے لوگوں کو جمعہ اور جماعت میں شرکت کی اجازت ہو اُتنے لوگ جمعہ اور جماعت قائم کر کے مساجد آباد رکھیں۔ اذانیں بھی پابندی سے جاری رکھیں۔ خطبہ اور نماز جمعہ کے وقت مسجدوں کے دروازے کھلے رہیں یا کم از کم اندر سے کنڈی نہ لگائیں کہ مقیمین جمعہ کی طرف اذن عام حاصل رہے۔ باقی لوگ اپنے اپنے گھروں میں جمعہ کے بدلے ظہر تنہا تنہا پڑھیں اور دوسری نمازیں جماعت سے پڑھیں، اگر امام ملے۔ ورنہ تنہا تنہا بھی پڑھ سکتے ہیں۔ عذر اور بے بسی کی صورت میں جماعت کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے اور جمعہ کے بدلے ظہر کی اجازت ہوتی ہے۔

(۳) جمعہ کے بدلے ظہر کی نماز، نماز جمعہ پوری ہونے کے بعد پڑھیں۔ پہلے ہرگز نہ پڑھیں۔ جمعہ قائم کرنے کے لئے کچھ شرائط ایسی ہیں جو گھروں اور بلڈنگوں میں پوری نہیں ہو سکتیں، اس لئے ظہر ہی پڑھیں۔

(۴) جو لوگ کھانسی، زکام اور سانس کے مریض ہیں، وہ فی الحال مسجدوں کی جماعت سے پرہیز کریں۔ اپنے اپنے گھر تنہا تنہا پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

☆ صدر شعبۂ افتا و صدر المدرسین، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب قبلہ سے اذن عام اور نماز جمعہ باجماعت سے متعلق فون پر ہوئی گفتگو

سوال نمبر (۱): اِس وقت ملک ہندوستان میں جو حالات چل رہے ہیں، کورونا وائرس کی وجہ سے حکومت ہند نے جو پابندیاں مساجد اور دیگر مذہبی مقامات پر عائد کی ہیں اُس کے مدنظر نماز جمعہ کے قائم کرنے کے لئے پانچ افراد کی اجازت ہے۔ پرشاسن کی زبردست سختی کو دیکھتے ہوئے لوگوں کو یہ بات بتائی گئی کہ صرف پانچ لوگ مسجد میں جماعت قائم کرلیں باقی لوگ اپنے اپنے گھروں میں تنہا تنہا نماز ظہر ادا کریں۔ لہٰذا صورت حال یہ ہے کہ کہیں تو مسجد کے مائک سے کہیں اراکین مسجد میں سے کوئی شخص مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوکر اور کہیں فلیکسی بینر مسجد کے دروازے پر چسپا کرائی گئی کہیں کہیں مجبوری میں یہ بھی ہوا کہ مسجد کا دروازہ اندر سے بند کرنا پڑا، اس لئے کہ بڑی تعداد میں لوگ کہیں مسجد میں داخل نہ ہوجائے۔

اب سراج الفقہاء کی بارگاہ میں یہ عرض ہے کہ اِن تمام صورتوں میں کیا اِذنِ عام پایا گیا، یا نہیں پایا گیا؟ جو پانچ افراد جمعہ قائم کیے ہوئے ہیں ان کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ اِس کا جواب ارشاد فرمائیں۔

جواب: شاسن اور پرشاسن نے پانچ آدمیوں کو مسجد میں جاکر نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے، ہمیں اس کے مطابق ہی عمل کرنا چاہیے جو پرشاسن کی طرف سے اجازت ہے۔ پانچ آدمیوں میں جمعہ قائم ہوجاتا ہے ایک آدمی امام ہو اور چار مقتدی۔ رہا مسئلہ اذن عام کا تو اذن عام پر اثر اُس وقت پڑتا ہے جب روکنے والوں کا مقصد نماز اور جماعت سے ہو یعنی اصل مقصد نماز ہی سے روکنا ہو اور جماعت ہی سے روکنا ہو اور یہاں شاسن اور پرشاسن نے نماز اور جماعت سے نہیں روکا ہے بلکہ وہ اِس کی اجازت دے رہے ہیں کہ پانچ آدمی جاکر پڑھ لیں اِس طرح جماعت بھی قائم ہوجائے گی اور مسجدیں آباد بھی رہیں گی۔ ہاں زیادہ لوگوں کی بھیڑ لگانے سے وہ روک رہے ہیں تو اُس کی وجہ جماعت اور نماز نہیں بلکہ اس کی وجہ کورونا وائرس جو موذی مہلک اور وَبائی بیماری ہے جس کی وجہ سے لوگ پریشان بھی ہیں اور کتنے لوگ وہ ہیں جو لقمۂ اجل بھی ہوگئے۔ اِس خطرناک اور مہلک بیماری کے ضرر سے بچنے اور بچانے کے لئے لوگوں کو مسجد کے اندر جانے اور بھیڑ لگانے سے روکا گیا ہے جیسے عورتوں کو اندیشہ فتنہ کی وجہ سے فقہا نے روک دیا ہے تو یہ اذنِ عام پر اثر انداز نہیں ہوتا ہے یا کوئی عدو ہو، دشمن ہو اور اُس کو اندیشہ ضرر کی وجہ سے مسجد میں جانے سے روک دیا جائے تو اُس سے بھی اذنِ عام پر اثر نہیں پڑتا ہے۔ اسی طرح سے یہاں بھی اندیشہ ضرر ہے اور اندیشہ ہلاکت ہے، اس وجہ سے کثیر لوگوں کو مسجد میں جانے سے روکنا، یہ نماز اور جماعت سے روکنا نہیں۔

لہٰذا کوشش تو یہی ہو کہ جماعت کے وقت میں دروازہ کچھ نہ کچھ کھلا رہے لیکن اگر لوگ نہ مانیں اور اِس وجہ سے اندر جمعہ قائم کرنے والے بند کرلیں تو بھی اذن عام پر اثر نہیں پڑے گا۔ اس بارے میں درمختار میں شرح عیون المذاہب کے حوالے سے جزئیہ موجود ہے کہ اگر قلعے میں امیر نے نماز پڑھی جماعت کے ساتھ جمعے کی اور اندیشہ فتنے کی وجہ سے یا اندیشہ ضرر کی وجہ سے اندر سے دروازہ بند کرلیا نماز کے وقت تو نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور نماز صحیح ہوگی۔ اس کی وجہ یہی بتائی ہے شرح عیون المذاہب میں کہ یہاں مقصد نماز سے روکنا نہیں بلکہ دروازہ بند کرنے سے مقصود ہے دفع ضرر یعنی اندیشہ ضرر سے حفاظت جیسے فتنے سے حفاظت۔ یہ جزئیہ شرح عیون المذاہب کا دُرمختار کے اندر منقول ہے، اس لئے اس بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ اگر احتیاط کی وجہ سے مجبور ہوکر اندر سے دروازہ بند بھی کرلیتے ہیں نماز قائم کرنے والے، تو بھی اذن عام پر اثر نہیں پڑے گا جیسا کہ قلعے کا دروازہ اندیشہ ضرر کی وجہ سے بند کرنے کی صورت میں اذنِ عام پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور نماز صحیح ہوتی ہے۔ پہلا جواب مکمل۔ شکریہ

سوال (۲): حضرت ایک سوال یہ عرض کررہا ہوں کہ پانچ افراد کے علاوہ جو باقی لوگ بچتے ہیں اُن کے ذمے سے کیا جمعہ کی فرضیت ساقط ہوگئی ہے کیوں کہ جو لوگ لاک ڈاؤن میں جمعہ سے رہ جاتے ہیں وہ بڑی مایوسی کا شکار نظر آتے ہیں۔

جواب: جمعہ کی فرضیت ان کے اوپر سے ساقط ہوتی ہے اور جمعہ کے بدلے میں ظہر اُن کے اوپر فرض ہے لہٰذا وہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں ظہر کی نماز تنہا تنہا ادا کریں گے۔

سوال (۳): ایک اور عرض یہ تھی کہ کہیں کسی شہر میں اگر جمعہ بالکل ہی قائم نہیں ہوا، کوئی شرط نہ پائے جانے کی صورت میں یعنی نہ پانچ آدمی نہ چار آدمی، بالکل ہی جمعہ قائم نہ ہوسکا شہر کے اندر، نہ دروازہ بند کرکے نہ دروازہ کھول کے تو کیا ایسی صورت میں وہاں نماز ظہر با

جماعت ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں، مستحب یہ ہے کہ وہ لوگ بھی باجماعت نہ پڑھیں بلکہ تنہا تنہا اپنے گھر میں یا جہاں بھی جگہ میسر ہو، وہاں پڑھیں۔ اصل میں مولانا بات یہ ہے کہ جمعہ شعارِ عظیم ہے ہمارا۔ جمعے کی عظمت شان یہ ہے کہ شریعت طاہرہ نے جمعے کے دن جو جمعے کا وقت ہے یعنی اور دِنوں میں جو ظہر کا وقت ہے وہی جمعہ کے دن جمعہ کا وقت ہے، اُس وقت میں جماعت قائم کرنا جمعے کے ساتھ خاص کر دیا ہے جو جمعے کی شان ہے اُس کے شعار ہونے کی بنیاد پر یعنی جمعے کے دن جمعے کی عظمت شان کا تقاضہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن جمعہ کے وقت بھی جمعہ کی ہی جماعت ہو، کوئی اور جماعت نہ ہو۔ اسی لئے حکم ہے کہ جن مسجدوں میں جمعہ نہیں ہوتا، اُن کا دروازہ بند رکھا جائے جمعہ کے وقت تاکہ جمعہ کی عظمت شان پر کوئی اثر نہ آئے۔ اسی وجہ سے ظہر کی جماعت قائم کرنے سے روکا گیا ہے۔

فقہا فرماتے ہیں جن لوگوں کا جمعہ فوت ہوجائے وہ لوگ بھی جماعت قائم نہ کریں بلکہ تنہا تنہا ہی نمازِ ظہر ادا کریں۔

آخری سوال: سوال نمبر (۴): حضرت ایسا بھی کئی مقامات پر ہوا ہے کہ کچھ لوگوں نے کسی ہال میں یا گھر میں نماز جمعہ قائم کی ہے تو کیا اُن کو بھی اذنِ عام کے ساتھ اعلم علمائے بلد کی اجازت یا اُس شہر کے کسی بڑے عالم کی اجازت سے جمعہ صحیح ہوگا یا نہیں؟

جواب: اُن لوگوں نے اچھا نہیں کیا۔ ایک تو انھوں نے قانون کی خلاف ورزی کی جو کئی طرح سے ہمارے لئے مضر ہے جس کو ہر صاحب عقل وفہم سمجھ سکتا ہے۔ جمعہ قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جہاں جمعہ قائم ہو وہاں اذنِ عام ہو۔ ہر نمازی جو جمعہ پڑھنا چاہتا ہے وہ آئے ظاہر ہے گھر میں بلڈنگ میں فلیٹ میں جو لوگ جمعہ قائم کریں گے وہ حکومت سے پرشاسن سے چھپ کر ہی کریں گے، وہاں تو اذنِ عام نہیں دے سکتے، وہاں تو حکومت کی طرف سے پانچ آدمیوں کو بھی اجازت نہیں پڑھنے کی، وہاں اذن عام بالکل نہیں۔

دوسرے امام ہر شخص نہیں ہوسکتا جمعہ کا، جمعہ وہ ہی پڑھا سکتا ہے جو قاضی اسلام کا ماذون ہو۔ لوگ اِس کا کوئی خیال نہیں کرتے ہیں بلکہ کسی بھی شخص کو جو قرآن پاک پڑھنا جانتا ہو یا حافظ قاری عالم ہی ہو، اُس کو آگے بڑھا دیتے ہیں۔ ہر شخص جو نماز پنج گانہ کا امام ہوسکتا ہے وہ جمعہ کا امام نہیں ہوسکتا، اس کے لئے شریعت نے پابندی عائد کردی ہے کہ وہ قاضی اسلام کا ماذون ہو۔ تو جو شرط بنیادی ہیں وہ گھروں میں فلیٹوں میں جمعہ قائم کرنے کی صورت میں نہیں پائی جائے گی، بہت مشکل ہے۔ جن لوگوں نے ایسا کیا، اگر دونوں شرطیں پوری ہوگئی ہوں یعنی انھوں نے فراہم کرلی ہو تب تو کوئی بات نہیں مگر ہم نہیں سمجھتے کہ شرطیں فراہم ہوئی ہوں گی، اس لئے اب حکم عام یہی ہے کہ لاک ڈاؤن جب تک ہے وہ لوگ اپنے اپنے گھروں جمعہ کی جماعت نہ کریں، جمعہ کی جماعت صرف مسجد میں ہو۔ وہی پانچ آدمی جائیں جن کے لئے پرشاسن کی طرف سے اجازت ہے۔

سائل (المستفتی) محمد ہاشمی نوری
بانی و مہتمم مرکز اہل سنت دار السلام (عربک کالج)
۳۰ مارچ ۲۰۲۰ء

☆☆☆

لاک ڈاؤن کا پابندرہ کر زکاۃ وصدقات کیسے ادا کریں

مالی امداد کے حق دار اور حاجت مند آج کم نہیں بلکہ پہلے سے کئی گنا زیادہ ہو چکے ہیں۔ اس طرح کے حالات سے نمٹنے کے لئے ہمارے پاس دو نظام ہیں: نظام زکات اور نظام صدقات۔

نظام زکات:

(۱) مالِ زکات فقرا ومساکین کے لئے ہے، یا وہ اپنے ہاتھ سے جسے دے دیں، مثلا مدارس کو پیش کر دیں۔ یہ مال آپ مدارس اور فقرا و مساکین پر صرف کرتے تھے، آج بھی انھیں پر صرف کیجیے۔ وہ سفر کی پابندیوں کی وجہ سے اگر رمضان شریف میں آپ کے پاس نہ پہنچ سکیں تو اُن کا حصہ محفوظ رکھیے، جب خدا چاہے گا وہ آپ سے ملیں گے اور اطمینان رکھیے ضرور ملیں گے۔ اُس وقت آپ ان کا حصہ اُن کے حوالے کر دیں۔ یاد رکھیے کہ یہ امداد پاکر اُن کے دل سے آپ کے لئے جو دعائیں نکلیں گی وہ اِن شاء اللہ ضرور مقبول بارگاہ ہوں گی۔

(۲) اس کی تیاری آپ ابھی سے شروع فرمادیں اور حساب کر کے زکات کی پوری رقم نکال کر الگ محفوظ کرلیں، اگر کسی کے لئے حیلۂ شرعی ممکن ہو تو وہ حیلہ شرعی کر کے محفوظ کرلے، یہ زیادہ بہتر ہے اور بہر حال لاک ڈاؤن کے سبب ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے آپ گنہگار نہ ہوں گے۔ اللہ کسی جان کو اُس کی وسعت سے زیادہ ذمہ دار نہیں ٹھہراتا، وہ بڑا مہربان ہے۔

(۳) کاشت کار اپنے غلے، دال، سبزی وغیرہ کا عشر صحیح طور پر نکالیں اور حق داروں کو دیں یا محفوظ رکھیں تا کہ لاک ڈاؤن کے بعد وہ آپ سے مل کر حاصل کر سکیں۔ جو سبزی خراب ہونے والی ہو اُسے بیچ کر دام محفوظ کر لیں۔

نظام صدقات:

(۱) جنھیں زکات نہیں دے سکتے اور آپ سمجھتے ہیں کہ وہ لائق امداد ہیں اُن کی خدمت صدقات سے کریں۔ آج لاک ڈاؤن اور کورونا وائرس کی وجہ سے بے شمار مزدور بے کار اور بہت سے لوگ بیمار اور اُن کے سوا بھی کثیر افراد مالی امداد کے حق دار ہیں، ان کے تعاون کے لئے آپ اپنی حیثیت کے مطابق آگے آئیں اور جو خدمت ہو سکے کریں۔ یاد رکھیں کہ یہ سب کچھ اس حیثیت سے کریں کہ ہر تر جگر میں ثواب ہے، نہ نمائش مقصود ہو، نہ نمائش کریں، نہ بعد میں کبھی احسان جتائیں۔

زکات کی ایک حد مقرر ہے ڈھائی فیصد، مگر صدقات کے لئے کوئی حد نہیں وہ ڈھائی فیصد اور اُس سے زیادہ بھی دے سکتے ہیں۔ یہ سب آپ کی سخاوت میں شمار ہوگا۔ حدیث نبوی کے مطابق سخی قریب ہے اللہ سے، قریب ہے جنت سے، قریب ہے آدمیوں سے، دور ہے جہنم سے۔ (جامع الترمذی)

(۲) صدقہ کی ایک بڑی اہم قسم یہ بھی ہے کہ جن کے ذمہ آپ کا قرض ہو، یا اُدھار دام ہو اور وہ تنگ دست ہوں تو انھیں خوش حالی تک مہلت دیں اور وسعت ہو تو معاف کر دیں، یہ بھی کر سکتے ہیں کہ کچھ معاف کر دیں اور کچھ خوش حالی کے بعد وصول کریں۔ یہ سب کتاب وسنت کی روشن تعلیمات ہیں۔

۱۷ رشعبان ۱۴۴۱ھ۔ ۱۲/ اپریل ۲۰۲۰ء یک شنبہ

محمد نظام الدین رضوی صدر المدرسین وصدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور

☆☆☆

خدارا کوئی کسی شخصیت کو نشانہ نہ بنائے نہ کسی کے لئے کوئی اذیت کی بات کہے

مجھے اطلاع ملی ہے کہ ہمارے علمائے کرام سوشل میڈیا پر میرے بعض فتاوی کے تعلق سے تنقیحی اور تائیدی بحثوں میں سرگرم ہیں۔ اِس سلسلے میں عرض ہے کہ

(۱) بحثیں تنقیح وتحقیق مسائل تک محدود رہیں، علم میں نکھار اُسی سے آتا ہے۔

(۲) جو بات بھی کہی جائے دلیل شرعی کی روشنی میں کہی جائے، دلیل کے کلمات بھی پیش کر دیے جائیں تو بہتر، کہ دل اُسے قبول کرنے کے لئے زیادہ آمادہ ہوتا ہے۔

(۳) فتاوی لکھنے والے اور بحثوں میں حصہ لینے والے تمام علما عاشق رسول امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کو چاہنے والے ہیں، اس لئے باہم سب، سب کی قدر کریں اور خدارا کوئی کسی شخصیت کو نشانہ نہ بنائے، نہ کسی کی نیت پر شبہہ کرے، نہ کسی کے لئے کوئی اذیت کی بات کہے۔ یہ زوائد اہل علم کی شان نہیں۔ (یہ باتیں اہل علم کی شان کے خلاف ہیں) ہم سب کا نعرہ ایک ہے

جان ہے عشق مصطفی روز فزوں کرے خدا جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

(۴) ہم نے ہمیشہ اہل علم کی قدر کی ہے، نوازشات (بے جا کرم فرمائیاں) ہوئیں تو صبر اور صرف نظر سے کام لیا ہے، ہم اپنے احباب کو اُسی کی تلقین کرتے ہیں اور اُس پر اپنے رب سے اجر کی امید رکھتے ہیں۔

(۵) آپ کا منصب خیر امت اخرجت للناس ہے۔ آپ اپنی قدر پہچانیں، اس کے تقاضوں کو دانش مندی کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کریں، باہم اتحاد کی فضا بنائیں کہ اتحاد زندگی ہے۔ کونوا عباداللہ اخوانا۔

(۶) رمضان المبارک کی آمد آمد ہے، قوم کو آپ کی رہنمائی اور رہبری کی قدم قدم پر ضرورت ہے، اب آپ اِس کارِ اہم کی طرف جلد متوجہ ہو جائیں۔

یسروا ولا تعسروا، بشروا ولا تنفروا (رواہ البخاری)

مجھے امید ہے کہ آپ اپنے دل میں اِن باتوں کو جگہ دیں گے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد نظام الدین رضوی برکاتی غفرلہ

صدر المدرسین وصدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور

۱۹ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۴/ اپریل ۲۰۲۰ء

☆☆☆

فقہی مسائل: عام حالات کے مطابق مسائل لکھے گئے ہیں، آج کے حالات میں علمائے کرام کے فیصلوں پر عمل کریں

رمضان المبارک: فضائل ومسائل

محمد شمیم احمد نوری مصباحی★

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس مہینہ کی فضیلت کے بارے میں ارشاد فرمایا ''رمضان وہ مقدس مہینہ ہے جس میں قرآن جیسی مقدس کتاب نازل کی گئی۔'' (مفہوم قرآن)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔''

یعنی اس مہینہ میں بے شمار رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ایک نیکی کے بدلے ستر نیکی کا ثواب ملتا ہے،یعنی اگر کوئی شخص اس مبارک مہینہ میں ایک روپے اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اُسے دیگر مہینوں کے بالمقابل ستر روپے خرچ کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔نفل پر فرض کا ثواب اور ایک فرض پر ستر فرضوں کے برابر ثواب۔

دوسری جگہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

''اِس مہینہ کا پہلا عشرہ (شروع کے دس دن) رحمت کا، دوسرا عشرہ (بیچ کے دس دن) مغفرت کا اور تیسرا عشرہ (اخیر کے دس دن) جہنم سے آزادی کا ہے۔'' ایک دوسری حدیث میں یوں فرمایا گیا کہ ''جنت چار لوگوں کے لئے خود مشتاق ہے:

(۱) زبان کی حفاظت کرے والوں کے لئے۔ (۲) قرآن کی تلاوت کرنے والے کے لئے (۳) بھوکوں کو کھانا کھلانے والے کے لئے۔ (۴) رمضان کے مہینہ کا روزہ رکھنے والے کے لئے۔''

اِس لئے مسلمانوں کو اس مہینہ میں روزہ رکھنے کے ساتھ زیادہ سے زیادہ نیکی اور قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال اس کی راہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا چاہیے۔ اِس لئے کہ انسان کی سب سے پیاری چیز مال ہے اور قرآن کا فرمان ہے:

''تم ہرگز بھلائی کو نہیں پاسکتے ہو جب تک کہ تم اپنی پیاری چیز کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔'' (مفہوم قرآن)

فضائل روزہ: روزہ فضل خداوندی کا آئینہ ہے، اللہ کا فضل وہ خزانۂ رحمت ہے کہ جسے مل جائے اُس کی دین ودنیا سنور جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بے نیاز ہے جسے چاہے اپنے فضل سے سرفراز کرے، اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کا بندہ عبادت گزار اور اطاعت شعار بنے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان میں صفات بندگی پیدا کرنے کے لئے تحفتاً کچھ فرائض حضرت انسان کے ذمے لگائے ہیں، روزہ بھی اُنہیں فرائض میں سے ایک ہے۔

روزہ کی فضیلت کا اندازہ واہمیت رسول باوقار ﷺ کی حیات طیبہ سے لگائیں۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جو صحرائے عرب کے تپتے ہوئے ریگ زاروں میں گرمیوں کے موسم میں روزے رکھتے اور جہاد بھی کرتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کی نمازوں اور اعمال صالحہ سے اتنا خوش ہوا کہ قرآن مقدس میں اس آیت کریمہ کا نزول ہوا: **رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ** ''اللہ ان سے راضی ہوا، وہ اپنے اللہ سے راضی ہوئے۔''

روزہ عشق مصطفیٰ کا زینہ ہے حتی کہ روزہ کی بدولت کئی لوگوں کو ولایت ملی، اسی لئے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے ''روزہ آدھی طریقت ہے'' سالکان حق وصداقت روزہ ہی کے ذریعے اپنے خالق ومالک کو خوش کرتے ہیں اور رضائے الٰہی حاصل کرتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ کے بے شمار ارشادات عالیہ ہیں جن میں روزہ کے فضائل بیان ہوئے ہیں اور انہیں فضائل کے بناء پر روزہ رکھنے کی تلقین بھی کی گئی ہے، روزہ کی فضیلت کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اگر اللہ کے بندے رمضان کی فضیلت کو جان لیتے تو میری امت تمام سال روزے سے رہنے کی خواہش مند ہوتی۔''

روزہ کی فضیلت واہمیت سے متعلق رسول کریم ﷺ کی چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازہ کا نام ریان ہے، اس دروازہ سے وہی لوگ داخل ہوں گے جو روزہ رکھتے ہیں۔''

ایک دوسری حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''روزہ دار اور قرآن بندہ کے لئے شفاعت کریں

گے، روزہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے کھانے پینے سے دن میں اِسے روک دیا، میری شفاعت اِس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا: اے میرے رب! میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا، اِس لئے میری شفاعت اِس کے حق میں قبول فرما۔ دونوں کی شفاعت قبول ہوں گی۔ اِس کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں روزہ کی فضیلت میں وارد ہیں، جن میں سے صرف ایک حدیث قدسی کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جو روزہ کی فضیلت واہمیت کے لئے کافی ووافی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا (بدلہ) میں دوں گا۔''

روزہ کی اہمیت: ہر مسلمان، عاقل، بالغ، مرد وعورت پر رمضان کے روزے فرض ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے:

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے کہ تم سے اگلوں پر فرض ہوئے تھے تاکہ تمہیں پرہیز گاری ملے۔''

روزہ کا حکم یہ ہے کہ طاقت ہوتے ہوئے روزہ نہ رکھنا گناہ کبیرہ ہے، کسی نے اگر رمضان کا ایک روزہ چھوڑا، اُس کے عوض زندگی بھر روزہ رکھے تو وہ ثواب وبرکت نہ پائے گا جو رمضان کا روزہ رکھنے میں ہے۔

روزہ کی تعریف: روزہ شریعت میں مسلمان کا بہ نیت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے آپ کو قصداً کھانے، پینے اور جماع سے باز رکھنے کو کہتے ہیں۔ عورت کا حیض ونفاس سے خالی ہونا روزہ کے لئے شرط ہے۔

سحری: سحری کھانا سنت ومستحب ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''سحری کھاؤ کیوں کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔''

کب روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے:

سفر، مرض (جب کہ بیماری بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے کا یقین ہو) بڑھاپا، خوف، ہلاکت، جہاد، حمل اور بچہ کو دودھ پلانا (اگر اپنی جان یا بچہ کی جان کا خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنے میں گناہ نہیں، ورنہ روزہ رکھنا ضروری ہوگا) یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لئے عذر ہیں۔ ان کی وجہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے گا تو گنہگار نہیں لیکن عذر ختم ہونے پر روزہ کی قضا فرض ہے، دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے قضا کر لیں، کیوں کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس پر گزرے ہوئے رمضان کی قضا باقی ہے، اس کے رمضان کے روزے قبول نہ ہوں گے۔

عورت کو حالت حیض ونفاس میں روزہ رکھنا حرام ہے مگر رمضان کے بعد جتنے روزے چھوٹ گئے، ان کی قضا کرنا فرض ہے۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا: بھول کر کھانے، پینے، جماع کرنے واحتلام ہوجانے، حلق میں غبار، مکھی، دھواں کے چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ قصداً (جان بوجھ کر) نگل جانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ سر میں تیل ڈالنے سے، سرمہ لگانے، کلی کی تری اور تھوک نگل جانے، کان میں پانی چلے جانے یا ڈالنے اور خوشبو لگانے اور سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

حقہ، بیڑی، سگریٹ، چرس پینے، پان اور تمباکو کھانے سے (اگر چہ پیک تھوکتا رہے) کان میں تیل ڈالنے یا چلے جانے، روزہ یاد ہوتے ہوئے منھ بھر قے کرنے، منھ بھر آئی ہوئی قے کو نگل جانے سے، کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی اتر جانے، ناک میں پانی ڈالتے وقت دماغ تک چڑھ جانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا، جب کہ روزہ یاد ہوتے ہوئے کھانے، پینے، صحبت کرنے سے قضا وکفارہ دونوں لازم ہے۔

روزہ توڑنے کا کفارہ: روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ لگاتار ساٹھ روزہ رکھے، اگر یہ نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلائے، روزہ رکھنے کی صورت میں اگر بیچ میں ایک دن کا بھی چھوٹ گیا تو پھر سے ساٹھ روزہ رکھے، پہلے کے روزے شمار نہ ہوں گے مگر عورت کو اگر حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے شمار نہیں کیے جائیں گے۔ یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے دونوں مل کر ساٹھ ہوجانے سے کفارہ ادا ہوجائے گا۔

کب روزہ مکروہ ہوجاتا ہے:

چغلی، جھوٹ، غیبت، گالی گلوج، شکایت کرنا، بے ہودہ باتیں کرنا، کسی بھی ناجائز کام کا مرتکب ہونا، بے قراری ظاہر کرنا، بلاضرورت کسی چیز کا چبانا یا نمک چکھ کر تھوک دینا، ان سب باتوں سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ (ماخوذ از کتب فقہ)

روزہ کی حالت میں دانت اکھڑوانا کیسا ہے؟

روزہ کی حالت میں اگر دانت نکلوانے کی سخت ضرورت پڑ جائے تو نکلوانے میں کوئی حرج نہیں، جب کہ پوری احتیاط برتی جائے کہ خون کا کوئی قطرہ حلق میں نہ اترنے پائے، اگرچہ پرہیز بہتر ہے۔ اگر خون کا

ایک قطرہ بھی حلق سے اترے گا تو روزہ فاسد کردے گا جب کہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔(بہارشریعت،حصہ ۵،ص۱۱۶)

فتح القدیر شرح ہدایہ ج۲،ص۲۵۸ میں اس کی تفصیل یوں ہے:

''اگر خون دانت سے نکلا اور حلق میں داخل ہوگیا تو اگر خون تھوک پر غالب یا اُس کے برابر ہے تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔اگر ایسا نہیں ہے تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔''

روزہ کی حالت میں انہلیر کا استعمال: روزہ کی حالت میں انہیلر (Inhaler) کا استعمال درست نہیں بلکہ اس کا استعمال (روزے کی حالت میں) نہیں کرنا ہے کیوں کہ اور اِس کی وجہ سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔(فتاویٰ مرکز تربیت افتاء، ج۱،ص۴۷۳)

ہاں! اگر کوئی مسلمان دمہ کی بیماری میں سخت مبتلا ہو کہ بغیر انہیلر کے کوئی چارۂ کار نہیں تو اُسے چاہیے کہ روزہ کی جگہ فدیہ ادا کرے۔(ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلا دے، یا ہر روزہ رکھنے کے قابل ہوجائے تو قضا کرلینی چاہیے۔(طحطاوی،ص۵۴۳)

رمضان کی راتوں میں میاں بیوی کا ہم بستر ہونا گناہ نہیں: رمضان میں وقت افطار سے ختم سحری تک رات میں جس طرح کھانا پینا جائز ہے، اُسی طرح شوہر اور بیوی کا ہم بستر ہونا اور صحبت ومجامعت کرنا بلاشک وشبہ جائز ہے اور اِس میں کوئی گناہ ہے، بہت سی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے بلکہ قرآن شریف میں خاص اِس کی اجازت کے لئے آیت کریمہ نازل فرمائی گئی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے''تمہارے لئے روزہ کی راتوں میں اپنی بیویوں سے صحبت حلال کی گئی وہ تمہارے لئے لباس ہیں،تم اُن کے لئے لباس۔''

(مفہوم قرآن،پ۲،رکوع:۷)

روزہ دار کا انجکشن لگوانا کیسا ھے: تحقیق یہ ہے کہ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے، چاہے رگ میں لگایا جائے یا گوشت میں کیوں کہ اس بارے میں قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ کھانے پینے اور جماع کے علاوہ روزہ کو توڑنی والی صرف وہ دوا یا غذا ہے جو مسامات اور رگوں کے علاوہ کسی اور مقصد سے پیٹ یا دماغ میں پہنچے لہٰذا مسام یا رگ کے ذریعہ کوئی چیز داخل بدن ہو تو اُس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(فتاویٰ عالمگیری ،ج۲،ص ۳۹۵،فتاویٰ فقیہ ملت ج۱،ص ۳۴۴،فتاویٰ یورپ،ص۳۰۷)

کھلم کھلا کھانے پینے والوں کے لئے حکم شرعی: رمضان شریف میں جو لوگ کھلم کھلا بلاعذر کھاتے پیتے ہیں وہ سخت گنہگار، مستحق نار ہیں، بادشاہِ اسلام کو تو یہاں تک حکم ہے کہ ایسے لوگوں کو قتل کردے (مگر چونکہ یہاں اسلامی حکومت نہیں) اِس لئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں پر سختی کریں اور نہ ماننے پر ان کا بائیکاٹ کریں، ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔(فتاویٰ برکاتیہ،ص۱۳۴)

کن دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں:

عید، بقرہ عید اور ایام تشریق یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ سے روزہ رکھنا مکروہ تحریمی، حرام کے قریب ہے۔(فتاویٰ فقیہ ملت ج۱،ص ۳۴۲)

تراویح: رمضان کے مہینہ میں نماز تراویح مرد وعورت سب کے لئے سنت موکدہ ہے اور جماعت سے پڑھنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر محلہ یا گاؤں کے کچھ لوگ مسجد میں نماز تراویح با جماعت ادا کرلیں اور کچھ لوگ گھر میں تنہا ادا کریں تو تمام لوگوں کی سنت ادا ہوجائے گی۔البتہ گھر میں پڑھنے والے جماعت کے ثواب وبرکت سے محروم ہوں گے۔

اگر سب لوگوں نے جماعت چھوڑ دی تو سب مجرم گنہگار ہوں گے اور اگر کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گنہگار نہیں مگر جو شخص مقتدا (قوم کا پیشوا) ہو کہ اس کے ہونے سے جماعت بڑی ہوتی ہے اور چھوڑ دے گا تو لوگ کم ہو جائیں گے، اُسے بلا عذر جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں۔(فتاویٰ ہندیہ ج۱،ص۱۱۶)

تراویح کا وقت عشا کی نماز کے بعد سے صبح صادق تک ہے، تراویح پورے مہینہ میں مسنون ہے، جس نے عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی ہو، وہ تراویح جماعت سے پڑھ سکتا ہے لیکن وتر تنہا پڑھے۔ نابالغ کے پیچھے فرض نمازوں کی طرح تراویح و وتر بھی صحیح نہیں۔

یاد رکھیں کہ تراویح مسجد میں جماعت سے پڑھنا افضل ہے، اگر گھر میں جماعت سے پڑھی تو جماعت چھوڑنے کا تو گناہ نہ ہوا مگر وہ ثواب نہ ملے گا جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔

اعتکاف: رمضان شریف کے عشرۂ اخیر (آخر کے دس دن) میں مسجد میں اعتکاف کرنا سنت کفایہ ہے (بستی کا کوئی شخص نہ کرے تو سب ملزم ٹھہریں گے اور اگر کسی ایک نے بھی کرلیا تو سب بری الذمہ ہوجائیں گے) رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کو سورج ڈوبتے وقت

سے چاند رات تک مسجد میں اعتکاف کی نیت سے رہے۔ضروری حاجتوں کے لئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے،بلاضرورت شرعی باہر جانے سے اعتکاف فاسد ہوجائے گا،معتکف کو چاہیے کہ فضول باتوں سے بچے اور نیک کاموں مثلاً تلاوت کلام اللہ، ذکر واذکار،کلمہ ودرود شریف اور تسبیح وتہلیل نیز نوافل وغیرہ میں مشغول رہے۔اعتکاف کی بہت زیادہ فضیلت ہے جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:جس نے رمضان میں دس دونوں کا اعتکاف کرلیا تو وہ ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرہ کیے۔

افطار: جب آفتاب ڈوب جائے تو روزہ افطار کرنے میں مقررہ وقت کی خوب تفتیش کرلیں پھر وقت ہونے پر جلدی کریں،اندھیرا ہونے کا انتظار نہ کریں۔حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری امت اُس وقت تک میری سنت پر رہے گی جب تک افطار میں ستاروں کا انتظار نہ کرے گی۔

صدقۂ فطر: حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:بندہ کا روزہ اس وقت تک زمین اور آسمان کے درمیان لٹکا رہتا ہے(قبول نہیں ہوتا ہے)جب تک کہ صدقۂ فطر ادا نہ کرے۔

صدقۂ فطر ہر اُس شخص پر واجب ہے جس کے پاس حوائج اصلیہ (بنیادی ضرورتوں)کے علاوہ ساڑھے سات تولہ سونا(۹۳ گرام ۳۱۲ ملی گرام)یا ساڑھے باون تولہ چاندی(۶۵۳ گرام ۱۸۴ ملی گرام)یا اُن دونوں میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر مال ہو۔

مرد مالک نصاب پر اپنی اور اپنے نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے،جب کہ بچہ خود صاحب نصاب نہ ہو،ورنہ اُس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے گا۔مجنون(پاگل)اولاد اگرچہ بالغ ہو جب کہ غنی نہ ہو تو اُس کا صدقہ اُس کے باپ پر واجب ہے،اور اگر غنی ہو تو اُس کے مال سے ادا کیا جائے۔جنون(پاگل پن)چاہے اصلی ہو(یعنی اسی حالت میں بالغ ہوا ہو)یا بعد کو عارض ہوا ہو،دونوں کا حکم ایک ہے۔

(بہار شریعت،حصہ ۵،ص ۹۳۶،مکتبۃ المدینہ)

صدقۂ فطر کی مقدار پر ہر شخص کے اعتبار سے(چاہے چھوٹا ہو یا بڑا)دو کلو سیتالیس گرام گیہوں یا اُس کی قیمت ہے۔(صدقۂ فطر ادا کرتے وقت مدارس عربیہ کے غریب بچوں کو ہرگز نہیں بھولنا چاہیے۔اس لئے کہ انہیں دینے میں دوگنا ثواب ملتا ہے۔ایک تو غریب پروری کا،دوسرے علم دین کو پھیلانے کا)

اِس ماہ مبارک میں سچی توبہ،قرآن مجید کی تلاوت،زیادہ سے زیادہ،ذکر واذکار،درود شریف،نوافل اور خاص طور پر نماز پنج گانہ با جماعت پڑھنی چاہیے تاکہ رمضان کی برکتوں سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب ہوسکیں۔رب قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم سبھی مسلمانوں کو روزہ ونماز وجملہ ارکانِ اسلام کا پابند بنائے۔آمین

☆☆☆

☆دار العلوم انوار مصطفیٰ،سہلاؤ شریف،باڑمیر(راجستھان)

تبلیغی جماعت: سادگی مسلم کی دیکھ!

تبلیغی جماعت سے کچھ نظریاتی اختلافات کے باوجود،میں اِس وقت مکمل طور پر اُن کے ساتھ ہوں۔بستی حضرت نظام الدین میں ان کے مرکز معاملے کو لے کر جس طرح میڈیا نے تبلیغی سماج کے خلاف واویلہ کھڑا کیا ہوا ہے،وہ کورونا کے تئیں سنجیدگی سے کہیں بڑھ کر اُن کے اسلاموفوبیا کی کھلی غمازی کر رہا ہے۔لاجپت نگر، دلی کے ایس پی کے نام تبلیغی جماعت کے مولانا یوسف کی جو درخواست سوشل میڈیا میں گردش کر رہی ہے،اُس سے اب یہ صاف ہوگیا ہے کہ اس پورے معاملے کی مجرم صرف اور صرف پولیس ہے۔اوکھلا کے ممبر اسمبلی امانت اللہ خان کا ٹویٹ مزید اِس بات کو پختہ کرتا ہے۔

کورونا کو اسلام اور مسلمانوں سے جوڑنے کی باضابطہ کوششیں چل رہی ہیں۔میڈیا کا یہ کھیل اُسی بدنیتی کا عکاس ہے اور کچھ نہیں،ورنہ سوچئے جموں کشمیر کے ماتا ویشنو دیوی مندر میں ۴۰۰ لوگوں کی بھیڑ اِس وقت بھی موجود ہے لیکن یہی میڈیا اُن کے لئے "پھنسے" ہوئے کا لفظ استعمال کر رہا ہے اور مرکز کے لوگوں کے لئے "چھپے" ہوئے لفظ کا۔اِس لفظی ہیر پھیر میں ذرا سا غور کیجیے تو ساری الجھی گتھیاں کھل جائیں گی۔

وہ تمام حضرات جو مسلکی عصبیت یا کسی وجہ سے بھی تبلیغی مرکز معاملے میں تبلیغی جماعت کی تنقید کر رہے ہیں،انہیں چاہیے کہ ہوش کے ناخن لیں۔میڈیا کے اِس پروپیگنڈے کا شکار نہ ہوں۔قرآن حکیم نے تو ہمیں پہلے ہی متنبہ کر دیا ہے:و لتجدن أشد الناس عداوة للذين آمنوا اليهود و الذين اشركوا۔لہٰذا یہ جان لیجیے کہ اُن کی دشمنی اسلام اور مسلمانوں سے ہے،تبلیغی جماعت یا کسی اور جماعت سے نہیں۔

یاد رکھیے کہ احمد فراز بہت پہلے کہہ گئے ہیں:

میں آج زد پہ اگر ہوں تو خوش گماں نہ ہو
چراغ سب کے بجھیں گے ہوا کسی کی نہیں

محمد حیدر رضا مصباحی

رمضان المبارک کی اہمیت وفضیلت

منصور عالم برکاتی علیمی★

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(سورہ بقرہ آیت ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والوں! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے ان پر فرض کیے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔"

رمضان المبارک اسلامی کیلنڈر میں وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرمایا۔ رمضان المبارک کی ہی ایک بابرکت شب میں آسمان دنیا پر پورے قرآن کا نزول ہوا، اس رات کو اللہ رب العزت نے تمام راتوں پر فضیلت عطا فرمائی اور اُسے شب قدر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (سورہ قدر آیت ۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق باب صفة إبلیس وجنوده)

ترجمہ: جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور شیطان کو پابہ زنجیر کر دیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (صحیح البخاری، کتاب صلوۃ التراویح، باب فضل لیلۃ القدر)

ترجمہ: جو شخص بحالت ایمان ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھتا ہے اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

رمضان المبارک کی ایک ایک ساعت اس قدر برکتوں اور سعادتوں کی حامل ہے کہ باقی گیارہ ماہ مل کر بھی اس کی برابری نہیں کر سکتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، بَعَّدَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا (صحیح البخاری، الجهاد و السیر، باب فضل الصیام، فضل الصوم فی سبیل اللہ)

ترجمہ: جس نے اللہ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھا، تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال (کی مسافت کے قریب) دور کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (سورہ ھود آیت ۱۱۴)

ترجمہ: نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **فتنة الرجل فی اهله و صدقة**۔ ترجمہ: آدمی کی آزمائش ہوتی ہے اس کے بال بچوں کے بارے میں، اس کے مال اور اس کے پڑوسی کے سلسلے میں۔ ان آزمائشوں کا کفارہ نماز، روزہ اور صدقہ ہیں۔ (صحیح البخاری، باب الصوم کفارۃ)

اس آیت وحدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کو نماز، روزہ اور صدقہ وخیرات اور دیگر نیکیوں کا اہتمام کرتے رہنا چاہیے، تاکہ یہ نیکیاں اس کی کوتاہیوں اور گناہوں کا کفارہ بنتی رہیں۔

اعتکاف کی فضیلت: حضرت علی (زین العابدین) بن حسین رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اعْتَكَفَ عَشْرًا فِي رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَعُمْرَتَيْنِ۔ (بیہقی، شعب الایمان، باب الاعتکاف) جس شخص نے رمضان المبارک میں دس دن کا اعتکاف کیا، اس کا ثواب دو حج اور دو عمرہ کے برابر ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ (مسلمان) جن کی زندگی میں یہ برکت والا مہینہ آیا اور وہ اللہ عزوجل کی رحمتیں حاصل کرنے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر رہے ہیں۔

روزہ کی نیت: وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

ترجمہ: اور میں نے ماہ رمضان میں سے کل کے روزہ کی نیت کی۔

رمضان کا روزہ صحیح ہونے کے لیے نیت کرنا ضروری ہے اور نیت

دل کے ارادے کا نام ہے اور اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ ''آج میرا روزہ ہے''، سحری کے لیے اٹھنا اور سحری کھانا نیت کے قائم مقام ہے اگر چہ زبان سے کچھ نہ کہا ہو۔

افطار کی دعا اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر میں نے افطار کیا۔ (سنن ابوداؤد)

صدقۂ فطر کے مسائل واحکام

صدقہ فطر ہے کیا ؟ فطر کا لفظ افطار سے ہے ۔روزہ افطار کرنے کے معنی میں ہے۔اور اس کے وجوب کا سبب رمضان کا فطرہ ہے اور رمضان المبارک کے روزے ختم ہونے کے بعد جو عید آتی ہے، اس کو عید الفطر کہا جاتا ہے۔تین اماموں کے نزدیک فرض ہے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ کے وہاں واجب ہے۔معنی میں تھوڑا فرق ہے لیکن یہ فرق صرف اعتقادی ہے عملاً کوئی فرق نہیں ہے۔

وجوب صدقہ فطر : صدقہ فطر کا وجوب رمضان کے ساتھ خاص ہے، اور سن دو ہجری میں اس کا بھی حکم آیا۔جس شخص میں تین شرطیں پائی جائیں اس پر صدقہ فطر واجب ہوجاتا ہے۔(۱) مسلمان ہونا، کافر پر صدقہ فطر واجب نہیں۔(۲) آزاد ہونا، غلام پر صدقہ فطر واجب نہیں (۳) اپنے قرضے اور اصل ضروریات اور اہل وعیال کی ضروریات کے علاوہ نصاب کا مالک ہو۔لہذا اس شخص پر جو قرض اور حوائج اصلیہ سے زائد نصاب کا مالک نہ ہو اس پر صدقہ فطر واجب نہیں۔حوائج اصلیہ پانچ ہیں۔(۱) اس کا گھر (۲) گھر کے ساز وسامان (۳) استعمال اور پہننے کے کپڑے (۴) اس کی سواری جیسے آج کے دور میں گاڑی وغیرہ (۵) وہ ساز وسامان جس سے وہ اپنے حصول معاش میں مدد لیتا ہے۔

صدقہ فطر مقصد وحکمت: صدقہ فطر ہر وہ مال ہوتا ہے جسے مسلمان عید کے دن اپنے آپ کو پاک کرنے کی نیت سے غریبوں، مسکینوں کے لیے نکالتے ہیں۔اور اس سے اس کے روزہ میں پیدا ہونے والے خرابی کی تلافی مقصود ہوتی ہے۔

سنن ابوداؤد شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے صدقہ فطر فرض فرمایا، تاکہ روزہ دار فضول اور نازیبا وبری بات سے پاک ہوجائے اور مسکینوں کو (کم ازکم عید کے مبارک دن اچھا کھانا پینا) میسر آجائے۔جس نے اس کو نماز عید سے قبل اداء کیا تو وہ ایک قبول ہونے والا صدقہ ہے اور جس نے بعد نماز اداء کیا تو وہ صدقوں میں سے ایک صدقہ ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ فطر کے واجب ہونے کی دو مقصد ہیں (۱) روزہ کی کوتاہیوں کی تلافی (۲) امت کے مسکینوں کے لے عید کے دن رزق کا انتظار کرنا۔ یہ دونوں مقصد اُسی وقت حاصل ہونگے جب ہم صدقہ فطر ادا کریں گے۔حضرات بخل سے بچیں اور صدقہ فطر کو اُن کے حقداروں تک پہنچائیں۔

مسائل: صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے نصاب پر سال کا گذرنا شرط نہیں۔صدقہ فطر کے وجوب کے لئے عید کے دن طلوع فجر کے وقت نصاب کا مالک ہونا شرط ہے۔صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے بالغ یا عاقل ہونا شرط نہیں بلکہ اگر بچہ اور پاگل بھی نصاب کے مالک ہوں تو اُن کے مال سے صدقہ فطر نکالا جائے گا۔

صدقہ فطر کی مقدار: وہ چیزیں جنکا صدقہ فطر کے حوالے سے نصوص میں ذکر آیا ہے۔وہ چار ہیں (۱) گیہوں یا آٹا یا ستو، نصف صاع (۲) جَو (۳) کھجور (۴) مُنقّٰی، کشمش ان میں ایک صاع یا اُس کی قیمت۔تفصیل جاننے کے لئے علماء سے رابطہ کریں۔

صدقہ فطر کا مصرف: وہی ہے عامل کے سوا جو زکوۃ کا ہے یعنی جہاں زکوۃ دینی جائز ہے وہاں صدقہ فطر دینا بھی جائز ہے اور جہاں زکوۃ دینی ناجائز ہے وہاں صدقہ فطر دینا بھی ناجائز ہے۔

خوش قسمت ہیں وہ مسلمان جن کی زندگی میں یہ ماہ مبارک آیا اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتیں حاصل کرنے میں اپنی تمام تر توجہ، وقت اور لمحے صرف کررہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، رمضان امبارک کی قدر دانی کی توفیق بخشے اور اس بابرکت مہینے کے اوقات کو صحیح طور پر خرچ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین

درخواست : اس ماہ مبارک میں صدقہ فطر، زکوۃ وخیرات اور عطیات دیتے وقت آپ جامعہ آل رسول مارہرہ شریف اور جماعت اہل سنت کے سبھی دینی مدارس کو ضرور یاد رکھیں۔

☆☆☆

☆ خادم: مرکز المعارف الاسلامیہ جامعہ آل رسول، مارہرہ شریف ایٹہ یوپی 9792680525

عقیدہ و نظریہ

گزشتہ سے پیوستہ

چھ کلموں کے فضائل و برکات

مفتی محمد عرفان الحق نقشبندی★

چھے کلموں کا ثبوت صحیح احادیث سے

چھ کلموں میں سے شروع کے چار کلموں کے الفاظ تو بعینہا احادیث سے ثابت ہیں اور باقی دو کلموں کے الفاظ مختلف احادیث سے لیے گئے ہیں۔ جب عقائد کی تدوین ہوئی تو اُس زمانہ میں ان کے نام اور مروجہ ترتیب شروع ہوئی، تاکہ عوام کے عقائد درست ہوں اور اُن کو یاد کرکے ان مواقع میں پڑھنا آسان ہوجائے جن مواقع پر پڑھنے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم دی اور اس پر جو فضائل بیان کیے ہیں وہ بھی حاصل ہوجائیں۔ تاہم ان میں سے پہلے چار کلموں کے الفاظ تو بعینہا احادیث میں موجود ہیں، پانچویں اور چھٹے کلمے کے الفاظ مختلف احادیث میں متفرق موجود ہیں اور اُن کے الفاظ کو اُن مختلف ادعیہ سے لیا گیا ہے جو کہ احادیث میں موجود ہیں۔

پہلا کلمہ ''کنز العمال'' اور ''مستدرک حاکم'' میں، دوسرا کلمہ ''سنن ابن ماجہ'' اور ''صحیح بخاری'' میں، تیسرا کلمہ ''مصنف ابن ابی شیبہ'' اور ''سنن ابن ماجہ'' میں، چوتھا کلمہ ''مصنف عبد الرزاق صنعانی''، ''مصنف ابن ابی شیبہ'' اور ''سنن ترمذی'' میں موجود ہے اور بقیہ دو کلموں کے الفاظ متفرق مذکور ہیں، احادیث ملاحظہ ہوں:

پہلا کلمہ:

کنز العمال میں ہے: جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا (اللہ تعالیٰ کی یہی سب سے اولین تخلیق ہے) تو اُسے کلام کرنے کا حکم فرمایا جنت کہنے لگی،، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (کنز العمال، ج ۱ ص ۵۵، باب فی فضل الشہادتین، موسسة الرسالة، بیروت)

بے شک مومن کامیاب ہوگئے اور وہ شخص فلاح پاگیا جو اُس میں داخل ہوا۔ بدبخت ہے وہ شخص جو جہنم میں داخل ہوا۔

وفيه أيضاً: مكتوب على العرش لا إله إلا الله محمد رسول الله لا أعذب من قالها. (کنز العمال، ج ۱ ص ۵۷ باب فی فضل الشہادتین، موسسة الرسالة، بیروت)

کنز العمال ہی میں ہے ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں، جو شخص یہ کلمہ پڑھ لے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اسے ہرگز عذاب نہیں دوں گا۔''

المستدرك على الصحيحين للحاكم میں ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ اے عیسیٰ! حضرت محمد پر ایمان پر لا، اور ہر اُس شخص کو یہی حکم دے جو تجھ پر ایمان لے آئے کیونکہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ فرماتا، نہ ہی میں جنت و دوزخ بناتا۔ میں نے اپنا عرش پر رکھا ہے تو وہ مضطرب ہونے لگا پھر میں نے اس پر،، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ،، لکھ دیا تو وہ ساکن ہوگیا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (، ج ۲ ص ۶۷۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

دوسرا کلمہ:

ابن ماجہ میں ہے: حضرت انس بن مالک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر تین بار یہ کلمہ پڑھے۔ اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده ورسوله، تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دے گا وہ جس سے چاہے اس میں داخل ہوجائے۔ (ابن ماجہ، ج ۱ ص ۱۵۱ دار احیاء الکتب العربیہ)

دعائے تشہد کے ضمن میں بھی دوسرے کلمہ کا ثبوت ہے۔

(صحیح بخاری شریف، ج ۱ ص ۱۴۷)

تیسرا کلمہ:

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اُس نے کہا میں قرآن نہیں پڑھا ہوا مجھے کوئی ایسی چیز بتادیں جس سے قرآن کا ثواب مل جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو کہہ: سبحان الله والحمد لله

ولاالہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۴،ص ۵۶،مکتبۃ الرشد، ریاض)

سنن ابن ماجہ میں ہے: حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص رات کو سوتا رہے پھر بیدار ہو کر یہ کلمات پڑھے ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اُسی کیلئے ملک ہے اور اسی کیلئے تمام تعریفیں ہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے، پاکی ہے اس کیلئے اور تمام تعریفیں اس کیلئے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، سب سے بڑا ہے اور کسی کو کوئی مجال وطاقت نہیں مگر اللہ بزرگ وبرتر کی قدرت سے'' پھر اپنے رب سے یہ دعا مانگے، اے اللہ! مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔

ولید نامی راوی کہتے ہیں کہ یا تو آپ ﷺ نے یوں فرمایا ہے: پھر وہ دعا مانگے تو اس کی دعا قبول کی جائے گی اور اگر کھڑے ہو کر وضو کرے اور پھر نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول کی جائے گی۔''

(سنن ابن ماجہ، ج ۲،ص ۱۲۷۴، داراحیاء الکتب العربیہ)

چوتھا کلمہ:

''مصنف عبدالرزاق صنعانی'' میں ہے: حضرت عبدالرحمٰن بن غنم سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھے راوی ابن ابی حسین کہتے ہیں کہ کلام کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھے ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کیلئے ملک ہے اور تمام تعریفیں اسی کیلئے ہیں وہ زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اسی کے دست قدرت میں تمام امورِ خیر ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' جو شخص یہ کلمات دس بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہر بار پڑھنے پر دس نیکیاں عطا فرمائے گا اور دس گناہ معاف فرمائے گا اور دس درجات بلند فرمائے گا۔

(مصنف عبدالرزاق، ج ۲،ص ۲۳۴، المکتب الاسلامی، بیروت)

''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں ہے: ابن ابی حسین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے قبل کے انبیاء کی سب سے بڑی دعا جو یوم عرفہ کو ہم عرفات میں پڑھتے تھے یہ تھی:

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اُسی کیلئے ملک ہے اور تمام تعریفیں اسی کیلئے ہیں اور تمام امورِ خیر اسی کے دست قدرت میں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۳،ص ۳۸۲،مکتبۃ الرشد، ریاض)

پانچواں کلمہ:

پانچویں کلمہ کے الفاظ یکجا تو موجود نہیں، البتہ متفرق جگہوں پر مذکور ہیں جس کی تفصیل یہ ہے۔صحیح بخاری شریف میں ہے:

شداد بن اوس کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

سید الاستغفار یہ ہے کہ تو کہے، اے اللہ، تو میرا رب ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو نے ہی مجھے پیدا فرمایا، میں تیرا بندہ ہوں جو تیری ذمہ داری اور تیری وعدے پر ہوں جس قدر مجھے استطاعت ہو، میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جو میری تقدیر میں ہے اور میں تیری نعمتوں کی طرف رجوع کرتا ہوں اور تو ہی میرے گناہوں کو معاف کردے کیونکہ میرے گناہوں کو صرف تو ہی معاف کرسکتا ہے۔

(بخاری شریف، ج ۱،ص ۱۴۷، باب افضل الاستغفار)

''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں ہے: شداد بن اوس سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کا خزانہ سونا اور چاندی ہے تم ان کلمات کو اپنا خزانہ بنالو ''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری نعمتوں کے شکر کا، میں تجھ سے حسن عبادت کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے ایسے دل کا سوال کرتا ہوں جو سلامتی والا ہو، میں تجھ سے سچی زبان کا سوال کرتا ہوں، ہر اُس خیر کا سوالی ہوں جو تیرے علم میں ہے اور ہر اُس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور میں اپنے ان تمام گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جو تو جانتا ہے بے شک تو ہی تمام پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۴،ص ۴۶،مکتبۃ الرشد، ریاض)

سنن ترمذی اور نسائی میں عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تو اِس طرح کہہ اے اللہ! تو میرے ان گناہوں کو بھی معاف فرمادے جو مجھ سے پوشیدہ ہیں یا ظاہر ہیں اور جو میں نے بھول کر یا جان بوجھ کر کیے اور جن سے میں ناواقف ہوں یا جنہیں میں جانتا ہوں۔ (ترمذی، نسائی داراحیاء الکتب العربیہ)

سنن ابن ماجہ میں ہے: ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میں یوں دعا مانگ رہا تھا **لاحول ولاقوۃ الا باللہ** ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تجھے ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تو کہہ: **لاحول و لا قوۃ**

الا باللہ (سنن ابن ماجہ، ج۲، ص۱۲۵۴، داراحیاء الکتب العربیہ)

چھٹا کلمہ:

چھٹے کلمے کے الفاظ بھی متفرق طور پر احادیث میں موجود ہیں، یہ کلمہ کفر، شرک، بدعت، چغلی، بہتان، جھوٹ، اور ہر قسمی برائیوں سے برات پر مشتمل ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

الادب المفرد للبخاری میں ہے: معقل بن یسار کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ نبی پاک ﷺ کی طرف چل پڑا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! شرک چیونٹی کے بل کی طرح تم میں مخفی ہے تو ابوبکر نے عرض کیا، شرک تو اس کے علاوہ کیا ہوسکتا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو معبود سمجھا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، شرک چیونٹی کی بل کی طرح تم میں مخفی ہے۔ کیا میں تمھیں ایسی دعا نہ بتاؤں جس سے شرک چاہے کم ہو یا زیادہ مٹ جائے؟ ابوبکر نے عرض کیا آپ بتائیں پھر آپ نے یہ دعا بتائی:

''اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں تیرے ساتھ کسی کو شریک کروں اور میں اس بات کا علم بھی رکھوں اور میں تجھ سے اپنے اُن گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جن کو میں نہیں جانتا۔''

(الادب المفرد، ج۱، ص۲۵۰، باب فضل الدعاء، دارالبشائر الاسلامیۃ)

کنز العمال میں ہے: حضرت معقل بن یسار کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تو کہہ اے اللہ بے شک میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں کسی کو تیرے ساتھ جان بوجھ کر شریک ٹھہراؤں اور میں اپنے ان جانے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔

(کنز العمال، ج۳، ص۸۱۴، مکتبۃ المدینۃ)

الادب المفرد میں ہے: عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹا! میں دیکھتا ہوں کہ تو ہر صبح کو یہ دعا مانگتا ہے۔ اے اللہ میرے بدن کو عافیت عطا فرما، اے اللہ میری سماعت میں عطا فرما۔ حالانکہ تجھے اس کے بدلے میں یہ دعا مانگنی چاہیے ''اے اللہ! میں کفر اور فقر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' الخ

(الادب المفرد، ج۱، ص۲۶۶، دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت)

المعجم الاوسط میں ہے: حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا مانگتے تھے ''اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں گناہ اور نافرمانی سے۔'' صحابہ نے عرض کیا کہ کیوں آپ گناہ اور نافرمانی سے مانگتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ ہر بات پر جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔

(المعجم الاوسط، ج۵، ص۳۹، دارالحرمین قاہرہ)

الدعاء للطبرانی میں ہے: حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی نماز پڑھاتے تو اپنا ماہتاب سا چہرہ ہماری طرف کر کے یہ کلمات پڑھتے ''اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں دنیوی اور اخروی غموں سے، عجز اور سستی سے، ذلت اور بے توقیری سے اور ان بے حیائی کی باتوں سے جو ظاہری ہیں یا باطنی۔'' الخ

(الدعاء للطبرانی ج۱، ص۲۱۰، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

المستدرك للحاکم میں ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دریں اثناء حضرت علی حضور ﷺ کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے انہیں ایک دعا تعلیم فرمائی جس کے آخر میں یہ کلمات تھے ''اے اللہ مجھ پر رحم فرما کہ میں کسی لایعنی تکلیف میں پڑ جاوں اور مجھے حسن نظر عطا فرما ہر اُس چیز کے بارے میں جس کے بارے میں تو مجھ سے راضی ہوجائے۔'' (ج۱، ص۱۵۳، بیروت)

خلاصہ یہ ہے کہ اِن چھ کلموں کو برصغیر میں علمائے احادیث سے ان ادعیہ کو نقل کر کے ان کو سہولت کے لئے نمبروار کلمات کا نام دیا جس طرح قرآن پاک کو تیس منزلوں کے اعتبار سے تیس سیپاروں میں تقسیم کیا گیا۔ اِس عمل کو امت کی اکثریت نے پسند اور قبول کیا کیونکہ عوام کی اکثریت عربی سے ناواقف تھی لہٰذا اُن کو مختصر الفاظ میں دعائیں سکھا دیں۔

البتہ یہ واضح ہونا چاہئے کہ ایمان کا مدار اُن الفاظ پر موقوف نہیں جیسا کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نعوذ باللہ جس کو یہ چھ کلمات یاد نہیں وہ مسلمان نہیں یا خدانخواستہ اس کا ایمان باقی مسلمانوں کی نسبت کمزور ہے۔ ایسا ہرگز نہیں، ایمان صرف توحید و رسالت کے اقرار و تصدیق قلبی کا نام ہے خواہ یہ اقرار کسی بھی لفظ کے ساتھ ہو درست ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

☆☆☆

نوٹ: اِس شمارے کا زیادہ تر کام موبائل پر ہوا ہے اور بہت سے مضامین معلوم واٹس ایپ گروپ سے لیے گئے ہیں، آپ کسی طرح کی غلطی دیکھ رہے ہیں تو اطلاع دینے میں کنجوسی سے کام نہ لیں۔

اصلاح معاشرہ

قرض دار کو مہلت دینے اور قرضہ معاف کرنے کے فضائل

محمد حشیم الدین قادری★

اللہ عزوجل نے فرمایا: اگر قرض دار تنگی والا ہے تو اُسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لئے اور بھلا ہے، اگر جانو۔ (پارہ ۳، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۲۸۰)

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ قرضدار اگر تنگدست یا نادار ہو تو اس کو مہلت دینا یا قرض کا کچھ حصہ یا پورا قرضہ معاف کر دینا اجر عظیم کا سبب ہے۔ احادیث میں بھی اس کے بہت فضائل بیان ہوئے ہیں۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی تکلیفوں سے نجات دے وہ کسی مفلس کو مہلت دے یا اُس کا قرض معاف کر دے۔ (صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب فضل انظار المعسر) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اُس کا قرض معاف کر دیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُسے عرش کے سائے میں رکھے گا جبکہ اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

(ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء انظار المعسر)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم کرے جو بیچنے اور خریدنے اور تقاضا کرنے میں آسانی کرے۔ (صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب السہولۃ والمساحہ فی الشراء والبیع)

ماشاء اللہ عزوجل مذکورہ حدیث پاک میں تو مستجاب الدعوات رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے قرض دار کے ساتھ تقاضہ کرنے میں آسانی برتنے والے کیلئے اپنی زبان رسالت سے دعا ارشاد فرمایا، تو ہم غلامان مصطفیٰ کو چاہئے کہ اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پیاری پیاری دعا کو غنیمت جانیں اور اپنے اپنے قرض داروں کے ساتھ آسانی کا سلوک کریں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، گزشتہ زمانے میں ایک شخص کی روح قبض کرنے جب فرشتہ آیا تو مرنے والے سے سوال کیا کہ کیا تجھے اپنا کوئی اچھا کام یاد ہے؟ اس نے کہا، میرے علم میں کوئی اچھا کام نہیں۔ اس سے کہا گیا غور کر کے بتا۔ اس نے کہا صرف یہ عمل تھا کہ دنیا میں لوگوں سے تجارت کرتا اور ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آتا تھا، اگر مالدار بھی مہلت مانگتا تو اُسے مہلت دے دیتا اور تنگدست سے درگزر کرتا یعنی معاف کر دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے (فرشتہ سے) فرمایا کہ تم اُس سے درگزر کرو۔

(مسند امام احمد، حدیث حذیفہ بن الیمان)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ میں حاضر اس معاف کرنے والے، مالدار پر آسانی کرنے والے اور تنگدست کو مہلت دینے والے شخص سے فرمایا میں تجھ سے زیادہ معاف کرنے کا حقدار ہوں، اے فرشتو میرے اس بندے سے درگزر کرو۔

(مسلم، کتاب المزارعۃ، باب فضل انظار المعسر)

اسی طرح کا ایک واقعہ احیاء العلوم، کتاب احکام الکسب میں کچھ یوں منقول ہے کہ، حضور سید عالم ﷺ نے ایک ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو اپنی جان پر ظلم کیا کرتا تھا (یعنی گناہ گار) تھا، جب اس سے حساب لیا گیا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہ تھی اُس سے کہا گیا کہ تم نے کبھی کوئی نیکی کی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں البتہ میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تو اپنے ملازموں سے کہتا تھا کہ خوشحال سے چشم پوشی کرو اور تنگدست کو مہلت دو۔ ایک روایت میں ہے کہ تنگدست سے درگزر کرو۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ درگزر کرنے کے تجھ سے زیادہ ہم حقدار ہیں۔ پس اللہ عزوجل نے اس سے درگزر فرمایا اور اس کی مغفرت فرمادی۔

حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس نے اپنے تنگدست مقروض کو مہلت دی یا اُسے قرضہ بخش دیا تو اللہ تعالیٰ اسے یوم قیامت کی تکلیفوں سے نجات دے گا۔ (روح البیان، تحت تفسیر سورہ بقرہ آیت ۲۸۰)

حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس کا کسی پر قرضہ ہو اور قرضہ لینے کی میعاد آ گئی ہو پھر وہ اپنے مقروض کو مہلت دے دے تو

اُس کیلئے ہر روز صدقہ ہے۔(ایضاً)

حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین اعمال ایسے ہیں کہ جو بھی انھیں قیامت میں لائے گا تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو اور جنتی حوروں سے چاہے نکاح کر لے، وہ اعمال مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) قاتل کو معافی دینے والا (۲) ہر فرض نماز کے بعد گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھنے والا (۳) ضرورت مند قرض مانگنے والے کو قرض دینے والا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ اگرچہ ان میں سے کسی ایک عمل کو بھی کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اگرچہ ان میں سے ایک عمل بھی ساتھ لائے تو بھی وہی اجر ملے گا۔(ایضاً)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا کہ صدقہ دینے سے دس گنا اور قرض دینے سے اٹھارہ گنا زائد ثواب ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ جواب ملا اس لئے کہ بسا اوقات صدقہ غنی کو بھی (غلطی سے، عمداً) دیا جاتا ہے لیکن قرض تو لیتا وہی ہے جسے سخت محتاجی ہو۔(ایضاً)

مکی مدنی آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کسی تنگدست کو مہلت دے یا اُس کا قرضہ معاف کر دے تو اللہ عزوجل اس کے حساب میں آسانی فرمائے گا۔(قوت القلوب، لابی طالب مکی جلد ۲ ص ۴۴۳)

سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ایک مدت تک کیلئے ایک دینار بطورِ قرض دے تو اس کیلئے اس مدت تک ہر دن ایک صدقے کا ثواب ہے، پھر جب مدت پوری ہو جائے اور وہ مزید مہلت دے دے تو اس کے بعد اس کیلئے روزانہ اس قرض کی مثل صدقہ کا ثواب ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، باب انظار المعسر)

اس حدیث کے تحت احیاء العلوم میں حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلف صالحین رحمہم اللہ میں ایسے لوگ بھی تھے جو اِس حدیث پاک کی وجہ سے اپنے مقروض سے قرض واپس لینا پسند نہیں کرتے تھے تاکہ وہ روزانہ اتنا مال صدقہ کرنے والے کی طرح ہو جائیں۔

اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل بھی ملاحظہ فرمائیے۔ امام اہلسنت سے عرض کیا گیا، حضور! میرے کچھ روپے ایک شخص پر ہیں وہ نہیں دیتے۔ امام اہلسنت نے ارشاد فرمایا کہ اس زمانہ میں قرض دینا اور یہ خیال کرنا کہ وصول ہو جائے گا، ایک مشکل خیال ہے۔ میرے پندرہ سو روپے لوگوں پر قرض ہیں۔ جب قرض دیا، یہ خیال کر لیا کہ دے دے تو خیر ورنہ طلب نہ کروں گا۔ جن صاحبوں نے قرض لیا دینے کا نام نہ لیا (پھر خود ہی فرمایا) جب یوں قرض دیتا ہوں تو ہبہ کیوں نہیں کرتا (یعنی تحفہ کیوں نہیں دے دیتا؟) اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا جب کسی کا دوسرے پر دین (یعنی قرض) ہو اور اس کی میعاد گزر جائے تو ہر روز اُسی قدر روپیہ کی خیرات کا ثواب ملتا ہے جتنا دَین (یعنی قرض) ہے۔(المسند للامام احمد بن حنبل۔ مسند عمران بن حسین) اس ثواب عظیم کیلئے میں نے قرض دِیئے، ہبہ نہ کیے کہ پندرہ سو روپے روز میں کہاں سے خیرات کرتا؟

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۹۱)

سرکار مدینہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو قرض کی وجہ سے ایک دوسرے شخص کے پیچھے پڑا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے قرض خواہ کی طرف اپنے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ آدھا قرض معاف کر دے تو اُس نے معاف کر دیا پھر مقروض سے ارشاد فرمایا، اٹھو اور اس کا قرض ادا کر!

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب استحبابُ الوضع من الدّین)

احسان کی اہمیت اور فضیلت قرآن واحادیث اور بزرگان دین کے اعمال واقوال میں بکثرت مذکور ہیں، یاد رہے کہ قرض دار کو تنگ نہ کرنا اور تنگدست قرض دار کو معاف کر دینا بھی احسان ہے۔

منقول ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ۴۰۰ درہم میں ایک خچر بیچا، جب آپ نے درہم طلب کیے تو خریدار نے کہا، اے ابوسعید کچھ رعایت فرمائیے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے تجھے ۱۰۰ درہم معاف کیے۔ اس نے پھر کہا، اے ابوسعید احسان فرمائیے، آپ نے فرمایا کہ میں نے ۱۰۰ مزید معاف کر دِیے۔ یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حق میں سے صرف ۲۰۰ درہم وصول کیے۔ عرض کی گئی اے ابوسعید! یہ تو آدھی قیمت ہے، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، احسان اسی طرح ہوسکتا ہے ورنہ نہیں۔(احیاء العلوم، باب احکام الکسب)

آپ نے پڑھا کہ قرض دار کو مہلت دینے یا معاف کرنے والے کو، قیامت کی تکالیف سے نجات، قیامت کے دن جب کہ آفتاب کی دھوپ کی تمازت اپنے شباب سے بھی تجاوز ہو رہی ہوگی اُس دن عرش الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا، اللہ کا رحم اور آخرت کی آسانی بھی میسر ہوگی۔ جب تک مہلت دیتے رہیں گے صدقہ کا ثواب ملتا رہے گا، اور قیامت کے دن اپنے من

پسند جنت کے دروزے سے جنت میں داخل ہونے اور جنت کے جس حور سے چاہے نکاح کرنے کا موقع بھی حاصل ہوگا۔(وغیرہ) کیا اب بھی قرض دار کو تنگ کریں گے؟ ذہن بنایئے کہ ہمیں ہر مفلس وتنگ دست قرض دار کو یا تو مہلت دینی ہے یا اُس کا قرض معاف ہی کر دینا ہے۔

مقروض پر نرمی کرنے کا طریقہ: نہایت آسان اور نرم شرائط رکھی جائیں۔ایسی کڑی شرائط رکھ دینا کہ مقروض پس (بکسرپ) کے رہ جائے، باہمی الفت کو ختم کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔ یک مشت ادائیگی نہ کر سکنے کی صورت میں قسطوں میں تقسیم کر دیجئے۔ وصول کرتے ہوئے رویہ میں نرمی بہت ضروری ہے، ادائیگی میں تاخیر پر خوامخواہ شور مچانا، باتیں سنانا مسئلہ کو حل کرنے کی بجائے مزید الجھا دے گا۔اگر قدرت ہو تو مکمل یا کچھ معاف کر دیجئے۔

ہمارے پیارے پیارے آقا ﷺ صحابہ کرام کو بھی قرض دار کو مہلت دینے اور پورا یا بعض قرض معاف کر دینے کا حکم ارشاد فرماتے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے درخت پر پھل خریدے، وہ پھل قدرتی آفت سے تلف ہو گئے اور اس پر قرض زیادہ ہو گیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُس پر صدقہ کرو، تو لوگوں نے اس پر صدقہ کیا۔صدقہ کی وہ رقم اس کے قرض کے برابر نہ پہنچ سکی، رسول اللہ ﷺ نے قرض خواہوں سے فرمایا جو تم لوگوں کو مل گیا ہے وہ لے لو اُس کے علاوہ رقم پر تمہارا حق نہیں۔(کتاب المساقاۃ و المزارعۃ، باب استحباب الوضع من الدّین)

عبداللہ بن کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے رسول اللہ کے عہد میں ابن ابی حدود سے اپنے قرض کا مسجد میں تقاضا کیا، حتی کہ ان دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں، رسول اللہ ﷺ نے ان آوازوں کو حجرے میں سن لیا۔رسول اللہ ﷺ نے حجرے کا دروازہ کھولا اور ان کے پاس تشریف لائے، اور آپ نے آواز دی اے کعب بن مالک۔اس نے کہا لبیک یارسول اللہ۔آپ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ اپنے قرض میں سے آدھا کم کر دو، انہوں نے کہا میں نے آدھا کم کر دیا، یارسول اللہ ﷺ۔ رسول اللہ نے (ابن ابی حدود) سے فرمایا کہ اٹھو اور ان کا قرض ادا کر دو۔

آخر میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مجوسی قرض دار کا واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، منقول ہے کہ ایک مجوسی پر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کچھ مال قرض تھا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قرض کی وصولی کیلئے اس مجوسی کے گھر کی طرف گئے۔

جب اس کے گھر کے دروازے پر پہنچے تو (اتفاق سے) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوتے پر نجاست لگ گئی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (نجاست چھڑانے کی غرض سے) اپنے جوتے کو جھاڑا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل کی وجہ سے کچھ نجاست اڑ کر مجوسی کی دیوار کو لگ گئی۔یہ دیکھ کر آپ پریشان ہو گئے اور فرمایا کہ اگر میں نجاست کو ایسے ہی رہنے دوں تو اس سے اس مجوسی کی دیوار خراب ہو رہی ہے اور اگر میں اسے صاف کرتا ہوں تو دیوار کی مٹی بھی اکھڑے گی۔اسی پریشانی کے عالم میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دروازہ بجایا تو ایک لونڈی باہر نکلی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کہ اپنے مالک سے کہو کہ ابوحنیفہ دروازے پر موجود ہے۔وہ مجوسی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور اس نے یہ گمان کیا کہ آپ اپنے قرض کا مطالبہ کریں گے، اس لئے اس نے آتے ہی ٹال مٹول کرنا شروع کر دی۔امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا، مجھے یہاں تو قرض سے بھی بڑا معاملہ درپیش ہے، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیوار پر نجاست لگنے والا واقعہ بتایا پھر پوچھا کہ اب دیوار صاف کرنے کی کیا صورت ہے؟ (یہ سن کر) اس مجوسی نے عرض کی میں (دیوار کی صفائی کرنے کی) ابتداء اپنے آپ کو پاک کرنے سے کرتا ہوں اور اُس مجوسی نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔(تفسیر کبیر، الفصل الرابع، فی تفسیر قولہ، مالک یوم الدین)

قرض کی ادائیگی کیلئے دعا: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کے پاس ایک مکاتب غلام آیا اور عرض کی میں اپنی کتابت (کا مال) ادا کرنے سے عاجز آ گیا ہوں، میری کچھ مدد فرمایئے۔حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کیا میں تجھے وہ کلمہ نہ سکھا دوں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھائے تھے؟ (ان کلمات کی برکت یہ ہے کہ) اگر تجھ پر پہاڑ برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ تجھ سے ادا کرا دے۔تم یہ پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اَکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔ ترجمہ اے اللہ! مجھے اپنے حلال کے ذریعے اپنے حرام سے تو کافی ہو جا، مجھے اپنی مہربانی سے اپنے سوا سے بے پرواہ کر دے۔(ترمذی شریف)

☆☆☆

☆ صدر المدرسین دار العلوم غریب نواز کچہری محلہ منڈلہ، ایم پی، انڈیا 9926714799,8319945574

اسلامی زندگی

کروناوائرس کے محتاط ماحول میں اسلام کی یہ تعلیمات زیادہ سمجھ میں آسکتی ہیں

باہمی روابط وتعلقات اور ملاقات کے اسلامی اصول وآداب

ڈاکٹر محمد احمد نعیمی★

انسانی معاشرہ میں ایک انسان کو دوسرے انسان کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کرنا چاہئے، ملنے جلنے اور اٹھنے بیٹھنے کا کیا انداز ہونا چاہئے اور کس طرح بات چیت کرنی چاہیے، اس تعلق سے جب ہم اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ان تمام صورتوں میں اخوت و بھائی چارہ، دوستانہ و ہمدردانہ تعلقات استوار کرتے ہوئے زندگی گزارنے کی تعلیم دیتا ہے اور اسی جذبے کو ملحوظ رکھتے ہوئے باہمی ملاقات، اٹھنے بیٹھنے اور بات چیت کا انداز اپنانے کا سبق دیتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (سورۃ الحجرات، آیت ۱۰)

مسلمان مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ۔ (سورۃ التوبہ، آیت ۷۱)

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

کلام الٰہی کی ان آیات سے بخوبی ظاہر ہے کہ ایک مسلمان خواہ وہ کسی رنگ ونسل کا ہو، کسی بھی ملک کا باشندہ ہو، دوسرے مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ساتھ اپنے بھائی اور دوست جیسے حسن سلوک سے پیش آئے کیونکہ وہ جملہ مسلمانوں کا دینی وایمانی بھائی اور دوست ہے۔

قرآن مقدس کے علاوہ احادیث رسول ﷺ سے بھی یہی سبق ملتا ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں اخوت و ہمدردی سے مل جل کر رہنا چاہیے۔ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے رنج وتکلیف کا احساس ہونا چاہئے اور مشکل وقت میں اس کی مدد کرنی چاہیے۔

نبی محترم حضور انور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضاً ثم شبّك بین اصابعہ۔ (مشکوٰۃ المصابیح، باب الشفقۃ، ص ۴۱۴)

مسلمان مسلمان کے لئے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کے لئے سہارا بنتا ہے (پھر آپ نے مثال دیتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈالیں۔ یعنی مسلمانوں کو اس طرح مل جل کر رہنا چاہئے کہ وہ مصیبت و پریشانی کے حالات میں ایک دوسرے کے معاون بن سکیں۔

المؤمنون کرجل واحد ان اشتکیٰ عینہٗ اشتکیٰ کلّہٗ ان اشتکیٰ رأسہٗ اشتکیٰ کلّہٗ۔

(مشکوٰۃ المصابیح، باب الشفقۃ، ص ۴۱۴)

تمام مسلمان ایک آدمی کی طرح ہیں، اگر آنکھ دکھتی ہے تو سارا جسم بے چین ہوجاتا ہے، اگر سر میں درد ہوتا ہے تو سارا جسم بے چینی اور پریشانی کا احساس کرتا ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے انسانی معاشرہ میں اخوت و ہمدردی کا ماحول قائم کرنا کتنا اہم وضروری ہے، اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام نے اس کو ایمان کی تکمیل اور مسلمان کی بھلائی کا سبب قرار دیا ہے۔ حضور انور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

لاتدخلون الجنۃ حتی تؤمنوا و لاتؤمنوا حتی تحابّوا۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان، حدیث ۵۴)

تم جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم مومن نہیں ہوسکتے جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔

المؤمن مالفٌ و لاخیر فیمن یألف ولایؤلف۔

(مشکوٰۃ المصابیح، باب الشفقہ ص ۴۱۷)

مومن سراپا محبت و الفت ہے۔ اس میں کوئی خیر نہیں جو نہ خود کسی سے الفت رکھتا ہے اور نہ اس سے کوئی الفت رکھتا ہے۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔

(صحیح بخاری، جلد ۳، کتاب الایمان، باب ۴، حدیث ۹)

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔

لایؤمن احدکم حتّٰی یحبّ لاخیہ مایحب لنفسہ۔

(صحیح بخاری، جلد ۳، کتاب الایمان، باب ۷، حدیث ۱۲)

تم میں کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ اسلام آپسی بھائی چارے اور امداد باہمی کے جذبے کے تحت معاشرے میں رہنے سہنے، لوگوں کے جذبات وخوشی کا خیال رکھنے اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچانے کی تعلیم دیتا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ایک انسان کے دوسرے انسان پر جو سماجی حقوق اور اخلاقی احکام وآداب متعین کیے ہیں، مثلاً ملاقات، سلام، مصافحہ، معانقہ، مزاج پرسی، قبولِ دعوت اور جنازے میں شرکت وغیرہ، ان میں بھی اس کو پیش پیش رکھا ہے اور ان کا یہی مقصد بیان کیا ہے کہ ان سے بھائی چارگی، انسان دوستی اور باہمی ہمدردی کو فروغ ملتا ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

حق المسلم علی المسلم ستٌّ۔ قیل مَاھُنَّ؟ یا رسول اللہ! قال! اذا لقیتہٗ فسلّم علیہ، و اذا دعاك فاجبہ و اذا ستنصحك فانصح لہٗ و اذا عطس فحمد اللہ فسمّتہٗ و اذا مرض فعدہٗ۔ و اذا مات فاتبعہ۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الامر باتباع الجنائز، حدیث ۱۱۸۳، صحیح مسلم، کتاب الاسلام، باب من حق المسلم للمسلم، حدیث ۲۱۶۲)

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کیا کیا ہیں؟ فرمایا جب مسلمان سے ملے تو اُس کو سلام کرے اور جب وہ تیری دعوت کرے تو قبول کرے، جب تجھ سے وہ مشورہ چاہے تو اچھا مشورہ دے اور جب وہ چھینکے اور الحمد للہ کہے تو تو جواب میں یرحمك اللہ کہہ اور جب بیمار ہو تو اُس کی مزاج پرسی کو جا۔ جب وہ انتقال کرجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ شامل ہو۔

اس حدیث پاک میں اجمالی طور پر ایک مسلمان کے چھ انسانی و سماجی حقوق ذکر کیے گئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسانی معاشرہ میں رہنے سہنے، اٹھنے بیٹھنے اور بولنے چالنے کے تعلق سے قرآن وحدیث میں جو انسانی و اخلاقی احکام و اصول بیان کیے گئے ہیں ان کی ایک طویل فہرست ہے اور سب کا مقصد اخوت ومحبت ذکر کیا گیا ہے اور اس ماحول میں باہم ملاقات کرنے، گفت وشنید کرنے اور صحبت ومجلس اختیار کرنے کا درس دیا گیا ہے، جن میں سے چند مشہور اس طرح ہیں:

سلام: سلام سے چونکہ آپس میں محبت وخلوص، خیر خواہی اور وفاداری کے جذبات بیدار ہوتے ہیں اور انسانی ہمدردی کا اظہار ہوتا ہے اس لئے اسلام نے اس کو ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا حق قرار دیا ہے اور زیادہ سے زیادہ سلام کو فروغ دینے اور اس کو اپنی عادت میں شامل کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ (سورۃ الانعام، آیت ۵۴)

(اے رسول) جب آپ کے پاس وہ لوگ حاضر ہوں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو اُن سے فرماؤ تم پر سلام ہو۔

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً۔ (سورۃ النور، آیت ۶۱)

جب کسی گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے مبارک وپاکیزہ تحفہ ہے۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا۔ (سورۃ النساء، آیت ۸۶) جب تمھیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہو۔

قرآن پاک کی مذکورہ بالا آیات میں واضح طور پر انسانی سماج میں ایک دوسرے کو سلام کرنے کی ہدایت ونصیحت کی گئی ہے اور حدیث پاک میں اس کی تشریح وتفسیر انتہائی تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

لاتدخلون الجنّۃ حتّٰی تؤمنوا ولاتؤمنوا حتّٰی تحابّوا اَوَ لا ادلکم علٰی شئ اذا فعلتموہ تحاببتم؟ افشوا السلام بینکم۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اِفشاء السلام، حدیث ۵۴)

تم جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جس پر تم عمل کرو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ فرمایا اپنے درمیان سلام کو عام کرو۔

اِس حدیث میں سلام کو عام کرنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن ہم معاشرہ میں کس طرح اس کو پھیلائیں اور کون کس کو سلام کرے؟ اس کا طریقہ بیان کرتے ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

یسلّم الراکب علی الماشی، والماشی علی القاعد،

والقلیل علی الکثیر۔ (صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب تسلیم القلیل علی الکثیر، حدیث۔۵۸۷۷)

سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے آدمی زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔

سلام کے تعلق سے یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اسلام نے صرف عزیز و اقارب، دوست و احباب اور جان پہچان والے لوگوں کو سلام کرنے کی نصیحت نہیں کی ہے بلکہ ناواقف اور غیر آشنا لوگوں کے لئے بھی اس کا حکم دیا ہے اور بازار یا راستے وغیرہ میں چلتے پھرتے لوگوں کو سلام کرنا سنت قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں مذکور ہے:

اَنَّ رجلاً سال النبی ﷺ: ای الاسلام خیر؟ قال تطعم الطعام، و تقرأ السلام عَلیٰ من عَرَفت و من لم تعرف۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب اطعام الطعام من الاسلام، حدیث ۱۲)

بے شک ایک آدمی نے سوال کیا: یا رسول اللہ بہتر اسلام کیا ہے؟ فرمایا بہتر اسلام یہ ہے کہ تم دوسروں کو کھانا کھلاؤ اور ہر ایک کو سلام کرو چاہے تم اس کو جانتے ہو یا نہیں جانتے ہو۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے:

ان النبی ﷺ مرَّ عَلیٰ جلس فیه اخلاط من المسلمین و المشرکین عبدة الاوثان و الیهود فسلم علیهم النبی ﷺ۔ (صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب التسلیم فی مجلس فیه اخلاط، حدیث ۵۸۹۹)

نبی اکرم ﷺ ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان، مشرک، بت پرست اور یہودی سبھی تھے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام کہا۔

معلوم ہوا کہ اسلامی نقطۂ نظر سے جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے چلتے پھرتے، محلے یا بازار یا سفر وحضر میں ملے تو سلام کرنا چاہیے اور اس میں واقف اور ناواقف کا لحاظ نہیں کرنا چاہیے کہ اس سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

مصافحہ: اسلامی نقطۂ نظر سے مصافحہ بھی سلام کا ایک حصہ ہے جس سے نہ صرف سلام کی تکمیل ہوتی ہے بلکہ خلوص و محبت کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ مصافحہ کا مطلب ہی محبت اور خلوص دل سے ہاتھ ملانا ہے۔ حضور انور ﷺ خود بھی صحابۂ کرام سے مصافحہ فرماتے تھے اور صحابۂ کرام بھی جب آپس میں ملتے تھے تو مصافحہ کرتے تھے۔ اس لئے مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ آپس میں جب ملاقات کریں تو مصافحہ کریں کہ یہ صرف حضور انور ﷺ کی ہی نہیں بلکہ صحابۂ کرام کی بھی عظیم سنت ہے۔ سلام کی طرح اس کی بھی حدیث شریف میں خصوصی تاکید کی گئی ہے بلکہ بعض احادیث میں مغفرت کی بشارت دے کر اس کی طرف راغب ہونے کی تعلیم دی گئی ہے۔ حضور انور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: و تمام تحیّاتکم بینکم المصافحة۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، باب المصافحہ، حدیث ۶۲/۶۲۶)

تمہارا آپس میں سلام کرنا مصافحے سے مکمل ہوتا ہے۔

ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الاغفر لهما قبل ان یتفرقا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب المصافحہ، حدیث ۳۷۰۳)

جو بھی دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو دونوں کے جدا ہونے سے قبل ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

اسی طرح حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قلت لِاَنس أَکانتِ المصافحة فی اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم؟ قال نعم۔ (صحیح بخاری کتاب الاستئذان، باب ما جآء فی المصافحة، ۲۷۲۷)

میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا حضور کے صحابہ میں مصافحہ رائج تھا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

اِس طرح ثابت ہوتا ہے کہ اسلام لوگوں کو ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے کی بھی تعلیم دیتا ہے کیونکہ اس سے جہاں ایک طرف سلام مکمل ہوتا ہے وہاں دوسری طرف محبت و خلوص کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ اخوت و دوستی میں بھی استحکام پیدا ہوتا ہے۔

معانقہ: اسلامی نقطۂ نظر سے سلام و مصافحے کی طرح معانقہ بھی سنت ہے۔ اس سے بھی قلبی محبت و اخوت کا اظہار ہوتا ہے بلکہ اہل علم کا ماننا ہے کہ ہاتھ سے ہاتھ اور سینے سے سینہ مل جانے سے دِل مل جاتا ہے اور الفت و انسیت اور اخوت پیدا ہوتی ہے۔

معانقے کا مطلب ہے سینے سے سینہ ملا کر یا گلے لگ کر ملنا یا بغل گیر ہونا اور یہ ایک قدیم اخلاقی روایت ہے۔ حضور انور ﷺ اور صحابۂ

کرام بھی بعض اوقات کسی صحابی سے قلبی محبت واخوت کے اظہار کے لئے گلے ملا کرتے تھے۔

حدیث شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ صرف تہبند باندھے ہوئے برہنہ جسم چادر کو کھینچتے ہوئے باہر تشریف لے گئے **فاعتنقهٔ و قبّلهٔ** پھر آپ نے جوش محبت سے زید کو گلے لگالیا اور بوسہ دیا۔

(جامع ترمذی، جلد دوم، کتاب الآداب، حدیث ۶۲۸)

اسی طرح سنن ابو داؤد میں ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم **تلقّی جعفر بن ابی طالب فالتزمهٔ و قبّل مابین عینیه۔**

(سنن ابوداؤد، جلد سوم، کتاب الآداب، حدیث ۱۷۷۷)

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جعفر بن ابی طالب سے ملے تو انہیں آپ نے گلے لگالیا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

معلوم ہوا کہ حدیث رسول کے مطابق معانقہ بھی اظہار محبت کا بہترین ذریعہ ہے لہٰذا بعض خاص مواقع جیسے سفر سے آمد، حج سے واپسی اور عید وغیرہ پر ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے گلے ملنا چاہئے اور اس کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اپنے گلے اور چہرے کو دوسرے کے گلے کے داہنی طرف لگائیں اور اپنے سینے کو اس کے سینے سے ملائیں اور ہاتھ آپس میں ایک دوسرے کی پشت پر رکھیں اور ہلکا سا دبائیں، پھر بائیں طرف بھی اسی کے مثل کریں اور یہ عمل تین بار کریں حالانکہ ایک بار سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے۔ اور اس وقت درود شریف یا کوئی دعائیہ جملہ بھی زبان سے ادا کریں۔

مکان میں جانے کی اجازت لینا:

ایک انسان کا دوسرے انسان کے گھر جانا بھی انسانی سماج کے رہن سہن کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اسلام نے اس سلسلے میں بڑا پاکیزہ موقف بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ کوئی انسان دوسرے انسان کے گھر میں بنا اجازت ہرگز داخل نہ ہو۔ اگر صاحب مکان اجازت دے تو اندر داخل ہو اور اگر منع کردے تو پھر واپس آجائے کوئی حیلہ و حجت نہ کرے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا (سورۃ النور، آیت ۲۷)

اے ایمان والو اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام نہ کرلو۔

فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ۔

پھر اگر اُن (گھروں) میں کسی کو نہ پاؤ جب بھی بنا مالکوں کی اجازت کے ان میں نہ جاؤ اور اگر تم سے کہا جائے واپس جاؤ تو واپس ہو یہ تمہارے لئے بہت پاکیزہ ہے۔ (سورۃ النور، آیت ۲۸)

بچوں اور گھر کے نوکروں و خادموں کو اسلامی نقطۂ نظر سے بنا اجازت گھر میں آمد و رفت کی اجازت ہے لیکن بعض اوقات ایسے ہیں کہ جن میں ان کو بھی اجازت کے ساتھ اندر جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ ہیں (۱) نماز فجر سے پہلے کا وقت، (۲) دوپہر کا وقت اور (۳) نماز عشاء کے بعد کا وقت۔ چونکہ ان اوقات مین خلوت وتنہائی ہوتی ہے، جسم چھپانے کا زیادہ اہتمام نہیں ہوتا ہے، ممکن ہے کہ جسم کا کوئی ایسا حصہ کھل جائے جس کے ظاہر ہونے سے شرم آتی ہے لہٰذا اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ ان اوقات میں خادم و بچے بھی بے اجازت داخل نہ ہوں۔

ارشاد خداوندی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ وَ الَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِیْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ (سورۃ النور، آیت ۵۸)

اے ایمان والو! چاہئے کہ تم سے اجازت لیں تمہارے ہاتھ کے مال غلام اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے ہوں، تین وقت، نماز صبح سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو دوپہر کو اور نماز عشاء کے بعد۔

اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے ایک دوسرے کے گھروں میں جانے کے لئے ان کی اجازت کو ضروری قرار دیا ہے تاکہ ان کے گھروں کی بے پردگی نہ ہو اور ان کو کسی شرمندگی کا احساس نہ ہو۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر ڈپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز
جامعہ ہمدرد (ہمدرد یونیورسٹی)، نئی دہلی 9013008786

(ماہنامہ کنزالایمان دہلی، اہل سنت کا مقبول معیاری دینی رسالہ ہے)

شخصیات اسلام

امام اعظم اور علم حدیث

سیما پروین ہاشمی★

امام الائمہ، سراج الامۃ، امام اعظم ابوحنیفہ حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ (۸۰ھ-۱۵۰ھ) جیسا مجتہد، محدث اور فقیہ عطا فرما کر اللہ نے امت پر عظیم احسان فرمایا۔ قرآن فہمی میں رسوخ، معانی واستنباط کا درک، آثارِ صحابہ اور فتاوی تابعین پر گہری نظر، ملکہ استخراج واستنباط، خداداد قوت وحفظ، کمال زہد وتقویٰ اور اس خیر امت کے صلحاء اولیاء، مفسرین، محدثین فقہاء اور علماء کی اکثریت کا اعتبار واعتماد جب یہ ساری خوبیاں کسی شخصیت میں یکجا ہوجائیں تو کہیں جا کر ایک ابوحنیفہ بنتا ہے۔ آپ کی جلیل القدر خدمات اپنی جگہ مسلم ہیں مگر تمام علوم وفنون میں سے اپنے لئے جس چیز کو خاص فن کی حیثیت سے انہوں نے اختیار فرمایا وہ تفقہ فی الدین ہے۔

آپ نے طہارت سے لے کر میراث تک کتاب وسنت سے لاکھوں مسائل کا استنباط فرما کر باضابطہ فقہ اسلامی کو مدون کیا، اس لئے دنیا میں ان کی عام شہرت فقیہ کی حیثیت سے ہوئی اور امت کی اکثریت نے امام اعظم کے فضل وکمال کا اعتراف کیا مگر بعض سطحی نظر والوں نے امام اعظم کی جلالت شان فی الحدیث پر کچھ شبہات کیے اور بغض وحسد کی بنیاد پر آپ کی مخالفت پر آمادہ ہوگئے۔ آپ کے خلاف مکروہ پروپیگنڈہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ اس پروپیگنڈہ کے نتیجے میں آپ کے اوپر بے شمار الزامات عائد کیے گئے مثلاً:

(۱) ابوحنیفہ مرجیہ فرقہ کے تھے جو ایک گمراہ فرقہ ہے۔

(۲) ابوحنیفہ صحیح احادیث کو ترک کرکے ان کے مقابلے میں اپنی رائے اور قیاس کو ترجیح دیا کرتے، اس لئے فقہ حنفی کی کتابیں کتاب وسنت پر نہیں بلکہ ابوحنیفہ کے قیاسوں کا مجموعہ ہے جس کے اکثر مسائل سنت صحیحہ ثابتہ کے خلاف ہے۔

(۳) ابوحنیفہ قلیل الحدیث اور یتیم فی الحدیث تھے۔

(۴) فقہ حنفی کا ایک بڑا حصہ ضعیف اور منکر احادیث پر مبنی ہے۔

یہ سب الزام آپ پر لگائے گئے جو خالص حسد وعناد پر مبنی تھے۔ اس مقالہ میں آپ کی شان محدثیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس سے آپ پر حدیث کے حوالے سے کیے گئے اعتراضات کا بے بنیاد ہونا بھی ثابت ہوجائے گا۔

امام اعظم کی محدثیت اور مہارت حدیث:

علم حدیث کے سلسلے میں جس قدر آپ معرفت رکھتے ہیں اس کو جان لینے کے بعد کوئی انصاف پسند عالم یہ نہیں کہہ سکتا کہ ولم یعدہ احد من المحدثین آپ کی محدثیت کا بے شمار لوگوں نے اعتراف کیا ہے جیسے:

(۱) امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں: (۱)

ذکرہ الذہبی و غیرہ فی طبقات الحفاظ من المحدثین و من زعم قلّہ اعتنائہ بالحدیث فھو اما لتساھلہ اوحسدہ۔ (علامہ ذہبی نے امام اعظم کو حفاظ حدیث کے طبقہ میں لکھا ہے اور جس نے ان کے بارے میں یہ خیال کیا کہ وہ حدیث میں کم شان رکھتے تھے تو اس کا یہ خیال یا تساہل پر مبنی ہے یا حسد پر)

(۲) قال ابو یوسف القاضی ما رایت اعلم بالتفسیر الحدیث من ابی حنیفة۔ (۲) امام ابو یوسف فرماتے ہیں میں نے احادیث کی تفسیر کرنے میں امام اعظم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

(۳) ابن خلدون نے آپ کو کبار مجتہدین فی علم الحدیث کہا ہے آپ نے اپنی کتاب ''مقدمہ ابن خلدون'' میں امام ابوحنیفہ کے بارے میں فرمایا: و یدل علی انہ من کبار المحدثین فی علم الحدیث اعتماد مذھبہ بینھم والتعویل علیہ واعتبارہ رداً و قبولاً۔ (۳)

امام ابوحنیفہ کے علم حدیث میں بڑے مجتہدین میں سے ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ان کے مذہب پر رداً وقبولاً اعتماد و بھروسہ کیا گیا۔

(۴) حافظ محمد یوسف صالحی شافعی (المتوفی ۹۴۲ھ) اپنی کتاب عقود الجمان میں لکھتے ہیں: (۴) کان ابو حنیفة من کبار الحدیث و اعیانھم و لو لا کثرة اعتنائہ بالحدیث ماتھیّألہ استنباط مسائل الفقہ۔ (امام ابوحنیفہ بڑے حفاظ

حدیث اوران کے فضلاء میں شمار ہوتے ہیں۔ اگر وہ حدیث کا بکثرت اہتمام نہ کرتے تو فقہ کے مسائل میں استنباط کون کرتا۔)

(۵) حافظ ابن تیمیہ نے بھی آپ کو محدثین کی فہرست میں شمار کیا ہے وہ محدثین وفقہاء کے روایتی اور درایتی کمال وتفقہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:(۵)

واکثر ائمة الحدیث والفقه کمالك والشافعی واحمد واسحق بن راھویه وابی عبید کذلك الاوزاعی والثوری واللیث ھٰؤلاء وکذلك لابی یوسف صاحب ابی حنیفة ولابی حنیفة ایضاً ماله من ذلك الخ۔

اکثر ائمہ حدیث وفقہ جیسے امام مالک،شافعی احمد،اسحاق بن راہویہ، ابوعبیدہ اوراسی طرح اوزاعی اورثوری،لیث بن سعد حضرات اوراسی طرح ابویوسف، صاحب ابی حنیفہ اورخود امام ابوحنیفہ کا بھی اس میں وہی مرتبہ ہے جواُن کے شایان شان ہے۔

(۶) علامہ ابن عبدالبر مالکی تحریر فرماتے ہیں:(۶)

روىٰ حماد بن زید عن ابی حنیفة احادیث کثیرة۔

حماد بن زید نے امام اعظم سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں اگر آپ محدث نہیں تھے تو احادیث کثیرہ کا کیا مطلب ہوگا؟

(۷) سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں:

اول من صیرنی محدثا ابو حنیفة۔(۷) مجھے محدث بنانے والی سب سے پہلی شخصیت ابوحنیفہ کی ذات اقدس ہے۔

یحییٰ بن معین ،سفیان ثوری، عبداللہ بن المبارک اورحافظ ابن عبدالبر مالکی وغیرہ حضرات محدثین کا قول ثابت کرتا ہے کہ آپ ''حافظ الحدیث'' بھی تھے جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ سے معلوم ہوتا ہے کیوں کہ علامہ ذہبی نے آپ کو حافظ حدیث کہا ہے۔اگر آپ حافظ حدیث نہ ہوتے تو امام ذہبی جیسے شخص جو مذہباً شافعی ہیں امام ابوحنیفہ کو حافظ حدیث نہیں کہتے۔

امام اعظم اورجرح وتعدیل: جس طرح امام بخاری اورابن معین وغیرہ کے اقوال کو محدثین اپنی کتابوں میں پیش کرتے ہیں اسی طرح امام اعظم کے اقوال کو بھی پیش کرتے ہیں۔امام ترمذی فرماتے ہیں:

حدثنا محمود بن غیلان عن جریر عن یحییٰ الحمانی سمعت ابا حنیفة یقول: ما رایت اکذب من جابر الجعفی ولا افضل من عطاء(۸)

ترجمہ: یحییٰ حمانی نے ابوحنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا کسی کو نہیں دیکھا اورعطاء سے افضل کسی کو نہیں پایا۔

اسی طرح علامہ ابن حزم اپنی مشہور کتاب **المحلیٰ فی شرح المجلیٰ** میں لکھتے ہیں: **جابر الجعفی کذاب و اول من شھد علیه بالکذب ابو حنیفة۔**(۹)

جابر جعفی کذاب ہے اورسب سے پہلے جس نے اس کے کاذب ہونے کی شہادت دی وہ امام ابوحنیفہ ہیں۔

اِن عبارات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ امام اعظم کے اقوال ''جرح وتعدیل'' کے باب میں معتبر ہیں۔''تہذیب الکمال'' (از امام مزی)''تہذیب التہذیب''(از امام ذہبی) اور''تہذیب التھذیب''(از امام حافظ ابن حجر) میں جرح وتعدیل سے متعلق امام اعظم کے مزید اقوال موجود ہیں۔

امام اعظم کی علم حدیث میں تصانیف: تمام کبار محدثین کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ آپ کثیر المحدثین تھے مخالفین نے آپ پر الزام تراشی کی ہے کہ ابوحنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں تو یہ کس قدر ناانصافی کی بات ہے اورمحض بغض وعداوت ہے۔

امام اعظم کی مرویات کے مجموعے چار قسم ہیں:

(۱) کتاب الآثار (۲) مسانید (۳) وحدانیات (۴) اربعینات

متقدمین میں تصنیف وتالیف کا طریقہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے لائق تلامذہ کو املاء کراتے یا خود دوران درس خاص چیزیں ضبط تحریر میں لے آتے، اس کے بعد اُن تمام معلومات کو جمع کرنے اور راوی کی حیثیت سے اپنے شیخ کی طرف منسوب کرکے روایت کرتے۔

(۱) کتاب الآثار:

امام اعظم نے علم حدیث وآثار پر مشتمل کتاب الآثار اسی طرح تصنیف فرمائی۔ آپ نے اپنے مقررکردہ اصول وضوابط کے مطابق چالیس ہزار احادیث احکام میں سے صحیح اورمعمول بہا، روایات کا انتخاب فرما کر اُن کو فقہی ابواب پر تصنیف کرکے نہایت خوش اسلوبی سے مکمل کیا جس کا نام کتاب الآثار ہے۔آج امت کے پاس احادیث صحیحہ کی سب سے قدیم کتاب یہی ہے۔ (۱۰) اس کتاب میں مرفوع ،موقوف اور مقطوع سب طرح کی احادیث ہیں۔کتاب الآثار کے راوی بھی آپ کے متعدد تلامذہ ہیں۔

(۲)مسانید امام اعظم:

امام اعظم ابوحنیفہ نے دوران درس وتدریس کم وبیش چالیس ہزار احادیث بیان کی ہیں ان میں سے کچھ احادیث توفقہی ترتیب پر کتاب الآثار میں جمع کردیں اور باقی میں سے بہت سی احادیث آپ کے بلاواسطہ یا بالواسطہ تلامذہ نے مسند کے طرز پر جمع کی ہیں جو محدثین کے درمیان متصل سند کے ساتھ برابر روایت کی جاتی رہی ہیں۔ان مسانید کی تعداد تیس تک پہنچتی ہے لیکن امام خوارزمی نے صرف پندرہ مسانید جمع کی ہیں۔ان پندرہ مسانید کو جمع کرنے کا بنیادی سبب علامہ خوارزمی خود بیان فرماتے ہیں: میں نے ملک شام میں بعض جاہلوں سے سنا کہ حضرت امام اعظم کی روایت حدیث بہت کم ہیں اوران کی حدیث میں کوئی تصنیف نہیں ، یہ سن کر میری حمیت نے مجھے مجبور کیا کہ میں امام اعظم کی مسانید کو اکٹھا کروں۔میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے ابواب فقہ کی ترتیب پر یہ مسند مرتب کی تاکہ جاہل معاندوں کا شبہ دور ہو۔(راقمہ نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ''جامع مسانید الامام الاعظم للخوارزمی'' کی تحقیق وتخریج بھی کی ہے جس پر یونیورسٹی نے اس حقریٰ کو ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری سے نوازاہے۔الحمدللہ) یہ امام اعظم کی علم حدیث میں وسعت ثقاہت اور کثیر الحدیث ہونے کی واضح دلیل ہے۔

امام اعظم کی مسانید کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں وہ احادیث بھی ہیں جو امام اعظم نے براہ راست صحابہ کرام سے سنی ہیں جامع مسانید میں ان کی تعداد ست ہے، جب کہ حضرت امام مالک کے علاوہ دنیا کے کسی محدث کے پاس تین واسطوں سے کم سند سے کوئی بھی حدیث نہیں، لیکن امام اعظم کو ہی یہ خصوصیت حاصل ہے کہ انہیں صرف ایک واسطہ سے حدیث رسول حاصل ہے۔ثنائی اور ثلاثی تو امام اعظم کی اکثر ہیں۔امام بخاری نے اپنی بخاری میں بائیس احادیث ایسی درج کی ہیں جس میں امام بخاری اور حضور کے درمیان صرف تین واسطے ہیں، یہ ان کے لئے ایک عظیم شرف کی بات ہے جبکہ ان میں بیس احادیث کی سندوں میں امام بخاری کے اساتذہ حنفی محدثین ہیں حضرت امام مکی بن ابراہیم حنفی محدث ہیں ان سے امام بخاری نے گیارہ ثلاثیات لی ہیں اور امام ابوعاصم نبیل سے چھ ثلاثیات اور امام محمد بن عبداللہ انصاری سے تین حدیث روایت کی ہیں۔یہ جلیل القدر محدثین وہ ہیں جو امام اعظم کے براہ راست شاگرد ہیں۔گویا امام بخاری نے امام اعظم کے مقلد اوراپنے حنفی اساتذہ پرناز کیاہے۔

(۳)اربعینات:

امام اعظم کی مرویات سے متعلق بعض حضرات نے اربعین بھی تحریر فرمائی ہے۔مثلاً(۱)الاربعین من روایات نعمان سید المجتهدین (مولانا محمد ادریس نگرامی)(۲)الاربعین (شیخ حسن محمد بن شاہ محمد ہندی)

(۴)وحدانیات:

امام اعظم کی مرویات سے متعلق بعض حضرات نے احادی احادیث یعنی وہ احادیث جن میں امام اعظم اوررسول اللہ کے درمیان ایک واسطہ ہے ان کو وحدانیات سے تعبیر کرکے تحریر فرمایا جیسے

(۱)جزء مارواہ ابو حنیفة عن الصحابة۔

روایت حدیث میں امام اعظم کامقام:

مندرجہ ذیل بالا عبارت سے واضح ہوگیا کہ امام اعظم کا مقام علم حدیث میں کتنا ارفع واعلیٰ ہے اور کیسے کیسے جلیل القدر ائمہ حدیث وفقہ نے آپ کی فقاہت اور محدثانہ عظمت کا کھلے دل سے اظہار واعتراف کیا ہے۔اس کے باوجود بھی یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی یہ کہہ دے کہ ستر ہزار احادیث کو بیان کرنا اور کتاب الآثار کا چالیس ہزار حدیثوں سے انتخاب کرنا کمال کی بات نہیں، امام بخاری کو ایک لاکھ احادیث صحیحہ اور دولاکھ احادیث غیر صحیحہ یاد تھیں انہوں نے صحیح بخاری کا انتخاب چھ لاکھ حدیثوں سے کیا تھا لہٰذا فن حدیث میں امام اعظم کا مقام بہت کم ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ احادیث کی قلت وکثرت درحقیقت طرق اور اسانید کی قلت وکثرت پر مبنی ہے۔ایک ہی متن اگر سو مختلف طرق اور سندوں سے روایت کیا جائے تو محدثین کی اصطلاح میں اس کو احادیث قرار دیا جائے گا حالانکہ ان تمام حدیثوں کا متن ایک ہوگا۔لہٰذا امام اعظم اور امام بخاری کے درمیان جو روایات کی تعداد کا فرق ہے وہ دراصل اسانید کی تعداد کا فرق ہے نفس روایات کا نہیں، ورنہ اگر نفس احادیث کا لحاظ کیا جائے تو امام اعظم کی مرویات امام بخاری سے کہیں زیادہ ہیں صحیح بخاری کے مکررات نکال کر احادیث کی تعداد حافظ عراقی نے چار ہزار بتائی ہے۔(۱۱)

مخالفین ''قلت روایات'' کا جو الزام لگاتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ بڑے محدث نہیں بلکہ آپ نقل روایت میں حد درجہ احتیاط کرتے تھے کہ مبادا نقل روایت میں کوئی فرق ہوجائے۔

اسی کو حافظ محمد یوسف صالحی شافعی یوں بیان فرماتے ہیں:

وانما قلت الرواية عنه لاشتغاله بالاستنباط ، كما قلت الرواية ابی بکر و عمر (۱۲)

امام ابوحنیفہ سے وسیع الحفظ اورحافظ حدیث ہونے کے باوجود روایتیں اس لئے کم مروی ہیں کہ وہ استنباط مسائل میں مشغول رہتے تھے، جس طرح حضرت ابوبکر وعمر جیسے اکابر صحابہ کرام کی روایتیں ان کے علم کی بنسبت کم ہیں۔قلت کی دوسری وجہ ابن خلدون اس طرح لکھتے ہیں:

والامام ابوحنيفة انما قلت روايةلما اشتد فی شروط الرواية والتحمل (۱۳)

امام ابوحنیفہ کی قلت روایت کی وجہ ان کا روایت اورضبط حدیث کی شرطوں میں شدت کرنا ہے۔

غرضیکہ امام ابوحنیفہ صحابہ کی طرح غیر احکامی احادیث بیان کرنے میں حد درجہ احتیاط کرتے ، کیونکہ حضرت عمر نے اسی طرح کا ارشادفرمایا ہے اوریہی نظریہ امام مالک کا بھی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی شافعی امام اعظم کی قلت روایت کے سبب کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:امام اعظم ابوحنیفہ کی قلیل روایت ہونے کا سبب آپ کے سخت اصول وشروط تھے۔(۱۴)

غرضیکہ امام اعظم قلت روایت میں صحابہ کے ہی نقش قدم پر چلے ہیں،مگر یہ فضیلت مخالفین کے لئے وجہ حسد بن گئی۔

امام اعظم پر ترک حدیث کے الزام کا دفاع:

جہاں تک ترک حدیث کا الزام ہے یعنی صحیح احادیث کوترک کر کے امام اعظم نے قیاس کوترجیح دی تواس سلسلہ میں چند بنیادی باتیں پیش نظر ہیں۔

(۱)جس طرح بعد کے محدثین نے حدیث کی صحت وضعف اور رد وقبول کے لئے کچھ شرائط وضع کی ہیں لہٰذا جب کوئی حدیث ان کی وضع کردہ شرائط پر پوری اترتی ہے اسی وقت وہ اس پرعمل کرتے ہیں، اگر وہ حدیث ان کی وضع کردہ شرائط کے مطابق نہ ہوتو وہ اس کوقبول نہیں کرتے خواہ وہ کسی اورمحدث کے نزدیک صحیح ہی کیوں نہ ہو،اسی طرح ائمہ متقدمین اوراصحاب اجتہاد نے بھی احادیث کے ردوقبول کے کچھ اصول بنائے ہیں اگراُن کے وضع کردہ اصولوں پروہ حدیث پوری نہ اترے تو وہ اس پرعمل نہیں کرتے۔

(۲)دوسری بات یہ ہے کہ متقدمین کا کسی حدیث کوصحیح یا ضعیف قرار دینا متاخرین کے لئے تو حجت ہوسکتا ہے مگر متاخرین کی تصحیح وتضعیف متقدمین پر حجت نہیں ہوسکتی ہےاس کی وجہ یہ ہے کہ ائمہ متقدمین کی اسناد عالی ہوا کرتی تھیں اوروہی حدیث بعد کے محدثین کے پاس نازل سند کے ساتھ پہنچا کرتی تھی مثلاً کسی متقدم امام ومجتہد کے پاس کوئی حدیث دو یا تین واسطوں سے پہنچتی تھی اب وہی حدیث آگے جا کر سو سال بعد سات یا آٹھ واسطوں سے کسی اورمحدث کے پاس پہنچی، جس کے پاس حدیث میں صرف دو یا تین واسطہ تھے اس وقت وہ حدیث صحیح اور قابل اخذ تھی مگر پانچویں یا چھٹے واسطہ کا راوی ضعیف تھا،اب ظاہر ہے کہ جس کے پاس وہ حدیث آٹھ واسطوں سے پہنچی ہے اس کے نزدیک وہ حدیث ضعیف اور ناقابل عمل ہوگی۔

(۳)کسی مجتہد کا کسی حدیث پرعمل کرنا اُس مجتہد کے نزدیک اس حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

ان بنیادی باتوں کو پیش نظر رکھنے کے بعد دیکھیں کہ جس طرح محدثین نے احادیث کے رد وقبول کے لئے کچھ اصول بنائے ہیں اسی طرح امام اعظم نے اپنے اصول وقواعد کی بنیاد پر حدیث کے ردوقبول کا فیصلہ کیا جس کی وجہ سے امام اعظم پر ترک حدیث کا الزام لگایا گیا ہے۔

علامہ محمد بن یوسف صالحی (صاحب سیرت شامیہ) نے اپنی کتاب **عقود الجمان فی مناقب ابی حنیفة النعمان** میں ان اصولوں کو ذکر کیا ہے۔چند اصول یہ ہیں:

(۱)خبر واحد کوکتاب اللہ کے عموم پر پیش کیا جائے گا،اگر وہ خبر واحد کتاب اللہ کے عموم وظاہر کے خلاف ہوتو اس کوترک کر کے کتاب اللہ کے عموم وظاہر پرعمل کیا جائے گا کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب دو دلیلیں متعارض ہوں تو اُن میں سے قوی دلیل کولیا جاتا ہے۔

(۲)خبر واحد کسی سنت مشہورہ کے خلاف ہو،سنت مشہورہ خواہ قولی ہو یا فعلی توخبر واحد کے مقابلے میں سنت مشہورہ ثبوت کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے۔

(۳)خبر واحد اپنی ہی طرح کسی دوسری خبر واحد کے معارض نہ ہوں، اگر دو اخبار آحاد میں تعارض ہوں تو اُن میں سے کسی ایک کو راجح قرار دے کر اخذ کیا جائے گا اور دوسرے کومرجوح قرار دے کرترک کر دیا جائے گا۔دومتعارض حدیثوں کے درمیان ترجیح دینے کے سلسلے میں ائمہ مجتہدین کے الگ الگ نظریات اورالگ الگ وجوہ ترجیح ہیں،مثلاً دونوں روایتوں میں سے جس روایت کا راوی فقیہ ہوتو اُس کی روایت کوترجیح دی جائے گی اوراگر دونوں راوی فقیہ ہوں تو اُن میں سے افقہ کی روایت کو

ترجیح ہوگی۔ یہ احناف کی وجوہ ترجیح ہیں۔

(۴) امام اعظم کا خبر واحد کے سلسلہ میں ایک اصول یہ ہے کہ اس خبر واحد کا راوی خود اپنی ہی روایت کے خلاف فتوی نہ دے، اگر ایسا ہوگا تو اس کی روایت کو ترک کر کے اس کے فتوی کو لیا جائے گا۔

(۵) حدود وعقوبات کے سلسلہ میں اگر اخبارِ آحاد آپس میں متعارض ہوں تو ان میں سے ''اخف'' کو اختیار کیا جائے گا۔

(٦) خبر واحد پر عمل کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ صحابہ اور تابعین کے عمل متوارث کے خلاف نہ ہوں۔ (۷) خبر واحد کے سلسلہ میں ایک اصول یہ ہے کہ سلف میں سے اس پر کسی کا طعن منقول نہ ہو۔

اِن اصولوں کو نقل کرنے کے بعد امام صالحی تحریر فرماتے ہیں:

فبمقتضیٰ هٰذه القواعد، ترك الامام ابو حنيفة، رحمة الله العمل باحاديث كثيرة من الآحاد۔ (۱۵)

ترجمہ: انہیں قواعد کی بنیاد پر امام ابوحنیفہ نے بہت سی اخبار آحاد پر عمل نہیں کیا ہے۔ آگے چل کر فرماتے ہیں:

والحق انه لم يخالف الاحاديث عناداً، بل خالفها اجتهاداً لحجج واضحة ودلائل صالحة، وله بتقدير الخطا أجر و بتقدير الاصابة اجران، والطاعون عليه اما حساد، اوجهال بمواقع الاجتهاد۔ (۱٦)

ترجمہ: حق یہ ہے کہ انہوں نے ازروئے عناد احادیث کی مخالفت یا ان کا ترک نہیں کیا ہے بلکہ ان کا ترک حدیث اجتہاد کی بنیاد پر تھا، جس کے لئے ان کے پاس واضح دلائل وبراہین موجود ہیں، اگر اُن سے سہو ہوا ہے تو ان کے لئے ایک اجر ہے۔ اگر وہ صواب کو پہنچے ہیں تو اُن کے لئے دو اجر ہیں، ان پر طعن کرنے والے یا تو حاسد ہیں یا پھر مراتب اجتہاد سے نا آشنا ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کا علم حدیث میں بہت اونچا مقام ہے۔ آپ پر مخالفین کی جانب سے، خصوصاً حدیث کے تعلق سے کیے گئے اعتراضات بھی محض حسد وعناد پر مبنی ہیں جو بازاری افسانوں اور بکواس کلاموں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔

حسدوا الفتى اذلم ينالو سعيه
فالقوم اعداء له وخصوم
كضرائر الحسناء قلن لوجهها
حسداً و بُغضاً انه لدميم

مراجع ومصادر:

(۱) الخیرات الحسان، امام شهاب الدين احمد بن حجر مکی شافعی ص ۱۴۸، مطبوعہ دار الهدی والرشاد دمشق، الطبعة الاولی ۱۴۲۸ھ ۲۰۰۷م۔

(۲) تبييض الصحيفة بمناقب ابی حنيفة، للامام جلال الدين بن ابی بکر السیوطی، تحقیق محمود محمد محمود حسن نصار ص ۱۷ المطبوعة دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان، الطبعة الاولی ۱۴۱۰ھ-۱۹۹۰م

(۳) مقدمہ ابن خلدون، ص ۴۴۵، بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص ۱۳۷ مولانا سرفراز خاں صفدر، ۱۴۰۸ھ سرفراز اکیڈمی، دیوبند۔

(۴) تانیب الخطیب، للامام المحدث زاہد بن الحسن الکوثری، ص ۳۰۴، المکتبة الازهرية للتراث، القاہرہ، ۱۹۹۸ء۔

(۵) تلخیص کتاب الاستغاثة المعروف بالرد على البكرى لابن تیمیة، تحقیق محمد بن علی عجال ص ۲۷، ج۱، المكتبة الغرباء الاثرية ۱۴۱۷ء۔

(٦) الانتقاء فی فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء، الحافظ ابوعمر یوسف بن عبدالبر المالکی ص ۱۳۰ المكتبة القدسی، القاہرہ، ۱۳۵۰ھ

(۷) الجواهر المضیئة فی طبقات الحنفية، عبدالقادر بن محمد ابو الوفا القرشی، تحقیق عبدالفتاح محمد الحلو۔ الجزء الثانی، مکتبة دار الهجر، ۱۴۱۳ھ، ۱۹۹۳م۔

(۸) الخیرات الحسان، شہاب الدین احمد بن حجر مکی، ص ۳۷، مطبع السابق۔

(۹) المحلیٰ بالآثار، ابو محمد علی بن احمد ابن حزم، ج ۱۰، ص ۲٦۸، دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان، ۱۹۷۱۔

(۱۰) قرة العیون فی تذکرة الفنون ص ۹۷، محمد حنیف گنگوہی، مطبع حنیف بک ڈپو دیوبند۔

(۱۱) مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة، للامام ابی المويد الموفق بن احمد المکی، ج ۱، دائرة المعارف النظامیة، حیدرآباد، ۱۳۲۱ھ۔

(۱۲) عقود الجمان، بحوالہ تانیب الخطیب ص ۳۰۴-۳۰۵، زاہد الکوثری۔

(۱۳) مقدمہ ابن خلدون ص ۴۴۵، بحوالہ تبييض الصحيفة ص ۱۹ مطبع السابق۔ (۱۴) تبییض الصحیفة ص ۲۴۔

(۱۵) عقود الجمان، بحوالہ تانیب الخطیب، الکوثری ص ۲۴۲۔

(۱٦) المرجع السابق۔

☆☆☆

شعبہ سنی دینیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (علی گڑھ)

نقوش حیات

قوم کو بروقت رہنمائی چاہیے

محمد فہیم ازہری بدایونی★

سراج الفقہاء مفتی ہند حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی، صدر المدرسین و صدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے فتوے کے صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے بروقت قوم کی رہنمائی فرمائی۔ اگر حضرت سراج الفقہاء اِذن عام کی اُس لفظی اور اصطلاحی تحقیق میں وقت صرف کرتے تو لاک ڈاون کے پہلے جمعہ میں بروقت امت مسلمہ کی رہنمائی نہیں ہو پاتی۔ ملت خلفشار اور انتشار کا شکار ہوجاتی۔ جن لوگوں نے بروقت امت کی رہنمائی نہیں کی اور نہ کرنا تھی اور نہ کرنے کی عادت ہے، انہوں نے ملت کی رہنمائی نہیں کی بلکہ سراج الفقہاء کے فتوے کی تردید وتغلیط کا روایتی فریضہ انجام دیا ہے۔

اگر ویڈیو والے دارالاسلامی اذن عام کی بنیاد پر فتوی دیا جاتا تو حکومت کہتی کہ جب اذن عام نہیں تو جمعہ کی جماعت و پنج وقتہ نماز باجماعت مت پڑھو! جاؤ گھر بیٹھو، اِس طرح جب ہمارے فقہا مقاصد شریعت کو پس پشت ڈال کر خشک فتوی دیتے تو ملت اسلامیہ ہند، جمعہ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتی اور مساجد پوری طرح مقفل کردی جاتیں۔

رہا مسئلہ پاکستانی ویڈیو کے تاتارخانی اذن عام کا تو اُس کا جواب یہ ہے کہ اگر پاکستان میں عندالفقہاء اذن عام نہیں پایا جاتا ہے تو وہ جمعہ مسجد میں نہ پڑھیں۔ مساجد معطل کر دیں۔ جب کورونا وائرس چلا جائے گا تو مساجد بلا تکلف بلا جھجک فوراً کھول دی جائیں گی لیکن بھارت میں فرقہ پرستوں نے مار مار کر ''کورونا کو مسلمان کر دیا ہے''، جس کا احساس ڈاکٹر تاتارخانی کو نہیں اور اگر بھارت میں مساجد میں ایک بار تالا لگ گیا تو کھلوانا کتنا دشوار ہے، اِس کو اے سی کے اندر بیٹھنے والے علما، صوفوں پر براجمان ہوکر لکھنے والے مفتیان کرام، دارالافتاء کی چہار دیواری میں رہنے والے فقہائے بے وقت اور دس دس لوگوں کا جمگھٹا لگا کر علمائے ربانیین کے فتوؤں کا رد کرنے والے کبھی نہیں سمجھ سکتے۔

جن مساجد کو پولیس مقفل کر چکی ہے جب انہیں کھولنے کی باری آئے گی تو تجربہ کرلیں۔ اس لئے مفتی محمد نظام الدین صاحب نے اذن عام کے معنی عمومی کا لحاظ کرتے ہوئے بروقت جو فتوی دیا، وہ ملت اسلامیہ ہند پر ایک احسان ہے۔ اس وقت بحث ومباحثہ یہ ہونا چاہئے کہ جن مساجد کو پولیس نے مقفل نہیں کیا ہے جمعہ میں پانچ، پنج وقتہ میں تین {ایک امام، ایک موذن، ایک مقتدی} کی اجازت ہے پھر بھی جمعہ و جماعت نہیں ہورہی ہے وہاں کیسے جماعت قائم کرائی جائے؟ اِس وقت ملت اسلامیہ ہند، تباہی و بربادی کے دہانے پر کھڑی ہے اس لئے قوم کا رہنما ملت کا قائد وہ ہے جو، بروقت قوم وملت کی رہنمائی کرے۔

نہ کہ وہ جو، سوسو کر بیدار ہو پھر قیادت و رہنمائی کے نام پر صحیح فتاویٰ کی تردید وتغلیط میں لگ جائے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ سراج الفقہاء کو صحت وسلامتی کے ساتھ عمر طویل عطا فرمائے اور ہمارے تمام علما ومشائخ کو بروقت ملت اسلامیہ ہند کی رہنمائی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نوٹ: اگر میری رائے غلط ہو تو معذرت طلب ہوں اور قبل از وقت رجوع بھی کرتا ہوں مگر آپ جواب الجواب کر کے اپنے اوقات ضائع نہ کریں۔

☆☆☆

ککرالہ بدایوں شریف 9456279256

بروقت شرعی رہنما کون؟

(۱) سراج الفقہاء، محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی **حفظہ تعالی وَرَعاہ** صدر المدرسین وصدر مفتی جامعہ اشرفیہ مبارک پور، بھارت (۲) ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب چیئرمین تحریک لبیک یارسول اللہ العالمی پاکستان۔

اسلام کا نظام قانون کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع اور قیاس جیسے پاکیزہ عناصر سے مرکب ہے۔ یہ اسلامی شریعت کے مرکزی بنیادی مصادر و مآخذ ہیں اور فقہ و قانون کی دنیا میں اسلامی

نظامِ قانون عدل وانصاف، توازن واعتدال، غلو وتشدد سے اجتناب اور جامعیت وافادیت جیسی امتیازی صفات کے لئے شہرت رکھتا ہے، اس کی وسعت و گہرائی، سہولت پسندی، لچک اور انسانی فطرت سے ہم آہنگی تمام حقیقت پسندوں کے یہاں مسلم ہے جس کا دائرۂ عمل پیدائش سے میراث تک اور عقائد وعبادات سے لے کر معاملات وسیاست وغیرہ امور تک محیط ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ فقہائے اسلام کے درمیان ''عقائد اصول الدین'' میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ فروعی مسائل میں جزوئی اور غیر مضر اختلاف ہے اور یہ اختلاف بھی شرعی دلائل وبراہین کی روشنی میں ہے۔فقہاء اور مفتیان کرام کے درمیان اختلافات کے نتائج کے ثمرات یہ ہیں کہ اسلامی فقہ وقانون میں بحث ونظر کے نئے نئے گوشے ابھر کر سامنے آتے ہیں جن میں فقہی سمینار دال ہیں اور ایسی وسعت اور لچک پیدا ہوتی ہے کہ زمان ومکان کی تبدیلی، زندگی کی گردش اور تہذیب وتمدن کی کروٹ سے پیدا شدہ زمانے کے ہر جدید تقاضے کی تکمیل کرتا ہوا نظر آتا ہے اور یہی صلاحیت کسی زندہ مذہب کے زندہ قانون کی دلیل ہے۔ اگر یہ اختلافات اور اُن سے پیدا ہونے والے فقہی مسائل کا ذخیرہ نہ ہوتو یہ بھی جمود وتعطل اور عسرت وتنگی کا شکار ہو جائے گا۔یہی وجہ ہے کہ خلیفہ ہارون رشید نے ایک دفعہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے مشورہ کیا کہ مؤطا کو کعبہ میں رکھا جائے اور لوگوں کو اُس پر عمل کرنے کا حکم دیا جائے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: ایسا نہ کیجئے اس لیے کہ مختلف فروعی مسائل میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اختلاف ہے اور تمام صحابہ کرام مختلف شہروں میں منتشر ہو گئے ہیں اور اُن کے ساتھ تمام حدیثیں بھی پھیل گئی ہیں۔

(حکاہ السیوطی۔ الانصاف فی بیان سبب الاختلاف)

اِس سے پتہ چلتا ہے کہ فقہائے امت اور مفتیان کرام کے درمیان مسائل فقہ میں اختلاف بھی اللہ تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ کے تحت ہے، یہ اختلاف محمود بھی ہے اور مطلوب بھی اور بہت سی دینی مصلحتیں اس سے وابستہ ہیں۔

قارئین کرام! جس طرح آج کل ہر ایک کو ضیافت کی طرح ''مفتی، علامہ'' لکھنے کا اہتمام کیا جارہا ہے اور سوشل میڈیا پر لوگ خود ہی علامہ، مفتی لکھ کر پیج بنائے ہوئے ہیں اور ہر جلسہ وجلوس، محفل وکانفرنس میں اپنے آپ کو مفتی کہلاتے ہیں، اُن کی وجہ سے جو حقیقت میں مفتی ہیں اُن کی امیج کو دھچکا لگا ہے اور عوام وخواص ان کی اہمیت وافادیت سے بے خبر ہوتے جارہے ہیں اور حقیقی مفتیانِ کرام کی ناقدری کا شکار ہوتے جارہے ہیں، یہ قابل تشویش ہے۔اسی طرح مفت کے مفتی زیادہ ہوں گے، ان سے شریعت کے علاوہ سب کچھ پوچھ سکتے ہیں۔تھوڑا سا بولنے آگیا، مائک پکڑنا جان گئے، چار پانچ تقاریر رٹ لیے جن کی وجہ سے الفاظ وکلمات جمع ہو گئے، ایک دو کتاب مسئلہ مسائل کی رکھ لیے اور عوام میں مقبولیت مل گئی پھر مفتی بن گئے۔

ایک طرف: ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب کے بارے میں ویکی پیڈیا پر یوں ہے: ابتدائی دینی اور عصری علوم کی تعلیمات اپنے آبائی شہر میں ہی حاصل کیں۔اعلیٰ تعلیم: ۲۰۰۲ میں جامعہ پنجاب سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ معلمین: علوم درسِ نظامی حافظ الحدیث سید محمد جلال الدین شاہ صاحب، ملک العلماء مولانا عطا محمد بندیالوی صاحب، مولانا محمد نواز کیلانوی جیسی مایہ ناز شخصیات سے حاصل کیے اور بغداد شریف سے استاذ الکل شیخ عبد الکریم محمد المدرس بغدادی سے سند حدیث حاصل کی۔

اِس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ڈاکٹر جلالی صاحب متکلم اور خطیب ہو سکتے ہیں لیکن مفتی وفقیہ نہیں جیسا کہ ویڈیو میں عبارت خوانی کے وقت عربی عبارت پڑھنے میں غلطی کر رہے ہیں اور اپنے سامنے کتابوں کا ڈھیر لگائے ہوئے ہیں لیکن جن میں مطلب کی بات ہے اُن میں نشان لگائے ہوئے ہیں اور بقیہ کتب، رعب دبدبہ قائم کرنے کے لیے ہے اور ویڈیو میں کہہ رہے ہیں کہ ''انڈیا کے کسی مفتی صاحب''، جس کو نام تک صحیح سے معلوم نہ ہو، بھلا وہ کیسے فتوی اور اُس میں دلائل اور فقہی جزئیات سے استنباط واستخراج یاد کرسکتا ہے؟''

(مولانا عباس ازہری کی بات ہمیں عجیب لگی ہے کیوں کہ جسے مفتی صاحب، مجدد صاحب اور شیخ الاسلام صاحب کا نام نہ معلوم ہو، وہ کیا فتویٰ دے گا، کیسے مفتی ہوسکتا ہے، فقہ وفتوی کی ہوا کیسے لگ سکتی ہے، یہ سب کہاں سے سیکھ لیا انہوں نے؟ فقیہ ومفتی ہونا اور کہلانا، الگ بات ہے اور فقہی بصیرت الگ بات ہے، صرف اِتنی سی بات ہے جس کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہم لوگوں نے گزشتہ ایک مہینے میں اپنے ہی کتنے علمائے دین اور مفتیان کرام کو نہ جانے کیا، کیا کہہ ڈالا ہے اور لکھ ڈالا ہے۔ بروقت

مخلص دینی سماجی رہنما کی تعریف وتحسین اور تسلیم وتائید کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ دوسرے مفتیان کرام کے خلاف غیر اخلاقی الفاظ استعمال کیے جائیں۔ برکاتی)

دوسری طرف سراج الفقہاء، محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی صدر المدرسین وصدر مفتی جامعہ اشرفیہ مبارک پور ہیں جن کی شخصیت، ذہانت وذکاوت، دانائی وبینائی، فقہی بصیرت، فہم وفراست، دقیق وباریک بیں نگاہ اور وسیع وعمیق نظر کے حوالے سے منفرد ہے۔ آپ کے اخاذ ذہن نے عوام وخواص کے درمیان کتاب وسنت، اجماع وقیاس کی روشنی میں حکیمانہ، فقیہانہ فہم وتدبر، مسائل کے استنباط واستخراج میں روایت ودرایت پر گہری نظر اور بڑی عرق ریزی، دیدہ وری اور ژرف نگاہی کی وجہ سے ایک اہم مقام حاصل کرلیا ہے اور آپ کی شخصیت جامع الکمالات اور اخلاص وللّٰہیت کی ایک ایسی حسین سنگم ہے جہاں سے تواضع وانکساری، صلہ رحمی، تقوی کے ساتھ شرعی احکام، فقہی بصیرت کے تیز دھارے ابلتے ہیں۔ سرزمین ہند پر فقہی فن ومہارت کے ایک اہم وبلند ستون ہے اور تمام اوصاف حمیدہ میں فقہی بصیرت، ذہانت وذکاوت، سادگی وتواضع آپ کا وصف خاص ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمی حلقے میں آپ نے اپنی ایسی پہچان بنائی ہے کہ آج کے وقت میں دور دور تک بھی کوئی آپ کا ثانی نظر نہیں آتا ہے اور آپ صرف فقہ کی تمام باریکیوں سے اعتماد کی حد تک واقف ہی نہیں بلکہ اپنے موقف کو پوری قوت کے ساتھ پیش کرنے کا ہنر بھی بخوبی معلوم ہے اور آپ اپنی فقہی بصیرت اور علمی تبحر کے نتیجے میں کسی بھی مسئلے کی گہرائی وباریکی تک بڑی آسانی سے پہنچ جاتے ہیں جن پر آپ کی کتابیں اور فتاوی شاہد ہیں۔ آپ جس بات میں شریعت کا حکم پاتے ہیں اُس پر ثابت قدمی کے ساتھ ڈٹے رہتے ہیں اور کبھی کوئی دنیوی یا گروہی مصلحت نزدیک نہیں آنے دیتے۔

قارئین کرام! حضرت سراج الفقہاء اطال اللہ عمرہ علم فقہ کے اُس چمکتے ودمکتے سورج کا نام ہے جس نے علم کی ہر شاخ سے پھل توڑے ہیں اور اُن سے اپنے گلشن علمی کو سجایا ہے لیکن جہاں آپ کا جوہر خوب چمکا وہ فقہ کا میدان ہے۔ آپ کو مشکل سے مشکل اور پیچیدہ سے پیچیدہ، جدید سے جدید مسائل حل کرنے کا ملکہ حاصل ہے اور لوگ فقہی وپیچیدہ مسائل کا انبار لے کر آتے اور منٹوں مطمئن اور ہلکے پھلکے ہوکر چلے جاتے ہیں۔ آپ تواضع، سادگی، علم وحلم کے پیکر ہیں، علم فقہ بحر بے کراں میں ایسے ڈوبے ہوئے اپنے فن فقہ کو اپنے مزاج میں اس طرح بسائے ہوئے ہیں کہ ہر حال میں فقہی بصیرت کا برملا ظہور ہوتا ہے، تاہم علم کی اِس گہرائی اور پختگی کے باوجود تواضع اور انکساری اس درجہ ہے کہ ہم سب کے لئے باعث تقلید نمونہ ہیں۔ آپ اہل سنت کے ایک ایسے مایہ ناز مفتی ہیں کہ سبھی علمائے کرام اور عوام ہند کے علاوہ دانشوروں، رہبروں اور مشائخ عظام کو بھی متاثر کیا ہے جس کی وجہ سے مارہرہ شریف سے ''برکاتی مفتی'' اور موجودہ دور میں عوام وخواص کی طرف سے ''مفتی اعظم ہند، فقیہ اعظم ہند، رہنمائے اعظم ہند'' کا تمغہ امتیاز ملا ہے۔

دراصل آپ کے ظاہر وباطن میں یکسانیت ہے اور قول وفعل میں تضاد بالکل نہیں، آپ کے یہاں علم بھی، عمل بھی، اخلاص بھی، قناعت بھی، حسن اخلاق بھی، صلہ رحمی بھی ہے، گفتار میں پختگی، خمیر میں انسانیت اور ہمدردی وغیرہ تمام خصائل حمیدہ اور اوصاف جمیلہ ہیں۔ اس لئے فقہی مسائل میں اختلافات اپنی جگہ ہیں لیکن ڈاکٹر جلالی صاحب نے محقق مسائل جدیدہ حفظہ تعالی و رعاہ کے تعلق سے جس طرح جملے استعمال کیے ہیں ان کو اپنی بات واپس لینی چاہیے۔

محمد عباس ازہری، خادم التدریس دار العلوم اہل سنت فیض النبی کپتان گنج بستی، اتر پردیش، 7618818148

مطیع الرحمٰن انصاری کو صدمہ

'رضوی کتاب گھر' کے کارکن مطیع الرحمٰن انصاری کے پھوپھا انوار احمد عرف حاجی بابو محلہ پچھّم، خیر آباد، مئو (یوپی) کا یکم اپریل بروز بدھ انتقال ہوگیا۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون

ان کی نماز جنازہ بدھ کے روز ہی بعد نماز عصر مولانا محبوب عالم استاذ مدرسہ ضیاء العلوم، خیر آباد نے ادا کرائی اور تدفین بابا قاسم قبرستان میں ہوئی۔ مرحوم کی عمر تقریباً ۷۶ رسال تھی۔ مرحوم کچھ سالوں سے بیمار چل رہے تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ (آمین)

(ادارہ)

نقوش راہ

اسلام کا سب سے بڑا مبلغ

جاوید چودھری★

کرونا آیا اور آتے ہی دنیا پر اسلام کی حقانیت ثابت کر دی، دنیا اس سے پہلے کبھی اس طرح بند نہیں ہوئی تھی کہ انسان، انسان کے لمس تک کو ترس جائے، ماں بچوں، میاں بیوی، بھائی بھائی اور بہن بہن سے چھ فٹ کے فاصلے پر چلی جائے، کوئی کسی کے ہاتھ سے پانی کا گلاس تک نہ لے، ڈاکٹر مریض کو ہاتھ نہ لگائے، مریض ڈاکٹر کی کھانسی سے دور بھاگے، امام نمازیوں سے ڈرتے رہیں اور نمازی امام سے بچ بچا کر نماز ادا کرنے کی کوشش کریں، دنیا میں یہ وقت اس سے پہلے کہاں آیا تھا؟

کرہ ارض پر پہلی بار تمام مذاہب کی عبادت گاہیں بند ہیں، شادیاں اور جنازے رکے ہوئے ہیں اور لوگ خود حکومتوں سے ہاتھ جوڑ کر ملک میں کرفیو اور لاک ڈاؤن کی درخواست کر رہے ہیں، تاریخ میں پہلی بار گھر بار، ہسپتال، مسجد اور ایوان صدر سب غیر محفوظ ہیں اور غریب امیر، ملزم قاضی، ماتحت افسر اور حاکم اور محکوم دونوں کم زور اور عاجز نظر آ رہے ہیں۔ یہ تخریب اور بے بسی کی انتہا ہے لیکن اس انتہا کے اندر سے بھی تعمیر کے بے شمار مثبت پہلو نکل رہے ہیں۔ میں نے کل یہ مثبت پہلو گننے شروع کیے تو حیران رہ گیا، کرونا کے سات حیران کن مثبت نتائج سامنے آئے، یہ تمام نتائج حیران کن ہیں لیکن سات کی اِس فہرست کا پہلا نتیجہ اف خدایا! یہ کمال ہے، اسلامی دنیا کے تمام مبلغ مل کر اسلام کے لیے وہ کام نہیں کر سکے جو اکیلے کرونا نے کر دیا، میں اپنی یہ ریسرچ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں، مجھے یقین ہے آپ بھی قائل ہو جائیں گے۔

کرونا کا سب سے بڑا پہلو اسلام کی حقانیت ہے، اسلام دنیا کا پہلا مذہب تھا جس نے صفائی کو نصف ایمان قرار دیا تھا، ہم مسلمان دن میں پانچ بار وضو کرتے ہیں، ہم پر جنابت کے فوری بعد غسل فرض ہے، ہم مسلمان ہر جمعہ کو ناخن تراشتے ہیں، بدن کے غیر ضروری بال صاف کرتے ہیں اور ہم تھوکنے اور جمائی لینے کو بدتہذیبی سمجھتے ہیں، آپ نے کبھی سوچا کیوں؟

میں نے کرونا کے بعد وائرس کو پڑھنا شروع کیا تو پتہ چلا ہماری فضا میں ۹۶ وائرس، جراثیم اور بیکٹیریا ہوتے ہیں، یہ ہمارے جسم کے سات سوراخوں کے ذریعے ہمارے بدن میں داخل ہوتے ہیں، ان کا مقابلہ صرف ہماری قوت مدافعت کر سکتی ہے اور اس قوت کا گراف صبح نیند کے بعد سب سے اونچا، سب سے اوپر ہوتا ہے۔ یہ گراف ظہر کے بعد نیچے آنا شروع کرتا ہے اور یہ عشاء کے بعد اپنی پستی کو چھونے لگتا ہے لہٰذا بیماریوں کے وائرس زیادہ تر سہ پہر کے بعد انسان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

ہم مسلمان دن میں پانچ مرتبہ وضو کرتے ہیں، یہ وضو ہمارے جسم کے سات سوراخوں میں بیٹھے وائرس دھو دیتا ہے اور یوں ہم بیماریوں سے بچ جاتے ہیں، آپ دیکھ لیجیے دنیا بھر کے ڈاکٹر کرونا کے بعد مریضوں کو کیا مشورے دے رہے ہیں؟ یہ پوری دنیا کو کہہ رہے ہیں کہ آپ بار بار ہاتھ اور منہ دھوئیں، ناک میں پانی ڈالیں اور غرارے کریں اور غسل بھی زیادہ سے زیادہ کریں، یہ کیا ہے؟ کیا یہ آدھا وضو نہیں اور کیا ہم مسلمان روز پانچ مرتبہ یہ نہیں کرتے؟ آپ کمال دیکھیے! قدرت جسمانی صفائی کے اس عمل کو سہ پہر کے بعد تیز کر دیتی ہے، ہم تین سے چار گھنٹوں کے درمیان ظہر، عصر اور مغرب کا وضو کرتے ہیں اور یہ وہ وقت ہے جب ہماری قوت مدافعت کا گراف نیچے جا رہا ہوتا ہے۔

ہمارے بزرگ ظہر کے وقت قیلولہ بھی کرتے تھے کیوں؟ قیلولہ بھی انرجی بوسٹر ہوتا ہے، یہ ہماری قوت مدافعت بڑھاتا ہے اور عشاء کے وقت جب ہماری قوت مدافعت کا گراف زمین کو چھو رہا ہوتا ہے، اللہ ہم سے آخری وضو اور عشاء ادا کروا کر ہمیں نیند کی آغوش میں لے جاتا ہے اور ہم فجر کے وقت قوت مدافعت کے نئے ولولہ اور حوصلہ کے ساتھ دوبارہ اٹھ جاتے ہیں۔

ڈاکٹرز کرونا کے مریضوں کو یہ مشورہ بھی دے رہے ہیں کہ آپ آٹھ سے دس گھنٹے نیند لیں اور ہلکی غذا کھائیں، یہ دونوں مشورے بھی ہمارے مذہب کا حصہ ہیں، مکمل نیند اور رات کے وقت ہلکی غذا، یہ دونوں

عادتیں قوت مدافعت بڑھاتی ہیں، آپ ایک اور حقیقت ملاحظہ کیجیے، آپ کرونا کے حملے کے بعد دنیا کا ڈیٹا نکال کر دیکھیں، آپ کو دنیا کا ہر وہ شہر وائرس سے زیادہ متاثر ملے گا جہاں لوگ راتوں کو جاگتے رہتے تھے، جہاں لوگوں کی نیند کم تھی اور یہ جسمانی صفائی کا خیال نہیں رکھتے تھے۔

میں فرانس اور اٹلی بہت گیا ہوں، میں چینیوں کو بھی جانتا ہوں، یہ لوگ جسمانی صفائی میں بہت پست ہیں، چینی اوسطاً مہینے میں ایک بار نہاتے ہیں، فرانس اور اٹلی میں بھی نہانے بلکہ ہاتھ منہ دھونے کی روایت نہیں، آپ کسی دن صبح کے وقت میٹرو میں سفر کر کے دیکھ لیں، آپ کو لوگ بالخصوص خواتین تھوک سے آنکھیں صاف کرتی نظر آئیں گی، یہ لوگ صبح اٹھتے ہیں، کپڑے پہنتے ہیں اور ہاتھ منہ دھوئے بغیر باہر نکل آتے ہیں، یہ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد دونوں وقت ہاتھ نہیں دھوتے۔ یہ رفع حاجت کے بعد بھی صرف ٹشو استعمال کرتے ہیں لہٰذا یہ لوگ جسمانی صفائی میں ہم سے بہت پیچھے ہیں۔

یہ راتوں کو جاگتے شہروں میں بھی رہتے ہیں' اس کا یہ نتیجہ نکلتا ہے دنیا میں جب بھی کوئی بیماری پھیلتی ہے تو یہ اُس کا سب سے زیادہ شکار ہوتے ہیں جب کہ ہم مسلمان ہر بار وَباؤں سے بچ جاتے ہیں، ہم مسلمان اِس بار بھی بچ رہے ہیں لیکن اس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں ہمارے سسٹم میں سب اچھا ہے۔ ہم میں بھی بے شمار خرابیاں ہیں اور ہمیں اب ان پر توجہ دینا ہوگی مثلاً ہماری پہلی خرابی مسجدوں کے اندر استنجا خانے اور وضو خانے ہیں۔ اسلام کے ابتدائی آٹھ سو سال میں مساجد میں وضو خانے اور استنجا خانے نہیں ہوتے تھے۔

لوگ گھروں اور دکانوں میں وضو کرتے اور نماز کے لیے مسجد آ جاتے تھے تاہم لوگوں نے مسجدوں کے قریب پرائیویٹ استنجا خانے اور غسل خانے بنا رکھے تھے، یہ مسافروں کو ''آن پے منٹ'' وضو، غسل اور رفع حاجت کی سہولت دیتے تھے لیکن پھر مخیر حضرات نے مسافروں کی سہولت کے لیے مسجد کی حدود میں وضو خانے بنوانا شروع کر دیے، وضو خانے بنے تو استنجا خانے بھی بن گئے اور یوں بو، بدبو، جراثیم اور گندا پانی مسجد کے اندر آنے لگا پھر بیماریاں نمازیوں سے نمازیوں کو لگنے لگیں۔

کرونا نے ہمیں بھی ہماری غلطی سمجھا دی، اس لئے ہمیں بھی آج دو بارہ مسجد کی اصل روح کی طرف لوٹ جانا چاہیے، نمازی گھر، دکان یا دفتر سے وضو کر کے آئیں اور مسجد میں صرف نماز ادا کریں، اگر وضو خانے، واش روم ضروری ہوں تو یہ مسجد سے دور بنائے جائیں اور وہ بھی کیبن کی شکل میں ہوں تا کہ ایک نمازی کے چھینٹے دوسرے نمازی پر نہ پڑیں اور وضو کے بعد پانی بھی ''پی ٹریپ'' کے ذریعے فوراً نکل جائے، یہ رُکے نہیں تا کہ جراثیم پیدا نہ ہوں۔

آپ اگر کبھی گوروں کے چرچ یا سینا گوگ میں جائیں تو یہ آپ کو صاف ستھرے ملتے ہیں کیوں؟ اس کی دو وجوہات ہیں، پہلی وجہ پانی ہے، چرچ اور سینا گوگ میں وضو خانے نہیں ہوتے لہٰذا فرش گیلے نہیں ہوتے۔ وہاں داغ اور بو نہیں پھیلتی۔ دوسرا، یہ ہال میں موم بتیاں جلاتے ہیں، موم بتی بو کو نگل جاتی ہے، ہماری مسجدوں میں بھی بجلی سے پہلے موم بتیاں جلائی جاتی تھیں، دوسری بات یہ کہ لوگ مسجد میں وضو نہیں کرتے اور یہ ننگے پاؤں مسجد کے ہال میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔

یہ بات آپ کے لئے یقینا حیران کن ہوگی مسجد اور جوتا، یہ کیسے ممکن ہے لیکن یہ حقیقت ہے مسجد میں ننگے پاؤں ممانعت تھی، لوگ نماز کے لئے موزے پہنتے تھے، یہ باریک اور نرم چمڑے کی جرابیں ہوتی تھیں' لوگ مسجد کی دہلیز پر کھڑے ہو کر موزے پہن لیتے اور واپس نکلتے ہوئے اتار کر تہہ کر کے جیب میں ڈال لیتے، آپ پرانے کُرتے دیکھیں آپ کو ان کی دو سائیڈوں پر جیبیں ملیں گی، یہ جیبیں رقم کے لیے نہیں ہوتی تھیں۔ کیوں؟ کیوں کہ بیسویں صدی کے شروع تک دنیا میں نوٹ نہیں ہوتے تھے سکے ہوتے تھے اور سکے جیبوں میں نہیں ڈالے جا سکتے، یہ تھیلیوں میں بھرے جاتے تھے لہٰذا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر قمیضوں میں جیبیں کیوں ہوتی تھیں؟ یہ موزوں کے لئے ہوتی تھیں، دایاں موزہ دائیں جیب میں ڈالا جاتا تھا اور بایاں بائیں جیب میں۔ ہم نے جب سے مسجدوں میں وضو شروع کیا اور موزے ترک کیے اُس دن سے ہماری مسجدوں میں صفائی کا معیار خراب ہو گیا۔

آپ خود سوچیے ہم جب گیلے پاؤں لے کر اندر داخل ہوں گے تو مسجد کے فرش اور صفیں کیسے صاف رہیں گی لہٰذا میری درخواست ہے آپ مہربانی فرما کر اسلام کے اصل کی طرف لوٹ جائیں۔ پانچ وقت نماز پڑھیں، وضو کریں، وقت پر غسل کریں، مسجد میں صرف نماز ادا کریں، موزے یا جرابیں پہن کر مسجد جائیں، شریعت کے مطابق ہاتھ دھو کر کھانا کھائیں اور کھانے کے بعد بھی ہاتھ دھوئیں، مائع خوراک زیادہ لیں، آٹھ نو گھنٹے نیند لیں اور جہاں بیٹھتے ہیں اور جہاں سوتے ہیں وہ جگہ

صاف رکھیں۔ آپ عمر بھر بیماریوں سے پاک رہیں گے۔

اسلام میں صفائی آدھا ایمان ہے اور یہ آدھا ایمان ہمارے ایمان کا پہلا حصہ ہے، ایمان کا دوسرا حصہ صفائی کے بعد آتا ہے، آپ کو اگر میری بات سمجھ نہیں آئی تو میں مزید عرض کر دیتا ہوں:

نماز فرض ہے، اس فرض کے دو حصے ہیں، وضو اور پھر تکبیر تحریمہ، ہم اگر (کسی شرعی عذر کے بغیر) وضو نہیں کرتے تو کیا ہم نماز کے لئے کھڑے ہو سکتے ہیں؟ جی نہیں لہٰذا پھر کیا مطلب ہوا؟ مطلب یہ ہوا کہ صفائی ہمارے ایمان کا پہلا آدھا حصہ ہے، ہم جب تک یہ نہ کر لیں ہم ایمان کے دوسرے حصے یعنی عبادات کی طرف نہیں جا سکتے۔

میں دل سے سمجھتا ہوں کہ جو شخص صاف ستھرا نہیں وہ مسلمان نہیں ہو سکتا اور جو مسلمان ہے ۱۹۶ وائرس مل کر بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ یہ نقطہ ذہن میں رکھیں اور پھر بتائیں کیا کرونا مسلمانوں کا محسن نہیں؟ کیا یہ اسلام کا مبلغ ثابت نہیں ہو رہا؟ جی ہاں! یہ ہمارا بہت بڑا محسن ہے۔ اس نے ہمیں اسلام کی وہ روایات یاد کرا دیں جو ہم بھول چکے تھے اور یہ مبلغ اسلام بھی ہے۔ اس نے پوری دنیا کو بتا دیا کہ مذہب صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے اسلام۔

☆☆☆

☆پیش کش: مصطفوی اسکالرز گروپ

کون یقین کرے گا؟

کہ اٹلی کا ایک وفد جو صومالیہ جیسے غریب ملک میں تھا اُس نے اپنے ملک اٹلی جانے سے انکار کر دیا اور صومالیہ کی حکومت سے درخواست کی ہے کہ اُسے وہیں مستقل قیام کی اجازت دی جائے۔ صومالیہ کے وزیر اعظم نے اپنا دورِ اقتدار ختم ہونے کے بعد سکون اور خوش حالی کے لئے برطانیہ کو ہجرت کی، اس کا برطانیہ میں کرونا وائرس سے انتقال ہو گیا۔ امریکی صدر ٹرمپ نے میکسیکو کے غیر قانونی مہاجرین کو امریکہ میں داخلے سے روکنے کے لئے دونوں ملکوں کے بیچ ایک دیوار کھینچی تھی۔ آج امریکی غیر قانونی مہاجرین کو روکنے کے لئے میکسیکو اُسی دیوار کا استعمال کر رہا ہے۔ دو ماہ قبل اسپین اپنے یہاں مراقش کے راستے داخل ہونے والے غیر قانونی افریقی مہاجرین کی کشتیوں سے پریشان تھا، آج وہی کشتیاں اسپینی مہاجرین کو لے کر مراقش میں داخل ہونے کی کوشش کر رہی ہیں۔

ایک طاقتور فوج، مضبوط اِکانومی کی متحمل طاقتیں جو یہ کہتی تھیں کہ ہمیں کوئی خوفزدہ نہیں کر سکتا، آج خوف وہراس میں مبتلا ہیں۔

کون سچ مانے گا کہ مسجدیں مقفل ہیں اور اجتماعی نمازیں معطل ہیں لیکن اُن ملکوں میں اذانیں دی جا رہی ہیں جہاں یہ ممنوع تھیں۔ کون اعتبار کرے گا کہ وہائٹ ہاؤس میں قرآن کی تلاوت کی جائے گی جہاں اُسے دہشت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ امریکی اور مغربی اخبارات اور مذہب بیزار ملکوں میں احادیث نبوی کی تفسیر وتشریح کی جائے گی۔ کون یقین کرے گا کہ ڈاکٹرز کرونا کا شکار ہو کر فوت ہوں گے اور مریض شفایاب ہو جائیں گے۔ کون اعتبار کرے گا کہ جنگ جیتنے کے لئے فوجیں بھیجی جاتی تھیں، آج انھیں بچانے کے لئے محاذ جنگ سے الگ کیا جا رہا ہے۔ کون یقین کرے گا کہ جو ڈاکٹرز قدرتی طریقے سے علاج کے خلاف تھے وہی آج اپنی پیشہ ورانہ ناکامی کے بعد اس وبا کے علاج کے لیے قدرتی طریقہ علاج کی تلاش میں ہیں۔

اگر یہ تمام باتیں آج سے تین ماہ قبل کہی جاتیں تو ہم میں سے کوئی یقین بھی نہ کرتا۔ اب تو کہو کہ

''تعریف اُس خدا کے لئے ہے، جس نے تبدیل نہ ہونے والی چیزوں کو تبدیل کر دیا'' کہو کہ ''اے خدا ہمارے لئے حالات بدل دے اور اُنھیں ہمارے لئے بہترین کر دے'' کہو کہ ''اے خدا! ہمارے دلوں کو بدل دے، انھیں اپنے راستے کی طرف موڑ دے۔'' اُسی مالک الملک کے لیے تمام تعریفیں ہیں تو پھر کہو کہ ''اے میرے مالک! میں پناہ چاہتا ہوں نعمتوں کے بعد محرومی سے، خوش حالی کے بعد بدحالی سے، امیری کے بعد غریبی سے اور ایمان کے بعد کفر سے'' یہ بھی کہو کہ ''اے مالک الملک! تیری ذات سے ہماری امیدیں کبھی ختم نہ ہوں گی۔ یہ مصیبت کے بادل جلد چھٹ جائیں گے۔ ان شاء اللہ! ہماری کیفیت بھی جلد ہی تبدیل ہو جائے گی۔ اے ارحم الراحمین! تو بڑا رحیم ہے فیاض ہے اور تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ بس ہم پر رحم فرما۔ اذکروا اللہ۔ یرحمکم اللہ

(عربی سے ترجمہ۔ کسی اللہ کے بندے نے لکھا ہے)

زین اللہ نظامی، امام وخطیب مسجد غوثیہ، جسولہ گاؤں، اوکھلائی دہلی
بانی وڈائریکٹر غوثیہ فلاح ملت فاؤنڈیشن، 9540382705، 9313396557

نمازیوں سے پریشان اک امام کی منصبی داستان

مسجدوں کے امام صاحبان سے درخواست کہ کورونا نمازیوں کے چکر میں اپنے آپ کو قید و بند کی مصیبتوں میں نہ ڈالیں

محمد شاھد علی مصباحی★

اکثر امام صاحبان کے فون آرہے ہیں کہ 'پرساشن' کی پابندیوں کے بیچ نمازیوں کی تعداد لگاتار بڑھتی جارہی ہے اور ایک بات سبھی مسجدوں میں کامن ہے کہ ایسے نمازی بڑھ رہے ہیں جو کبھی مسجد کا رخ نہیں کرتے تھے۔ ساتھ ہی امام کو مسئلہ بھی بتارہے ہیں کہ نماز کیسے بند ہوسکتی ہے؟ کسی کے باپ کی طاقت نہیں جو نماز بند کرالے۔

میں ان ''کورونا نمازیوں'' سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کورونا کے آنے سے پہلے کس کے باپ نے روکا تھا نماز پڑھنے سے؟

کیوں خدا یاد نہیں آتا تھا؟ کیوں شراب پی کر دھت پڑے رہتے تھے؟ کیوں جوا کی محفلیں تم سے آباد تھیں؟ کیوں امام کو بیوقوف سمجھتے تھے؟ کیا اُس وقت مؤذن حی علی الصلاۃ نہیں پکارتا تھا؟ کیا اُس وقت مؤذن کے حی علی الفلاح کے لفظ کان سے نہیں ٹکراتے تھے؟ کیا اُس وقت علما کی نصیحتیں نہیں سنائی دیتی تھیں؟

سب کچھ ہوتا تھا مگر تم اپنی جوانی، دولت، سیاسی طاقت، زمین داری کے گھمنڈ میں چور تھے۔ تمہیں نماز کی دعوت دینے والے مؤذن کو کبھی سننے کی کوشش ہی نہیں کی۔

تم نے امام کو اپنا نوکر سمجھا۔ تم نے جلسوں کی بجائے آرکیسٹرا، مجروں کو چنا! نمازوں کے اوقات میں سنیما گھر آباد کیے۔ نمازوں کے اوقات میں ہوٹلوں اور قہوہ خانوں کو آباد کیا۔ نماز کے اوقات میں ڈی جے کی دُھن پر شراب کے نشہ میں رقص کیا۔ نماز کے اوقات میں مسجدوں کے باہر بیٹھ کر نمازیوں کا مزاق اڑایا!

اب جب علما مسئلہ بتارہے ہیں کہ ایسے مقام پر شریعت نمازِ جمعہ کی بجائے ظہر گھر میں پڑھنے کی اجازت دیتی ہے اور نماز پنج گانہ گھر میں ادا کرنے کی رخصت دیتی ہے تو آپ اب کمر کس رہے ہیں کہ مرجائیں گے مگر حکومت کی بات نہ مانیں گے۔

ارے واہ بیٹا تب کہاں تھے؟ جب شاہین باغ کی خواتین پر لاٹھیاں برسائی جارہی تھیں۔ تب تمھاری غیرت کا جنازہ نکل گیا تھا جب دشمن کھلی فضا میں ہتھیار لہراتے ہوئے تمھارے بھائیوں پر گولی چلا رہے تھے۔ اُس وقت تمھاری مردانگی کہاں تیل لینے گئی تھی؟ جب امہات المومنین رضوان اللہ تعالیٰ علیھن اجمعین پر فلمیں بنائی جارہی تھیں۔ اُس وقت تم کہاں مر گئے تھے؟ جب انسان نما کتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر انگشت نمائی کررہے تھے۔

اُس وقت تمہاری ایمانی حرارت کو کیا ہوگیا تھا؟ جب ناموس رسالت پر شیاطین حملہ آور ہورہے تھے!

اگر مجھ سے سوال کیا جائے تو میں تو یہی کہوں گا کہ نا تو اُس وقت اِن کورونا نمازیوں میں ایمانی حرارت اور عزیمت پر عمل کرنے کا جذبہ تھا نہ آج ہے۔ یہ لوگ کیوں مسجد کی طرف بھاگ رہے ہیں؟

اِس کا جواب یہ ہے کہ اِن لوگوں نے سن لیا ہے کہ نماز پڑھنے سے اِس بیماری سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ یہ لوگ عزیمت پر عمل کرنے کے لئے نہیں آرہے بلکہ یہ زندگی کی حرص اور لالچ میں آرہے ہیں اور یقین مانو کہ جس دن کورونا وبا ختم ہوگی، یہ ایک بھی دیکھنے کو نہیں ملیں گے۔

یہ وبا بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے اور ساری دنیا رخصت پر عمل پیرا ہے مگر واہ رے ''کورونا نمازی'' تیری مت ہی نرالی ہے۔ نہ تمھیں دین کی پرواہ ہے، نہ قوم کی پریشانیوں کی۔ آج ماحول یہ ہے کہ ہر عبادت خانہ بند ہے، تمام لوگ گھروں میں عبادتیں کررہے ہیں اور مسلم مخالف طاقتیں حیدرآباد کے مریضوں کے تناسب کو اِس رنگ میں پیش کررہی ہے کہ مسلمان پورے ملک میں وبا پھیلانا چاہتے ہیں اس لئے یہ لوگ ملک اور انسانیت کے دشمن ہیں۔

اگر یہ ہوا بن گئی تو مسلمانوں کو آنے والے وقت میں اس ملک میں سروائیو (زندگی گزارنا) کرنا مشکل ہوجائے گا۔ ساتھ ہی شریعت رخصت بھی دے رہی ہے مگر کورونا نمازی باپ دادا کرنے میں لگے ہیں۔

اماموں سے اپیل

کورونا نمازیوں کے چکر میں اپنے آپ کو قید و بند کی مصیبتوں میں نہ ڈالیں۔ اگر کوئی کورونا نمازی نماز پڑھانے کی ضد کرتا ہے تو کہیں اگر اتنا ہی جذبۂ ایمانی لبریز ہے تو پہلے اتنی رقم مجھے لاکر دیدو جس سے میری ضمانت ہوسکے اور جب تک ضمانت نہ ہو، تب تک میرے اہل وعیال کا خرچ چل سکے۔

یقین کے ساتھ کہتا ہوں اُن کا پورا جوش وخروش نکل جائے گا۔

امام کو تنخواہیں کتنی دیتے ہو؟ اُتنے میں اس کا گزارا مشکل سے ہوتا ہے۔ اگر اُسے گرفتار کیا گیا تو اُس کی ضمانت اور اس کے اہل وعیال کے نام ونفقہ کا کیا ہوگا؟ تم تو پھر اپنے انہی مشاغل میں لگ جاؤ گے جن میں کورونا سے پہلے مست تھے۔

شریعت نے جو رخصت دی ہے اُس پر عمل کریں اور اگر آپ کو لگتا ہے کہ رخصت نہیں ہے، تب بھی آپ گھر پر ہی نماز پڑھیں۔

آپ اللہ تعالی کی بارگاہ میں جواب دے سکتے ہیں کہ فلاں مفتی صاحب کے کہنے پر ایسا کیا تھا، انھیں پکڑا جائے۔ آپ بالکل بے فکر رہیں اور اپنا جوش بچا کر رکھیں۔ آپ کی زندگی میں آگے کام آئے گا۔

☆☆☆

☆ نائب صدر تحریک علمائے بندیل کھنڈ، جالون
رکن: روشن مستقبل، دہلی
editor.khidmat@gmail.com

تاریخ میں کب کب وباء کی بنا پر مساجد بند کرنا پڑی

موجودہ حالات میں بعض لوگوں کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اسلام کی تاریخ میں کبھی مساجد کو بند نہیں کیا گیا۔ اُن کی خدمت میں عرض ہے:

(۱) ابن الجوزی ۴۴۹ھ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''جمادی الاخریٰ میں اُن شہروں (اندلس، آذربائیجان، کوفۃ وغیرہ) میں ایسی خطرناک وباء پھیلی کہ ایک صوبہ سے ایک ہی دن میں اٹھارہ ہزار جنازے اٹھائے گئے۔ لوگ شہروں میں جاتے تھے تو بازار بند ہوتے تھے، راستے خالی ہوتے تھے، دروازے بند ہوتے تھے اور اکثر مساجد جماعتوں سے خالی ہوگئی تھیں۔'' (المنتظم: ۱۷/۱۶-۱۸)

(۲) ذہبی نے ۴۴۸ھ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:

''مصر اور اندلس میں شدید قحط پڑ گیا۔ ایسا قحط اور وباء قرطبہ میں پہلے کبھی نہیں ہوا تھا حتی کہ مساجد کو تالے لگ گئے کہ کوئی نماز پڑھنے والا نہ تھا اور اس سال کا نام جوع الکبیر کا سال پڑ گیا۔'' (سیر اعلام النبلاء: ۱۸/۳۱۱)

(۳) مقریزی نے ۷۴۹ھ میں مصر میں طاعون کی وباء کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے:

''کئی جگہوں سے اذان بھی معطل ہوگئی، صرف ایک مشہور جگہ اذان دی جانے لگی اور اکثر مساجد اور عبادت گاہیں بند کردی گئیں۔''

(السلوك لمعرفة دول الملوك: ۴/۸۸)

(۴) ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے:

''۸۲۷ھ کے اوائل میں مکہ میں ایک بڑی وباء پھیلی جس سے ایک ایک دن میں چالیس چالیس اموات ہونے لگیں، حتی کے ربیع الاول تک سات لاکھ لوگ لقمہ اجل بن گئے، یہ کہا جاتا ہے کہ اُن ایام میں مکہ کے امام کے ساتھ صرف دو آدمی نماز پڑھنے والے ہوتے تھے۔ باقی ائمہ نے نمازی نہ ہونے کے باعث اپنی جماعت ختم کردی تھی۔'' (انباء الغمر ۳/۳۲۶)

تحریر: سید حسنی حلبی   پیش کش: محمد ساجد الرحمٰن مبارک پوری   دستیاب: واٹس ایپ مصطفوی اسکالرز گروپ

احتیاط کریں لیکن اپنا دماغ اور عقیدہ خراب نہ کریں

ہمارے علاقے کے ایک شخص میں کرونا وائرس کی تشخیص ہوئی، اُسے کہا گیا: اُن سب لوگوں کے نام بتاؤ جن سے تم نے اِن دنوں ملاقات کی ہے۔اس نے سب کے نام بتائے، ان سب کو ہاسپٹل بلایا گیا، ٹیسٹ لیے گئے، لیکن ان کے ٹیسٹ کلیئر آئے اور انھیں گھر بھیج دیا گیا۔زیادہ نہیں، تھوڑا سا ہی سوچ لیں کہ اگر کرونا کے مریض کو ٹچ کرنے کی وجہ سے ہی بندہ مریض بن جاتا ہے، تو اُسے ٹچ کرنے والے یہ لوگ مریض کیوں نہیں بنے؟ **یہ الفاظ پھر پڑھیں:**

اگر کرونا کے مریض کو ٹچ کرنے کی وجہ سے ہی بندہ مریض بن جاتا ہے، تو اُسے ٹچ کرنے والے یہ لوگ مریض کیوں نہیں بنے؟

صرف یہی نہیں، ایسے کئی ہزار افراد ہوں گے جنھوں نے لاعلمی میں کرونا زدگان سے ملاقاتیں کیں، ان کے ساتھ کھایا پیا، اٹھے بیٹھے؛ لیکن انھیں کچھ نہیں ہوا۔آخر کیوں؟ اِس سوال پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔سمجھ دار اِس سوال پر غور کریں گے اور دل سے خوف و وحشت نکال کر پرسکون ہوجائیں گے لیکن بے سمجھ، خواہ مخواہ یہ مطلب نکالیں گے کہ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے ''احتیاط نہ کریں''

آپ کو پیشگی بتادوں کہ میرے کہنے کا یہ مقصد ہرگز نہیں! آپ ڈاکٹروں کی ہدایات کے مطابق پرہیز اور احتیاط ضرور کریں، بس ''اپنا عقیدہ اور دماغ خراب نہ ہونے دیں۔'' کرونا سمیت کوئی بھی بیماری حکمِ الٰہی کے بغیر نہیں لگ سکتی۔

کرونا سے جو لوگ متاثر نہیں ہوئے، اللہ کے حکم سے نہیں ہوئے اور جو متاثر ہوئے ہیں، اللہ کے حکم سے ہوئے ہیں۔

متاثرین میں بھی فوت ہونے والوں سے کئی گنا زیادہ تعداد اُن لوگوں کی ہے جو شفایاب ہوگئے ہیں۔ **الحمد للہ**

اللہ کریم مرنے والے مسلمانوں کی مغفرت فرمائے اور بیماروں کو شفا دے۔آمین

جو اِس مرض میں مبتلا نہیں ہوئے، انھیں محفوظ رکھے اور جو ذہنی طور پر اِس مرض میں مبتلا ہوچکے ہیں ان کا تقدیر پر ایمان مضبوط کرے۔

طبیب انسانیت معلم کائنات اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے سچ فرمایا کہ جو چیز (تکلیف، مصیبت وغیرہ) تمہارے پاس آنے والی ہے وہ ٹل نہیں سکتی اور جو نہیں آنے والی، وہ آ نہیں سکتی۔(سنن ابن ماجہ ۷۷)

پریشان ہونا چھوڑ دیں، خوش خوش رہیں اور دوسروں کو خوشیاں دیں۔اللہ کریم آپ کو ہمیشہ ہنستا مسکراتا رکھے۔مناسب سمجھیں تو ایک دفعہ مسکرا کے درود پاک پڑھ لیں۔اچھا، مسکرانا بھی اس طرح نہیں کہ آپ کی مسکراہٹ بھی مرجھائی مرجھائی لگے۔

یوں مسکرائیں جیسے صبح کے وقت پھول کھلتے ہیں۔ لقمان شاہد

سامنے کرونا کی مہاماری ہے اور آگے ماہ رمضان کا بابرکت موسم آرہا ہے

مہاماری ختم ہوجاتی ہے اور حالات نارمل ہوجاتے ہیں تو ہم لوگ اپنے رب کو بھول نہ جائیں، مسجدوں کو آباد کرنے پہنچیں اور ماہ رمضان المبارک کو صبر واستقامت کے ساتھ گزاریں۔تلاوت کریں اپنے رب کی باتیں سنیں، نمازوں کی پابندی کریں اپنے رب سے باتیں کریں۔اپنے اہل وعیال پاس پڑوس، رشتے داروں اور غریبوں کا خیال رکھیں۔ان کے روزہ وافطار کا بھی خیال رکھیں۔کچھ دنوں تک اپنے ہی علاقوں میں رہیں، تراویح پڑھانے اور محراب سنانے کے لئے یہاں وہاں جانے کی افراتفری نہ مچائیں۔اپنے محلہ کی مسجد میں ہی تراویح سنائیں، اپنے گھروں میں ہی تراویح کی جماعت کریں، اپنے مدرسہ اور کارخانہ میں ہی تراویح کا اہتمام کریں۔

ماہنامہ کنز الایمان دہلی — مئی/جون ۲۰۲۰ء

وباء میں اذانیں دینے پر اعتراض کاعلمی الزامی جواب

پیش کش: امجد رضا علیمی★

دنیا اِس وقت جس عالمی وبا یعنی کورونا وائرس کی لپیٹ میں ہے۔ ہرممکن احتیاطی تدابیر اپنائی جارہی ہیں۔ اللہ کریم جل جلالہ سے دعائیں مانگی جارہی ہیں اور توبہ واستغفار کی جارہی ہے کیونکہ وبا و بلا وعذاب میں اذان دینا ایک مستحب امر ہے جو اللہ کریم جل جلالہ کے غضب کو دور کرتا ہے لہٰذا مسلمان اپنے اپنے علاقوں میں اللہ کی توحید اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی اذان کے ذریعے بلند کررہے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جو خود کو مسلمان کہتا ہے وہ اس عمل کو نہ صرف سراہتا بلکہ دعا کرتا کہ اللہ کریم جل جلالہ اپنے اس ذکر (اذان) کے صدقے اس وباء کو ٹال دے۔

میں اِن حالات میں اس چیز پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن افسوس کے ساتھ کچھ لوگوں نے اذان دینے والے مسلمانوں پر فتویٰ بازی شروع کردی اور یہ کہنا شروع کردیا کہ معاذ اللہ وباء میں اذانیں دینا جہالت ہے، بدعت ہے اور بدعتی جھمنی ہے۔ وبا میں اذانیں دینا ثابت نہیں۔ آیئے ملاحظہ کیجئے کہ جب وباء عذاب کی صورت میں آجائے تو اذان دینا مستحب وجائز ہے۔

اذان سے وبا کے عذاب کا ٹلنا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اُذِّنَ فِیْ قَرْیَۃٍ اٰمَنَھَا اللّٰہُ مِنْ عَذَابِہٖ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ۔ جب کسی بستی میں اذان دی جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن اسے اپنے عذاب سے امن دے دیتا ہے۔ (المعجم الکبیر مرویات انس بن مالک، ج ۱، ص ۲۵۷، حدیث: ۷۴۶، مطبوعہ، المکتبۃ الفیصلیہ بیروت)

یہی وجہ ہے کہ مسلمان اِس وبائی عذاب کو ٹالنے کیلئے فرمانِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اذانیں دے رہے ہیں۔

وبا کی وحشت دور کرنے کیلئے اذان:

ابونعیم و ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راویت کرتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نَزَلَ اٰدَمُ بِالْھِنْدِ فَاسْتَوْحَشَ فَنَزَلَ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَنَادٰی بِالْاَذَانِ۔

یعنی: جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام جنت سے ہندوستان میں اترے انہیں گھبراہٹ ہوئی تو جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے اتر کر اذان دی۔ (حلیۃ الاولیاء مرویات عمرو بن قیس الملائی، ج ۲، ص ۱۰۷، رقم: ۲۹۹، مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت)

مسند الفردوس میں حضرت جناب امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے:

قَالَ رَاٰی النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حُزِیْنًا فَقَالَ یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اِنِّیْ اَرَاکَ حُزِیْنًا فَمُرْ بَعْضَ اَھْلِکَ یُؤَذِّنُ فِیْ اُذُنِکَ فَاِنَّہٗ دَرْءُ الْھَمِّ۔ یعنی: مولیٰ علی کہتے ہیں مجھے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غمگین دیکھا، ارشاد فرمایا: اے علی! میں تجھے غمگین پاتا ہوں اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان کہے، اذان غم و پریشانی کی دافع ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح باب الاذان، ج ۲، ص ۱۴۹، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

اذان دینے سے جہاں وبا سے امان ملتا ہے وہاں وحشت بھی دور ہوتی ہے لہٰذا اس ثابت شدہ امر کو بدعت و جہالت کہنا بہت بڑی زیادتی ہے اور مانعین اس کے ناجائز وبدعت ہونے پر ایک بھی دلیل پیش نہیں کرسکتے۔

محدث وھابیہ کی گواھی:

صاحبو! مانعین کہتے ہیں کہ فرض نماز کے علاوہ اذان دینا کہیں سے بھی ثابت نہیں اور بدعت و جہالت ہے۔ آیئے فرض نمازوں کے علاوہ اذانوں کا ثبوت ہم انہی کے محدث سے پیش کرتے ہیں۔

وہابی مذہب کے محدث نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں:

''زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعض معاون پر والی تھے۔ لوگوں نے کہا یہاں جن بہت ہیں۔ کثرت سے اذانیں (ایک ہی) وقت پر کہا کرو، چنانچہ ایسے ہی کیا گیا پھر کسی جن کو وہاں نہ دیکھا۔''

(کتاب الدعاء والدواء، ص ۶۷، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

وہابیہ کے محدث نے اس بات کو تسلیم کیا کہ نمازوں کے علاوہ بھی کثرت کے ساتھ اکٹھی اذانیں دینے سے بلائیں بھاگ جاتی ہیں۔

تو کیا فتویٰ لگے گا آپ کے مجدد محدث بھوپالی پر؟ وہابیہ کے یہی محدث بھوپالی اپنی کتاب میں ہیڈنگ دے کر لکھتے ہیں ''مشکلات سے نکلنے کیلئے'' پھر اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھ کو مہموم (پریشان) دیکھ کر فرمایا کہ اپنے گھر والوں میں سے کسی کو حکم دے کہ وہ تیرے کان میں اذان کہہ دیں کہ یہ **دواءِ ھم** (یعنی پریشانی کی دواء) ہے چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا، مجھ سے غم دور ہو گیا۔''

(کتاب الدعاء والدواء، ص ۶۷، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

مشکلات ٹالنے کیلئے اذان

وہابیہ کے محدث نے بھی تسلیم کیا کہ اذان سے غم دور ہوتا ہے اور مشکلات ٹلتی ہیں، تو سوچو جب مسلمانوں کی اذانوں کی آواز اتنے لوگوں کے کانوں میں پڑی تو کتنا سکون ملا ہوگا۔ اگر نماز کے علاوہ اذان دینا جہالت و بدعت ہے تو کیا حکم لگے گا آپ کے محدث بھوپالی صاحب پر؟

مرگی کے علاج کیلئے اذان: نواب صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب میں عنوان قائم کیا جس کا نام ''مرگی کا علاج'' اس کے تحت وہ لکھتے ہیں کہ ''بعض علماء نے مرگی والے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی تھی، وہ اچھا ہو گیا۔''

(کتاب الدعاء والدواء، ص ۷۷، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

مزید عنوان دیا ''راستہ بھول جانے کا علاج'' اس کے تحت لکھا کہ بعض علماء صالحین نے کہا ہے کہ آدمی جب راستہ بھول جائے اور وہ اذان کہے تو اللہ اس کی رہنمائی فرماوے گا۔

(کتاب الدعاء والدواء، ص ۶۷، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

مزید اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں:

جس کو شیطان خبطی کر دے یا، اس کو آسیب کا سایہ ہو.... تو اس کے کان میں سات بار اذان کہے۔ (کتاب الدعاء والدواء، ص ۶۷، ۱۰۵، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

اِن دلائل سے ثابت ہوا کہ مصیبت و پریشانی کے وقت اذانیں دینے سے مصیبت وبائیں اور پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔ بس اسی جذبے تحت مسلمانوں نے کراؤنا وائرس جیسی وباء سے چھٹکارا کیلئے اللہ کے ذکر یعنی اذان کی تدبیر کی تا کہ اللہ کریم جل جلالہ اپنے ذکر کی برکت سے اس آفت کو ٹال دے اور مسلمانوں کو خوف وہراس سے نکال دے۔

لیکن کچھ لوگ برا مان گئے۔ نہ صرف برا مانا بلکہ اذانوں کا یہ سلسلہ دیکھ کر مسلمانوں کو نہ صرف بدعتی بلکہ جاہل کہنا شروع کر دیا ہے۔ الحمد للہ ہم نے اتمام حجت کیلئے نہ صرف احادیث سے اس کے جواز کے شواہد پیش کیے بلکہ اُن کے اس محدث کے حوالے بھی پیش کیے جن کے بارے میں انہوں نے لکھا کہ وہ رب سے ہم کلام ہوا کرتے تھے۔

یقیناً اذان سن کر شیطان ہی کو تکلیف ہوتی اور مسلمانوں کو جاہل کہتا ہے کیونکہ اذان سن کر کر شیطان ۳۶ میل دور بھاگ جاتا ہے۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ ذَهَبَ حَتَّى يَكُونَ مَكَانَ الرَّوْحَاءِ قَالَ سُلَيْمَانُ: فَسَأَلْتُهُ عَنِ الرَّوْحَاءِ فَقَالَ: هِيَ مِنَ الْمَدِينَةِ سِتَّةٌ وَثَلَاثُونَ مِيلًا۔

یعنی: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بلاشبہ شیطان جب اذان سنتا ہے تو (بھاگ کر) چلا جاتا ہے یہاں تک کہ روحاء کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔

سلیمان (اعمش) نے کہا: میں نے ان (اپنے استاد ابوسفیان طلحہ بن نافع) سے روحاء کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ مدینہ سے چھتیس میل (کے فاصلے) پر ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل الأذان ...إلخ الحدیث: ۸۵۴، مطبوعہ دارالسلام ریاض سعودیہ)

لہٰذا کم از کم مسلمان کو اذان سن کر خوش ہونا چاہئے اور آفت ٹلنے کی دعا کرنی چاہیے نہ کہ پڑھنے والوں کو جاہل و بدعتی کہہ کر اپنا رشتہ شیطان سے ظاہر کرنا چاہئے۔

اللہ کریم جل جلالہ سے دعا ہے

کہ امت کو اس وبا سے نجات عطا فرمائے اور حق کو سمجھنے کہ توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین ﷺ

☆☆☆

☆استاد جامعہ قادریہ دار القلم، قادری مسجد، ذاکر نگر، نئی دہلی

ہم اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ نہیں کرتے

''ہم اللہ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ نہیں کرتے'' یہ ایمان افروز جملہ ایک ستم رسیدہ مومن اس بادشاہ کے سامنے کہتا ہے جس کے یہاں وہ پناہ لینے آیا ہوا ہے۔کون ہے وہ؟ تاریخ اس بندۂ مومن کو جعفر بن ابی طالب کے نام سے پکارتی ہے۔اسلام کا ابتدائی دور ہے،رب کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے بہت تھوڑے ہیں،عرب کے مرکزی شہر مکہ میں محصور ہیں،ایک خدا کو ماننے کا نتیجہ ہے کہ مشرکین مکہ کے ظلم وستم کے شکار ہیں۔

ان غریب مسلمانوں کو ہر طرح تشدد کا نشانہ بنایا گیا،اتنا ستایا گیا کہ مکہ کی سرزمین ان کے لیے تنگ کر دی گئی،انھیں اتنا مارا گیا کہ وہ مظلوم مسلمان اپنا گھر بار چھوڑ کر کہیں اور ہجرت کر جانے پر مجبور ہو گئے اور ظالموں کے ظلم وستم سے تنگ آ کر جان سے بھی زیادہ عزیز اپنا وطن چھوڑ ایک اجنبی ملک میں جا کر پناہ گزیں ہوئے۔انہی سے زیادہ مجبور ومظلوم مسلمانوں کا یہ قافلہ جس میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی ملک حبشہ پہنچتا ہے،اور رب کائنات کی ایسی تدبیر کہ ملکِ حبشہ کا بادشاہ مسلمانوں کے اس قافلے کو اپنے دربار شاہی میں حاضر کیے جانے کا فرمان جاری کرتا ہے۔

قافلہ دربار شاہی میں حاضر ہوتا ہے۔تاریخ بتاتی ہے کہ قافلے میں ایک شخص ایسا ہے جو پیش پیش ہے،قافلے والوں نے اپنی ترجمانی کے لیے اسے اپنا نمائندہ منتخب کر رکھا ہے،وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بادشاہ کے دربار میں بے خوف داخل ہوتا ہے اور شاہی دربار کے آداب کے مطابق بادشاہ کے سامنے سر نہیں جھکاتا ہے،اس کا سجدہ نہیں کرتا ہے بلکہ سر اٹھا کر اسے السلام علیکم کہتا ہے۔

کون ہے یہ بے باک مسلمان جو اس کس مپرسی کے عالم میں بھی اپنے دین کے احکام نہیں بھولتا ہے،اپنا عقیدہ خراب نہیں کرتا ہے،اپنے دماغ کو مغلوبیت کی خاک سے آلودہ نہیں کرتا ہے،جس بادشاہ کے یہاں پناہ لینے گیا ہے اس کے یہاں کا راہ ورسم بھی نہیں اپناتا ہے۔تاریخ بتاتی ہے کہ اس بطل عظیم کا نام ہے جعفر بن ابی طالب اور اس کے سامنے ہے اس وقت کی دنیا کا ایک باجبروت بادشاہ نجاشی۔

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اس مومنانہ جسارت پر بادشاہ کے درباری ناراض ہو جاتے ہیں،سجدہ نہ کرنے کو بادشاہ کی گستاخی گردانتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیا تم شاہی دربار کے آداب سے بھی آشنائی نہیں رکھتے؟ آخر تم نے بادشاہ کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟

مرد مومن حضرت جعفر بن ابی طالب کی طرف سے جو جواب دیا جاتا ہے وہ یہ ہے:

''ہم اللہ کے علاوہ اور کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ہمارے ہادی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ اہلِ جنت کے درمیان ایک دوسرے سے ملاقات کے وقت تحیت کے کلمات یہی سلام کے الفاظ ہیں۔اس لئے ہم بھی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کے الفاظ کہتے ہیں۔آج بادشاہ کے دربار میں بھی ہم نے انھیں الفاظ میں سلام پیش کیا ہے۔''

اس کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے بادشاہ کے پوچھنے پر اسلام کی خوبیاں اور رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان کیے۔پھر کیا تھا،اللہ کی غیبی مدد شامل حال ہوئی اور بادشاہ حضرت جعفر کی تقریر سے اتنا متاثر ہوا کہ درباریوں کی مخالفت کے باوجود اس نے مسلمانوں کو اپنے یہاں پناہ دی اور بعد میں خود بھی مسلمان ہو کر صحابۂ کرام کے مقدس زمرے میں شامل ہو گئے۔رضی اللہ عنھم أجمعین

(تفصیل کے لیے دیکھیے: زرقانی علی المواہب،ج:۱،ص:۲۸۸،سیرت ابن کثیر وغیرہ کتب سیر)

ہمارے لئے ہدایت اور سبق

حالات کیسے ہی مایوس کن کیوں نہ ہوں اور ماحول کتنا ہی مخالفانہ کیوں نہ ہو،ایک مسلمان کو اپنے رب کی طرف سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیے،اپنے عقیدے پر قائم رہنا چاہیے،اپنی تہذیب چھوڑ کر غیروں کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہیے اور یہ یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ کی غیبی تدبیر سے مایوس کن حالات امید افزا ماحول میں تبدیل ہو جائیں گے اور مخالفانہ ماحول سازگار صورت حال میں بدل جائے گا۔

ابورَزِین محمد ہارون مصباحی فتح پوری استاذ شعبہ درس نظامی الجامعۃ الاشرفیہ،مبارک پور۔نزیلِ حال،پیرن پور،فتح پور،اتر پردیش

حالات حاضرہ | **سماجی دوری کی بجائے سماجی نفرت کا وائرس بھارت کے لئے خطرناک**

موذی کورونا سے بچنے کے لئے لاک ڈاؤن، دیر سے اٹھایا گیا صحیح قدم

لاک ڈاؤن کے درمیان، بلاضرورت گھر سے، باہر نکلنا بے حد تشویشناک

علامہ یٰسٓ اختر مصباحی★

چین سے نکل کر دنیا بھر میں کہرام مچانے والے ''کورونا وائرس'' (Covid-19) نے میڈیکل سائنس کو، مہینوں سے عاجز و بے بس کر رکھا ہے۔ اب تک، اِس کورونا کے جراثیم سے، دنیا کے مختلف ممالک بالخصوص یوروپ و امریکہ کے چھ لاکھ افراد، شکار ہو چکے ہیں، جن میں تیس ہزار سے زیادہ موتیں ہو چکی ہیں۔

اِس وَبائی مرضِ کورونا نے دنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ خطۂ یوروپ و امریکہ پر سب سے زیادہ شدید حملہ کر کے ان کی میڈیکل سائنس کا یہ بھرم توڑ کر رکھ دیا ہے کہ وہ دنیا کے ہر مرض کو قابو میں رکھنے کی صلاحیت کے حامل ہو چکے ہیں۔ ہمارے وطنِ عزیز، ہندوستان میں ہفتوں بعد ہونے والا، لاک ڈاؤن، جنوری ہی میں ہو جانا چاہیے تھا۔ لاک ڈاؤن (۲۵/مارچ تا ۱۴/اپریل) کے اعلان سے پہلے، متوقع حالات و نتائج کے ہر پہلو پر گہرائی کے ساتھ غور کر لینا چاہیے تھا، جو بالکل نظر نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے کہ دہلی و ممبئی اور مختلف شہروں و صوبوں کے لاکھوں غریب مزدور انسان آج سڑکوں پر پیدل چلتے ہوئے نظر آ رہے ہیں، جو بے چین و بے سہارا ہو کر اپنے اپنے وطن پہنچنے کی دیوانہ وار، جان توڑ کوششوں میں مصروف ہیں جن میں بچے بوڑھے جوان، سبھی شامل ہیں۔ مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں کے درمیان صحیح اور بروقت، تال میل نہ ہونے کی وجہ سے فیصلے، بار بار بدلے جا رہے ہیں۔ اگر، لاک ڈاؤن کے اعلان و نفاذ کے ساتھ ہی مندرجہ ذیل دو ہدایتیں بھی جاری کر دی جاتیں تو ملک، درپیش مشکلات و مصائب سے بڑی حد تک محفوظ رہتا:

(۱) جو غریب مزدور، ملک کے جس حصے میں کام کر رہے ہیں، وہیں ان کے کھانے پینے، رہنے سہنے کا انتظام، حکومت کی جانب سے کیا جائے گا۔ (۲) جو تاجر اور دکاندار، سامان کی قیمت میں اضافہ کرے گا، اس کے خلاف، سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔

جب کہ آج کی غیر یقینی صورتِ حال نے، لاک ڈاؤن کا مقصد ہی مٹی میں ملا کر رکھ دیا ہے اور کرونا وائرس (Covid-19) کے خطرات سے، قصبہ قصبہ اور گاؤں گاؤں کو، دوچار کر دیا ہے۔ اِس غیر معمولی اِقدام کی ناقص ترین منصوبہ بندی نے مودی حکومت کے اَناڑی پن کا وہی نمونہ، ملک کے سامنے پیش کیا ہے جس کا مظاہرہ، نوٹ بندی (۲۰۱۶ء) کے سلسلے میں ہو چکا ہے۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ملک کے اندر، بذریعۂ ہوائی جہاز آنے والے ملکی و غیر ملکی مسافر، جن کے ذریعہ، یہ موذی کورونا وائرس (Covid-19) ملک کے مختلف صوبوں میں پھیل گئے، ان کی شکایت ملتے ہی، ایئر پورٹ پر، ہر مسافر کی بروقت، طبی جانچ کر کے متأثر افراد کا بھرپور علاج ہوتا اور بیرونی فلائٹوں کی آمد و رفت پر فوری پابندی، عائد کر دی جاتی جیسا کہ کچھ تاخیر کے ساتھ یہ قدم اٹھایا گیا۔ اس پہلے مرحلے میں بھی نہایت غفلت و لاپروائی کا مظاہرہ کیا گیا۔

بہر حال! جو کچھ ہونا تھا، وہ ہو چکا ہے اور میڈیکل سائنس کے مغربی ماہرین کا تجزیہ ہے کہ ہندوستان کے اندر، کورونا وائرس اپنے تیسرے مرحلے میں بے پناہ تباہی مچا سکتے ہیں اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں افراد، ان کے حملے کا شکار اور بے شمار افراد، لُقمۂ اجل بن سکتے ہیں۔

خدا کرے، ان کی یہ پیش قیاسی، غلط ثابت ہو۔ ہمارا وطنِ عزیز، اِس بلائے ناگہانی کی مزید آفتوں سے محفوظ رہے۔ آمین

اس موذی وبائی مرضِ کورونا کے اثرات کو کم سے کم کر کے، اسے زائل کرنے کے لئے اِس وقت، ملک بھر میں دفعہ ۱۴۴، نافذ ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کے سامنے ایک بڑا مسئلہ اُٹھ کھڑا ہوا ہے کہ وہ اپنی مساجد کے اندر، حسب سابق، کس طرح، نماز با جماعت ادا کریں؟ اس سلسلے میں دفعہ ۱۴۴ کو نظر انداز کرنے اور اس کی خلاف ورزی کرنے پر درجنوں مساجد کے ائمہ و مصلیان کے خلاف، مقامی پولس افسران نے مختلف اقدامات کیے ہیں۔ یہ صورتِ حال، صرف ہندوستان کی نہیں،

بلکہ ہمارے پڑوسی مسلم ملک، پاکستان کی بھی ہے اور پاکستان میں بھی مساجد کی جماعت کا وہی مسئلہ، درپیش ہے اور حکومتی ہدایات کی خلاف وزری پر متعدد ائمہ ومصلیانِ مساجد کے خلاف، پاکستانی پولس نے اپنے طور پر کچھ کارروائیاں کی ہیں۔

نمازِ پنج گانہ اور نمازِ جمعہ کے سلسلے میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ مقامی پولیس آفیسران سے مقامی ذمہ دارانِ مساجد، براہِ راست ملاقات کر کے اپنی بات رکھیں اور وہ جتنی اجازت دیں، اس کی سختی کے ساتھ، پابندی کریں۔ (مزید معلومات کے لئے مفتی صاحب کا فتویٰ پڑھیں)

مثلاً: جماعت کے لئے چار چھ مقتدیوں کی اجازت ملے تو اسی پر اِکتفا کریں اور اس کی خلاف ورزی، ہرگز نہ کریں کیوں کہ اس سے ایک طرف، ضابطہ شکنی تو دوسری طرف، کورونا کے کسی مریض مقتدی کے جراثیم، ایک یا چند دوسرے مقتدیوں میں منتقل ہونے کا خطرہ ہے۔ کوشش ہونی چاہیے کہ اذان وجماعت کے ساتھ، ہماری مسجدیں، آباد رہیں اور اذان وجماعت میں مزید کوئی خلل، نہ واقع ہو۔

ہر شہر وقصبہ وگاؤں کے باشعور وذمہ دار حضرات اپنے زیر اثر عوام کو نرمی کے ساتھ سمجھائیں اور برابر سمجھاتے رہیں کہ کورونا وائرس (Covid-19) سے بچنے بچانے کے لئے ڈاکٹروں کے مشورے و ہدایت کے مطابق یہ لاک ڈاؤن بے حد ضروری ہے اور حکومت اور، ڈاکٹروں کی ہدایات پر عمل کرنا ہی ہم سب کے لئے، خواہ، وہ کوئی فرد ہو کہ ملت وجماعت ہو کہ ملک ووطن، سب کے مفاد میں اٹھایا گیا ایک صحیح بلکہ ضروری قدم ہے جس سے متعلق ہدایات کی پابندی کر کے ہی ہم، اس کورونا وائرس پر قابو پا سکتے ہیں۔

کوئی شخص، اپنے گھر، اپنی رہائش گاہ سے بلاضرورت، باہر نکل کر اپنی موت کو دعوت نہ دے اور اپنے اعِزّہ واَقارب کے ساتھ اپنے ملک و معاشرہ کے لئے وبالِ جان نہ بنے۔ زندگی اور موت، سب کچھ، دستِ قدرت ہے مگر، مشیت خداوندی یہ ہے کہ ہم، اسباب وتدابیر، اختیار کر کے، اپنی اچھی زندگی اور صحت وعافیت کی کوشش کرتے رہیں۔

لاک ڈاؤن کے دَوران، اپنے گھر میں بیٹھ کر، اہل خانہ کے ساتھ، ہر شخص اپنے اوقات گذارے اور یہ بھی ذہن نشین رکھے کہ لاک ڈاؤن کی مدت میں توسیع ہو سکتی ہے اور مہینوں، اس کا سلسلہ، دراز ہو سکتا ہے۔

ایک اہم اور خاص بات:

لاک ڈاؤن کے دنوں میں سبھی غریبوں، ضرورت مندوں، بالخصوص پڑوسیوں کی خبر گیری اور دستگیری کرتے رہنا ہم سب کی قومی و ملّی وملکی ذمہ داری ہے جس کی طرف سے کسی کو غفلت نہیں برتنی چاہیے اور اپنا دست تعاون، دراز رکھنا چاہیے۔ والدین اور اپنے بڑوں کی خدمت، اولاد اور بچوں کی صحیح تربیت، توبہ واستغفار، عبادت وتلاوت، ذکر و فکر مطالعۂ دینی وعلمی کتب ورسائل اور دیگر متعلقہ امور واعمالِ خیر کے لئے حاصل شدہ، یہ زرّیں ایام واوقات ہم سب کے لئے غنیمت اور باعثِ برکت ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو توفیق خیر، عطا فرمائے اور موذِی مرضِ کورونا وائرس (Covid-19) سے ہمارے ملک وقوم، ملت و جماعت، ہمارے پڑوسی ممالک اور ساری دنیا کی حفاظت فرمائے۔

آمِین بِجَاہِ حبِیبِہٖ سیِّدِ الْمُرسَلِین عَلَیْہِ وعَلیٰ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسلِیم۔

☆☆☆

کورونا ساتھ نفرت وائرس کے بڑھتے خطرات

کورونا وائرس یعنی کورونا جراثیم کی وحشت ودہشت سے سہمی ہوئی، لرزتی، کانپتی دنیا، اِس حد تک، خائف ومرعوب ہے کہ اس کے بہت سے خطوں کی آبادیاں، خاموش اور سڑکیں، ویران ہو چکی ہیں۔ ترقی یافتہ میڈیکل سائنس، سر بگریباں ہے کہ آخر، اِس وَبا کی دوا، اور اس کا علاج کیا ہے؟ اَربابِ حکومت واِقتدار کے حواس، بے قابو اور ان کی عقلیں، گم ہیں کہ آخر، اِس بلائے ناگہانی سے کس طرح نپٹا جائے اور اس کی حشر ساماں فتنہ خیزیوں پر قابو، کس طرح پایا جائے؟ عوام ہیں کہ ترساں ولرزاں اپنے اپنے گھروں اور پناہ گاہوں میں دبکے ہوئے ہیں۔ انھیں کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ آخر، یہ مصیبت ہم پر کیوں، نازل ہوئی اور اس سے نجات کا راستہ کیا ہے؟

اِس وقت، حال یہ ہے کہ دنیا بھر میں تقریباً، سترہ لاکھ افراد، کورونا وائرس سے متاثر یا اُس کے مریض ہو چکے ہیں جن میں کئی لاکھ افراد، دوا علاج کے بعد، شفایاب بھی ہو چکے ہیں اور ایک لاکھ، دس ہزار کے لگ بھگ، جاں بر، نہ ہو کر موت کی آغوش میں جا چکے ہیں۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ دنیا کا سب سے طاقتور اور ترقی یافتہ ملک امریکہ، سب سے

زیادہ، اس کی گرفت میں ہے اور اب تک وہ، شدتِ کرب واذیت سے پھڑ پھڑانے اور بلبلانے کے سوا، کچھ نہیں کر پا رہا ہے۔ امریکہ میں اِس وقت تک، بیس ہزار سے زائد موتیں ہو چکی ہیں۔ یہ صرف امریکہ نہیں، بلکہ ساری دنیا کے لئے گویا، نظامِ فطرت کی طرف سے تازیانۂ عبرت اور ایک سنگین انتباہ اور وارننگ ہے۔

وطنِ عزیز ہندوستان بھی اِس کے حملے سے شدید بے چینی کا شکار ہے۔ کورونا سے متأثر ہونے والے اکثر مریض، دوا علاج کے بعد، صحت یاب ہو کر اپنے اپنے گھروں کو، واپس جا رہے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں، جن کی گھر واپسی، خواب وخیال بن کر رہ جاتی ہے اور وہ، راہیِ ملک عدم ہو جاتے ہیں۔ صوبہ مہاراشٹر (انڈیا) میں 'کورونا' کے مریضوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اسی لئے مہاراشٹر میں شرحِ اموات بھی زیادہ ہے۔

۱۴/اپریل تک، لاک ڈاؤن کی مدت، ختم ہو رہی ہے، جس میں مرکزی حکومت کی جانب سے جلد ہی مدت کی توسیع کا غالب امکان ہے۔ ریاستیں ابھی لاک ڈاؤن ختم کرنے کے موڈ میں نہیں ہیں اور کئی ریاستوں نے ۳۰/اپریل تک کی توسیع مدت کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ لاک ڈاؤن کے دَوران، مرکزی حکومت کا، جو کردار، سامنے آیا، وہ بظاہر، کچھ اِس طرح ہے:

(۱) بغیر کسی خاص تیاری کے، لاک ڈاؤن کا اچانک اعلان کر دیا گیا۔ (۲) لاکھوں غریبوں، مزدوروں کے بارے میں کچھ ہدایت نہیں دی گئی کہ وہ کہاں اور کس طرح رہیں گے اور کیا کھائیں گے پئیں گے؟

(۳) لاکھوں غریبوں، مزدوروں نے، اپنے انجام سے خائف و مایوس ہو کر اپنے وطن، کوچ کرنے کے لئے سیکڑوں کلومیٹر کا، پیدل ہی سفر، شروع کر دیا۔

(۴) سڑکوں پر پیدل چلتے ہوئے لاکھوں غریبوں، مزدوروں کے کھانے پینے کا، کہیں کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔ (۵) تکان اور بھوک پیاس سے تقریباً، تیس (۳۰) غریب مزدور، راستے میں ہی دم توڑ گئے۔

(۶) اسپتالوں میں 'کورونا' کے متاثرین کی جانچ اور مریضوں کے علاج کا کوئی معقول اور ضروری انتظام نہیں۔

(۷) ڈاکٹروں کی درخواست کے باوجود اُن کے تحفظ اور مریضوں کی دوا، وغیرہ کا کوئی قابلِ ذکر، نیا انتظام نہیں۔

(۸) 'کورونا' سے مقابلہ اور دوا علاج کے سلسلے میں ضروری دواؤں اور کچھ متعلقہ آلات ومشینوں کی بڑے پیمانے پر، خریداری کی، کوئی خبر نہیں۔

(۹) بھاجپا اور اس کی معاون تنظیموں میں سے کسی کے بارے میں کوئی ایسی خبر نہیں کہ اپنے ذرائع ووسائل سے انھوں نے کہیں کسی صوبہ و شہر میں غریبوں، مزدوروں کے کھانے پینے کا قابلِ ذکر انتظام کیا ہے۔

(۱۰) بعض مقامات پر، بھاجپائی لیڈروں کی جانب سے لاک ڈاؤن کی خلاف ورزی کے مسلسل واقعات میڈیا میں آ رہے ہیں اور ان پر تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ملک بھر کے عوام وخواص کے لئے ضروری ہے کہ وہ ''کورونا'' کے سلسلے میں حکومت اور ماہر ڈاکٹروں کی ہدایات پر عمل کریں۔ ان ہدایات کو نظر انداز کرنے کی غلطی، ہرگز نہ کریں۔

بڑے بزرگوں، سرپرستوں، ذمہ داروں بالخصوص والدین کا اخلاقی فریضہ ہے کہ اپنے بچوں، نوجوان لڑکوں پر کڑی نظر رکھیں اور کسی شدید ضرورت کے بغیر، انھیں گھر سے نکلنے کی اجازت نہ دیں اور کسی کام سے وہ جائیں بھی تو فوری واپسی کی تاکید کر دیں۔ نوجوان لڑکوں کو، خود سوچنا چاہیے کہ سڑکوں پہ مٹر گشتی اور آوارہ گردی کر کے وہ اپنی اور اپنے ملنے جلنے والوں کی ہلاکت اور موت کا سامان کر رہے ہیں۔ سبھی چھوٹے بڑے افراد، اپنے گھروں میں رہ کر اپنی ذمہ داری کا ثبوت دیں۔ ورنہ بلاوجہ، گھر سے باہر نکلنے اور سڑکوں پر مٹر گشتی کرنے سے، ان کے بارے میں یہی رائے، قائم کی جائے گی کہ وہ اخلاقی دیوالیہ پن کا شکار ہو چکے ہیں اور ضابطہ شکنی، ان کی عادتِ ثانیہ بن چکی ہے۔

'کورونا' سے بچنے کے لئے ملک بھر میں لاک ڈاؤن کا اعلان ہونے کے ہفتہ بھر بعد میڈیا میں تبلیغی جماعت کا معاملہ، زور وشور سے اُچھالا گیا۔ طرح طرح کے سوالات واعتراضات اور حملوں کی بوچھار، کر دی گئی۔ افواہوں اور پروپیگنڈوں کا بازار، گرم کر دیا گیا۔ تبلیغی جماعت کے مرکز (واقع بستی حضرت نظام الدین اولیا، نئی دہلی) اور اس کے اجتماع کے سلسلے میں میڈیا کے اندر اُٹھنے والے سوالات اور حاصل شدہ معلومات، کچھ اِس طرح ہیں:

(۱) صوبائی اور مرکزی حکومت کے محکمۂ انٹیلی جنس کے افراد، مرکز تبلیغی جماعت کی ہر نقل وحرکت پر نظر رکھتے ہیں۔ مثلاً: چِلّہ وگشت کے لئے کتنی جماعتیں آ جا رہی ہیں، مرکز میں کتنے لوگوں کا کھانا پک رہا ہے۔ کتنے لوگ، اس وقت، موجود ہیں۔ کتنے غیر ملکی، کب کب، مرکز میں آئے

اور کن کن علاقوں میں کس جماعت کے ساتھ، گشت کے لئے نکلے۔ وغیرہ

(۲) مرکز میں یہ اجتماع، ہر سال ہوتا ہے، تو کیا، اُسے اِس سال ''کورونا وائرس'' کی وجہ سے روکنے کا حکومت یا محکمۂ پولیس کی جانب سے کوئی نوٹس، قبل از وقت، جاری کیا گیا؟ (۳) اگر پہلے سے مرکز نے اِس اجتماع کا پرمیشن، حاصل کیا تھا، تو اُسے کب کینسل کیا گیا؟

(۴) تبلیغی جماعت کے مرکز میں لاک ڈاؤن کی وجہ سے پھنس جانے والے ہزار، یا اُس سے کچھ زائد آدمیوں کو وہاں سے نکال کر اُن کے گھروں تک پہنچانے کے لئے حکومت یا پولیس آفیسران نے کوئی کوشش کی؟ جیسا کہ وشنو مندر، جموں اور ہری دوار، اُتراکھنڈ کے شر دھالوؤں کے لئے باضابطہ انتظام کیا گیا؟

(۵) ۲۳/۲۴/۲۵/مارچ کو، جب تبلیغی جماعت کے وفد نے زبانی اور تحریری طور سے پولیس آفیسران سے درخواست کی کہ مرکز میں پھنسے ہوئے لوگوں کو، باہر نکالنے کے لئے ہم نے بسوں کا انتظام کر لیا ہے، جس کے لئے پرمیشن کی ضرورت ہے۔ ایسی صورت میں پرمیشن، نہ دینے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

(۶) جب، پولیس آفیسران، حکومت اور تبلیغی جماعت، کسی کی طرف سے کوئی انتظام نہ ہو سکا تو وہ پھنسے ہوئے لوگ، لاک ڈاؤن کی صورت میں مرکز سے باہر، روڈ پر آ کر کیا کرتے اور کون سی سواری، انھیں ملتی؟

(۷) پولیس اسٹیشن، بستی حضرت نظام الدین اولیا، نئی دہلی سے بالکل متصل، مرکز کی عمارت ہوتے ہوئے اور پولیس کی نگرانی میں مرکز کے ہوتے ہوئے، امیر تبلیغی جماعت، مولانا محمد سعد کاندھلوی، وہاں سے کیسے غائب ہو گئے؟ اور دس بارہ دن سے، اب تک ان کا کوئی سراغ، کیوں نہ مل سکا؟ جیسا کہ میڈیا کی خبروں سے ظاہر ہو رہا ہے۔

(۸) اس سلسلے میں جو کچھ کمی، کوتاہی اور غلطی ہے، اس کی کچھ کچھ ذمہ داری، پولیس آفیسران، حکومت اور تبلیغی جماعت سب پر، عائد ہوتی ہے، یا صرف تبلیغی جماعت، ہر چیز کی ذمہ دار ہے؟

مذکورہ سوالات مختلف حلقوں کی طرف سے میڈیا کے ذریعہ اٹھائے جا رہے ہیں جن پر گہرائی سے غور کرنے اور ان کا جواب، ڈھونڈنے کی سنجیدہ کوشش کرنی چاہیے۔ افسوسناک صورتِ حال یہ ہے کہ میڈیا کا ایک مؤثر طبقہ، شب و روز، نفرت انگیز مہم چلاتے ہوئے نہایت زہریلے مباحثے اور فرضی خبریں نشر کر رہا ہے اور اپنے نفرت انگیز پروپیگنڈوں کے ذریعہ ''نفرت وائرس'' کو غذا، فراہم کر کے ''نفرت کی سیاست'' کو پروان چڑھا رہا ہے اور نفرت کی مہم ہی اس کا ایجنڈا بن چکا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ایسی نفرت انگیز خبریں اور مباحثے، نشر کر کے، معاشرے کو تقسیم کرنے والے میڈیا کو عام طور سے گودی میڈیا، بکاؤ میڈیا، بھونپو میڈیا اور دلال میڈیا، وغیرہ کہا جانے لگا ہے۔

گودی میڈیا، کئی سال سے ''نفرت وَائرس'' کو پھیلا کر ہندوستانی معاشرے میں نفرت کا زہر، گھول کر نفرت کی سیاست کو، پروان چڑھانے کے لئے جو زمین، ہموار کر رہا ہے، وہ آج کے ''کورونا وائرس'' سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اِس گودی میڈیا نے ''کورونا وائرس'' کی روک تھام سے زیادہ **''اسلاموفوبیا''** پھیلانے کو جو بدترین کردار ادا کیا ہے، وہ میڈیا کی تاریخ کا سب سے **''سیاہ باب''** ہے۔

تبلیغی جماعت کے بہانے، سبھی مسلمانوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے اور غیر مسلموں کے دل و دماغ میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ یہ مسلمان ہی سارے دیش میں ''کورونا وائرس'' کے ذمہ دار ہیں اور اس وقت، یہ مسلمان ''کورونا جہاد'' کر رہے ہیں۔ **''کورونا جہاد''** کا، گودی میڈیا اور فرقہ پرست عناصر، اُسی طرح پرچار کر رہے ہیں، جیسے انھوں نے ماضی قریب میں بڑے زور و شور کے ساتھ **''لو جہاد''** کا پرچار کیا تھا۔ ''کورونا جہاد'' کے نام سے مسلمانون کے خلاف، ان کا یہ میڈیائی پروپیگنڈہ، ان کی مسلم دشمنی اور فرقہ پرستی کا تازہ ترین جیتا جاگتا نمونہ ہے۔

''کورونا جہاد'' کے زہریلے پروپیگنڈے کا اثر ہے کہ کئی مقامات پر، مسلمانوں پر جان لیوا حملے ہو چکے ہیں اور بعض مسلم نوجوانوں کو اتنی بے رحمی اور سنگ دلی سے مارا پیٹا گیا کہ انھیں اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑا۔ سڑک پر پھل اور سبزی بیچنے والے بعض غریب مسلم نوجوانوں کو بے عزت کر کے اپنے علاقے سے بھگا دیا گیا۔ انھیں منع کر دیا گیا کہ ہمارے علاقے میں کوئی مسلمان، پھل، سبزی وغیرہ کا ٹھیلا لگانے کے لئے نہ آئے اور کوئی سامان، نہ بیچے۔

گودی میڈیا نے بعض فرضی خبرین ایسی چلائیں کہ متعلقہ مقامات کی پولیس کو، اس سلسلے میں تردیدی بیان جاری کرنا پڑا۔ پولیس کا یہ رویَّہ، ایک بہتر رُجحان، اور قابلِ تعریف اِقدام ہے۔ مرکزی حکومت ہند کی آئینی ذمہ داری ہے کہ ''نفرت وَائرس'' اور ''نفرت کی سیاست'' کو،

روکنے کے لئے ٹھوس قدم اٹھا کر وطن دوستی کے صحیح جذبات کو عام کرے۔ آئین مخالف اور جمہوریت مخالف حرکتوں کو لگام دے تا کہ سارے ہندوستانی مل جل کر ''کورونا وائرس'' کا مقابلہ کرسکیں اور اپنے ملک کی تعمیر و ترقی میں سبھی ہندوستانی، اپنا کردار نبھا سکیں۔ اِسی میں سارے ملک اور سبھی ہندوستانیوں کا بھلا ہے اور سچی وطن دوستی کا یہی تقاضا ہے۔

☆☆☆

نفرت کی صحافت کے ذریعہ نفرت کی سیاست کا فروغ

ہزاروں سال پرانے بھارتی سماج کو ''منواسمرتی'' نے اِن چار خانوں میں تقسیم کیا تھا:

(۱) برہمن/پنڈت: ''برہما'' کے دماغ سے پیدا ہوئے۔

(۲) راج پوت/ٹھاکر: ''برہما'' کے بازوؤں سے پیدا ہوئے۔

(۳) ویشو/بنیا: ''برہما'' کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔

(۴) شودر/دلت: ''برہما'' کے پاؤں سے پیدا ہوئے۔

اِس سماجی/معاشرتی تقسیم کے ذریعہ، بھارت کو جو تعلیم دی گئی اور اس کے مطابق، ہزاروں سال تک عمل بھی ہوتا رہا وہ، اِس طرح ہے: برہمن، اس بھارتی سماج کے دل و دماغ اور سب سے اعلیٰ حیثیت کے حامل ہیں اور یہ برہمن ہی ہر طرح کے مذہبی و سماجی اعزاز و منصب کے مستحق اور سب کے حاکم و فرمانروا ہیں۔

راج پوت، قوت و طاقت کے حامل ہیں، جن کی ذمہ داری، برہمنوں اور ملک کی رَکھشا (تحفظ) کرنا ہے۔ بنیا کا کام، برہمنوں، راج پوتوں، ملک کے لئے غلّہ، وغیرہ کا انتظام کرنا ہے۔

شودر، جو آج، دَلت کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں، وہ، سب کے محکوم و خادم ہیں اور ان کی پیدائشی ذمہ داری ہے کہ سب کی خدمت کرتے ہوئے سر جھکا کر زندگی بسر کریں اور اپنے لئے کسی طرح کے حق کا مطالبہ نہ کریں۔ یعنی جس طرح کسی پالتو جانور کا کام ہے، صرف اپنے مالک کا تابع و محکوم رہنا۔ اسی طرح، شودر، صرف اور صرف، برہمنوں، راج پوتوں، بنیوں کی زندگی بھر خدمت اور غلامی کرتے رہیں۔

برطانوی سامراج سے ہندوستان کی آزادی (۱۹۴۷ء) کے بعد، تشکیل پانے والی حکومتِ ہند نے دستورِ ہند کی تدوین و ترتیب کے لئے ایک قانون ساز بورڈ بنایا اور اس کا چیئرمین، ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کو نامزد کیا گیا۔ اس بورڈ نے کافی محنت و کوشش کے بعد، ہندوستانی ضرورت اور مزاج و مفاد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ایک جامع دستور رسموِدَھان/کانسٹی ٹیوشن، مرتّب کر کے، اسے ۲۶/نومبر ۱۹۴۹ء کو پارلیمنٹ میں پیش کیا، جسے بحث و تمحیص کے بعد ۲۶/جنوری ۱۹۵۰ء میں منظوری دی گئی اور اسے سارے ہندوستان کے لئے نافذ کر دیا گیا۔

اس دستور کے مطابق، ہزاروں سال سے بھارتی سماج میں جاری ''کاسٹ سسٹم'' یک لخت، مسترد ہو گیا اور ہر بھارتی/ہندوستانی کو، مساوی حیثیت دی گئی۔ آر، ایس، ایس اور ہندو مہاسبھا (نیز) اُن کی ذیلی تنظیمیں، اس دستور و آئینِ ہند کو، دل سے نہیں مانتی ہیں۔

اور ہندوستانی سیاست و صحافت سے ذرا بھی واقفیت رکھنے والا ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ کٹر ''ہندوتوا'' کے علم بردار عناصر، ہندو سماج میں شب و روز، یہ تحریک چلا رہے ہیں کہ اس دستور کو رفتہ رفتہ بے اثر اور پھر اُسے ختم کر کے اُس کی جگہ، منواسمرتی پر مشتمل، اپنا دستورِ ہند بنا کر، اُسے ہی سارے بھارت میں لاگو کیا جائے گا۔

مرکزی حکومتِ ہند کی باگ ڈور، اِس وقت بھارتیہ جنتا پارٹی کے ہاتھوں میں ہے اور اُس کے مرکزی لیڈر، کلیدی عہدیداران، تقریباً، سب کے سب اُس، آر ایس ایس (راشٹریہ سیوم سیوک سنگھ) کے تربیت یافتہ اور اس کے، اُن نظریات کے حامل ہیں، جس کی آخری منزل، منواسمرتی پر مشتمل، دستورِ ہند کی ترتیب و نفاذ اور ''ہندو راشٹر'' کا قیام ہے، جس میں کسی غیر ہندو یعنی برہمنی نظام کو نہ ماننے والوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔

اور اگر ہے، تو صرف اس حد تک کہ تابع و محکوم بن کر رہیں اور اپنے کسی حق کا مطالبہ نہ کریں۔ یہ اور اِس طرح کے خیالات و عزائم، ہیڈگوار، ساورکر، گولوالکر، دین دیال اُپادھیائے، وغیرہ کی مطبوعہ تحریرات اور بیانات میں سب کو باآسانی مل جائیں گے اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔

آزادیِ ہند کے بعد، خواہ، کانگریس یا جنتا پارٹی، جنتا دل، یا بھاجپا، جس کی بھی حکومت رہی ہو، اپنے اپنے انداز میں سبھی نے مسلمانوں کے ساتھ، کچھ نہ کچھ ناانصافی ضرور کی ہے اور طرح طرح کے حیلوں، بہانوں سے انھیں اُن کے حقوق سے محروم رکھنے ان کی زبان و تہذیب، وغیرہ سے چھیڑ چھاڑ کرنے اور ان کی تعلیمی و تجارتی ترقی کی راہ میں روڑے اٹکانے، ان کی صنعت اور کاروبار کو نقصان پہنچا کر انھیں پستی کی طرف، مائل کرنے اور پسماندہ بنانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے جس کی منہ بولتی تصویر ''سچر کمیٹی رپورٹ'' ہے۔

مئی ۲۰۱۴ء سے مرکز میں قائم ہونے والی بھاجپا حکومت، جس کا اب، دوسرا دَورِ حکومت چل رہا ہے، اس نے خاص طور سے آر ایس ایس نظریات کو فروغ دینے اور اقتدار و حکومت کے سہارے، انھیں، ہر سطح پر نافذ کرنے میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔

مرکز کی بھاجپائی حکومت نے مسلمانوں کو خاص طور سے اپنا نشانہ بنا رکھا ہے۔ اور ایک کے بعد ایک مسئلہ کھڑا کر کے اور مسلمانوں کو تنگ کر کے، اس نے کٹّر ہندوتوادی عناصر کو مسلسل یہ پیغام دیا ہے کہ:

مسلمانوں پر لگام لگا کر ہم ہی انھیں قابو میں رکھ کر انھیں، ان کی اوقات، یاد دِلا سکتے ہیں اور ''ہندوتوا'' کا پرچم ہم ہی بلند کر سکتے ہیں۔ یہ ایسا ضروری کام ہے، جسے ہمارے علاوہ، کوئی دوسری سیاسی پارٹی، انجام نہیں دے سکتی ہے۔

ابھی اس بھاجپا کا اصل نشانہ مسلمان ہیں اور مسلمانوں کی ہمتیں، پست کرنے کے بعد، اس کا دوسرا نشانہ، دَلت ہیں۔ اِس بات کو دَلت لیڈر، اچھی طرح سمجھ رہے ہیں اور وہ، کھل کر، دَلت مخالف، جمہوریت مخالف، دستور مخالف، برہمن وادی اور منووادی طاقتوں کو چیلنج دے رہے ہیں۔ ۲۰۱۴ء سے اِس ۲۰۲۰ء تک کی بعض کارروائیوں کو سامنے رکھیے، تو اچھی طرح سمجھ میں آ جائے گا کہ:

آج کی مرکزی حکومت، ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ، کیا سلوک کر رہی ہے اور آئندہ، کیا سلوک کرنا چاہ رہی ہے۔ ہندوستان کے سب سے بڑے صوبہ، اتر پردیش میں سلاٹر ہاؤس سے مدرسوں کے معاملات تک جو کچھ ہوا، اس کے عزائم و مقاصد سے سارا ہندوستان، واقف ہے۔ مسلم خواتین کی فرضی ہمدردی کے نام پر، تین طلاق کے ایشو کو اُچھال کر، مسلم معاشرے کی ظالمانہ اور گھناؤنی تصویر، پیش کرنے کی ہنگامہ خیز کوشش، ساری دنیا کے سامنے ہے۔

شہریت ترمیمی قانون ۲۰۱۹ء۔ CAA کو بھی صرف مسلمانوں نے نہیں بلکہ کروڑوں انصاف پسند ہندوؤں نے بھی مسلمانوں کے خلاف، جاری مُہم کا ایک حصہ سمجھا۔

موجودہ مرکزی حکومت، چوں کہ اقتصادی و تجارتی بحران کا، ایک مدت سے شکار ہے اور اس کی کارکردگی پر ہمیشہ، سوالات اٹھتے رہے ہیں، اس لئے اس حکومت کی پالیسی یہ رہی ہے کہ اُٹھنے والے سوالات سے بچنے کے لئے کوئی نیا مسئلہ، ملک کے سامنے کھڑا کر دیا جائے جس میں لوگ اُلجھ کر رہ جائیں اور اپنے اصل مسائل سے ان کی توجہ، ہٹ جائے۔

بڑی شاطرانہ حکمت عملی کے ساتھ، ہندوؤں کے مذہبی جذبات سے کھیلنے کی کوشش ہوئی اور اس کے لئے وزیر اعظم، شری، نریندر مودی کی جانب سے، مارچ میں یہ دو اعلانات ہوئے:

(۱) سب لوگ اپنے گھروں سے نکل کر، تالی اور تھالی پیٹیں۔

(۲) رات میں اپنے گھر کی لائٹ آف کر کے اپنی اپنی بالکنی میں دیا جلائیں، ٹارچ جلائیں۔ وغیرہ

بہت سے لوگوں نے، اِن دونوں اعلانات پر عمل کیا اور بے شمار لوگوں نے اِس پر، زبردست تنقید بھی کی اور خاص طور سے یہ سوال اٹھایا کہ آخر، ایسے کسی عمل سے کورونا وائرس کا کیا بگڑے گا؟ کیا، اس طرح، ہم کورونا وائرس کا مقابلہ کر سکیں گے؟ کورونا وائرس کے مریضوں کے علاج سے، اس کا کیا تعلق اور کیا فائدہ ہے؟ وغیرہ

موجودہ مرکزی حکومت کی حکمتِ عملی اور اس کا واضح عمل، ایسا ہے کہ عوامی احتجاج اور غم و غصہ کا رُخ، مسلمانوں کے خلاف کر کے، اسے ہندو مسلم مسئلہ بنا دیا جائے اور اصل مسائل کو پسِ پشت ڈال کر ہندوؤں کی ہمدردی، حاصل کر لی جائے۔ کورونا وائرس (Covid-19) اور لاک ڈاؤن کے سلسلے میں بھی ٹھیک وہی سب کچھ ہوا، جو، پہلے سے ہوتا چلا آ رہا ہے اور جب، ہر طرف سے، اس طرح کے سوالات اٹھنے لگے کہ

(۱) بغیر کسی تیاری کے، لاک ڈاؤن کا اعلان کر دیا گیا۔

(۲) کورونا وائرس سے لڑنے کے لئے ہاسپٹلوں میں ضروری انتظام نہیں۔ نہ ہی اس سلسلے میں فوری اور ضروری قدم اٹھائے جا رہے ہیں۔ (۳) ناقص کارکردگی اور بدانتظامی کا نتیجہ ہے کہ:

ملک کے مختلف حصوں سے اپنے اپنے وطن پہنچے کے لئے ہزاروں لاکھوں غریب مزدور آدمی، پیدل ہی سڑکوں پر چل پڑے۔

(۴) ایسے حالات میں کورونا وائرس قصبوں اور گاؤں دیہات کو بھی اپنا شکار بنا لیں گے۔

اِس طرح کے تابڑ توڑ سوالات سے سارا ملک، گونج اُٹھا اور حکومت سے کوئی جواب، نہیں بن پڑا جو، جوابات دیے گئے، ان سے عوام مطمئن ہونے کے بجائے مزید مشتعل ہونے لگے۔ اب حکومت کے سامنے، اس کے سوا، اور کیا چارہ تھا کہ سوالات اور حالات کا رُخ، موڑنے کے پرانے فارمولے کو آزمانے کے لئے پیش قدمی کرتے ہوئے کوئی

"دلی کا بکرا" تلاش کیا جائے؟

حالات وواقعات اور آثار وقرائن، صاف بتا رہے ہیں کہ ایسا ہی ہوا پھر کسی تکلف و تاخیر کے بغیر تبلیغی جماعت کے مرکز (واقع بستی حضرت نظام الدین اولیا، نئی دہلی ۱۳) کے خلاف، شکنجہ کس دیا گیا۔

اور اس کے بعد، گودی میڈیا، گدھ کی طرح، اس مرکز پر ٹوٹ پڑا اور مرکز کے بہانے، اِس گودی میڈیا نے سارے مسلمانوں پر حملہ کرنا، شروع کر دیا۔ گویا، ساری بیماری کی جڑ، یہ مسلمان ہی ہیں اور ہندوستانی مسلمانوں کا ایک مدت سے، یہ حال ہو چکا ہے کہ:

جب کوئی فتنہ نیا اُٹھتا ہے وہ
اشارے سے بتا دیتے ہیں تربت میری

گودی میڈیا کی ذہنیت، ملاحظہ فرمائیں کہ جب اس نے، وشنو دیوی مندر، جموں کی خبر دی، تو کہا کہ سیکڑوں یاتری یہاں پھنسے ہوئے ہیں اور جب تبلیغی جماعت کے مرکز کی خبر دی تو کہا کہ ہزاروں تبلیغی، یہاں چھپے ہوئے ہیں۔ ان سب باتوں کے علاوہ، یہ بھی نہایت اہم اور قابلِ توجہ بات ہے کہ:

(۱) لاک ڈاؤن کے اعلان کے بعد، ہری دُوار (صوبہ اتراکھنڈ) میں پھنسے ہوئے گجراتی یاتریوں کو درجنوں بسوں کے ذریعہ، حکومت اُتراکھنڈ نے گجرات بھیجا۔

(۲) کاشی (اتر پردیش) میں پھنسے ہوئے جنوبی ہند کے ہزاروں یاتریوں کو، پچیس بسوں کی ذریعہ، اُن کے وطن بھیجا گیا۔

(۳) کوٹہ، راجستھان میں اتر پردیش کے پھنسے ہوئے سیکڑوں طلبہ کو یوپی لانے کے لئے ۲۰/اپریل کو حکومت اتر پردیش کی جانب سے، دوسو سے زیادہ بسیں بھیجی گئیں۔

اِن مقامات کے پھنسے ہوئے طلبہ اور یاتریوں کے بارے میں گودی میڈیا نے کوئی شور ہنگامہ مچایا؟ دو چار فی صد بھی اس طرح کی کوئی بات کی، جس کا مظاہرہ، تبلیغی جماعت کے مرکز کے بارے میں کیا گیا؟

اِسے مسلم دشمنی نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے؟ گودی میڈیا کی فرقہ پرستی کے علاوہ، اسے اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

نفرت کی صحافت کے ذریعہ، نفرت کی سیاست کو فروغ دینے کی کوشش کو کنٹری اور نیشن کے رگ و ریشے میں زہر پھیلا کر انھیں زہر آلود بنانے کے علاوہ، اِسے اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

○○○

○ دار القلم، قادری مسجد روڈ، ذاکر نگر، نئی دہلی 9560848408
misbahi786.mk@gmail.com

درس قرآن پارہ-3،2-سورۂ بقرہ، آیت نمبر273

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ٘-یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِۚ-تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْۚ-لَا یَسْــٴَـلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًاؕ-وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ۠ (۲۷۳) ترجمہ: ان فقیروں کے لئے جو راہ خدا میں روکے گئے، زمین میں چل نہیں سکتے، نادان انہیں تونگر (مالدار) سمجھے بچنے کے سبب تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑ گڑانا پڑے اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے۔

تفسیر: لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ: ان فقیروں کے لئے جو اللہ کے راستے میں روک دیئے گئے۔ گزشتہ آیات میں صدقہ دینے کی ترغیب دی گئی یہاں بتایا گیا کہ ان کا بہترین مصرف وہ فقراء ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو جہاد اور طاعت الٰہی کیلئے روک رکھا ہے۔ یہ آیت اہلِ صُفّہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ان حضرات کی تعداد چار سو کے قریب تھی۔ یہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے۔ یہاں نہ ان کا مکان تھا اور نہ کنبہ قبیلہ اور نہ ان حضرات نے شادی کی تھی۔ ان کے تمام اوقات عبادت میں صرف ہوتے تھے، رات میں قرآنِ کریم سیکھنا دن میں جہاد کے کام میں رہنا ان کا شب و روز کا معمول تھا۔ (خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۷۳، ۱/ ۲۱۳)

اصحاب صفہ کے بعد فقیر و مسافر حضرات کی صف میں وہ مشائخ وعلماء وطلبہ و مبلغین وخادمینِ دین داخل ہیں، جو دینی کاموں میں مشغولیت کی وجہ سے کمانے کی فرصت نہیں پاتے۔ یہ لوگ اپنی عزت و وقار اور مروت کی وجہ سے لوگوں سے سوال بھی نہیں کر پاتے اور اپنے فقر کو چھپانے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کا گزارا بہت اچھا ہو رہا ہے لیکن حقیقتِ حال اس کے برعکس ہوتی ہے۔ اگر کچھ غور سے دیکھا جائے تو ان لوگوں کی زندگی کا مشقت سے بھر پور ہونا بہت سی علامات وقرائن سے معلوم ہو جائے گا۔ ان کے مزاج میں تواضع اور انکساری ہوگی، چہرے پر ضعف کے آثار ہوں گے اور بھوک سے رنگ زرد ہوں گے۔

اچانک لاک ڈاؤن اور پولیس کا کریک ڈاؤن

حافظ محمد ہاشم قادری مصباحی★

خدائی قہر کووڈ-۱۹ دنیا بھر میں جاری ہے ساری دنیا کو اس نے گھٹنے پر لاکر کھڑا کر دیا ہے۔امریکہ، چین، وغیرہ سب کا (پتہ) کلیجہ پانی کیا ہوا ہے، اللہ رب العزت کی قدرت کے آگے سب بے بس ہیں۔ علاج و معالجہ کے ساتھ حکومتیں احتیاطی تدابیر اختیار کر رہی ہیں، ہمارے ملک عزیز ہندوستان میں بھی ہمارے پرائم منسٹر مودی جی نے ایک دن پہلے جنتا کرفیو کا اعلان کر کے سب سے تالی لگوائی، تھالی بجوائی، گھنٹہ ہلوایا لیکن کرونا نے سنی اَن سنی کر دی جیسے ہمارے پرائم منسٹر مودی جی کمزوروں، مظلوموں کی آواز کو سنی اَن سنی کرتے ہیں۔آنجناب اِس کے ماہر ہیں پھر مہاشے (بڑا شریف، بھلا آدمی) مودی جی ۲۴ مارچ کو ٹیلی ویزن، TV، پر پَرکٹ ہوئے اور ایک طویل لاک ڈاؤن کا اعلان کر دیا۔ویسے جب بھی مہاشے ٹی۔وی پر پَرکٹ ہوتے ہیں تو مصیبتوں کا پہاڑ ہی عوام پر اُلٹ دیتے ہیں کہ لو! جھیلو، مرو۔نوٹ بندی ہو، جی ایس ٹی ہو، لاک ڈاؤن ہو، عوام مرے تباہ ہو لیکن مہاشے کا دعویٰ ہوتا ہے کہ یہ سب عوام کی بھلائی کے لیے کر رہے ہیں۔بغیر تیاری نوٹ بندی، بغیر تیاری جی ایس ٹی، بغیر تیاری لاک ڈاؤن، بغیر پلاننگ کے عوام پر تانا شاہی فرمان جاری کر کے، آنکھ، کان بند کر کے عوامی پریشانیوں سے منھ موڑ لیتے ہیں۔

Lockdown کے پہلے کوئی تیاری ہوئی؟

کورونا سے بچنے کا بہت موثر طریقہ ہے، پر کیا اُس کی کوئی تیاری کی گئی؟ چاروں طرف سے اس پر سوال اُٹھ رہے ہیں۔خود این، ڈی، اے کے ساتھی نتیش کمار نے اس کی زبردست مذمت کی ہے، اتنا بڑا ملک ۴۰ فیصد سے زیادہ غریبی ریکھا سے نیچے رہنے والی عوام مزدور پیشہ روزانہ کمانے کھانے والے غریب لوگ ہیں کیسے زندہ رہیں گے؟ لاک ڈاؤن سے لاکھوں مزدور پریشان، بے سہارا بے روزگار، دہلی اور دیگر بڑے شہروں سے گاؤں کی طرف پیدل سفر کرتے ہوئے نقل مکانی پر مجبور ہیں، یہ لوگ کیسے زندہ رہیں گے؟ پہلے لاک ڈاؤن کا اعلان پھر پیکج کا اعلان کیا، یہ طریقہ صحیح ہے؟ اخبارات، نیوز، سوشل میڈیا میں دہلی، ممبئی، حیدرآباد، بہار وغیرہ کی خبریں تصویریں دیکھ کر کلیجہ منھ کو آتا ہے (اللہ سب پر رحم فرمائے) خلیجی ممالک میں بھی لاک ڈاؤن لگے ہوئے ہیں، چنندہ جگہوں پر ہوٹل کھلے ہوئے ہیں۔کمپنیاں اپنے ملازمین کو کھانا پینا ہوم ڈیلیوری کر رہی ہیں۔

ہمارا ملک جنت نشان ہے بڑا مہان ہے جہاں عام دنوں میں بھی ایک غریب کا بچہ ''بھات بھات'' کر کے مر جاتا ہے جسے ساری دنیا کی میڈیا نے دیکھا ہے لیکن حکومت نے بیماری سے موت بتا کر معاملہ رفع دفع کر دیا۔اب تو ایمرجنسی کا دور چل رہا ہے اب کون دیکھے گا کون سنے گا؟

لاک ڈاؤن میں جب بھوک سے بلبلاتے بچے کے لیے اور اپنی شدید ضرورتوں کا سامان لینے کوئی باہر نکل رہا ہے تو پھر پولیس crackdown (مروجہ قانون کا اچانک وسختی سے نفاذ) ایسے نفاذ کر رہی ہے کہ دیکھتے بنتا ہے، تصویریں دیکھیے سوائے کفِ افسوس کے ہم اور آپ کچھ نہیں کر سکتے، ہندوستان کے بڑے اخباروں میں دینک بھاسکر جمشید پور اڈیشن ۲۷و۲۸ مارچ میں پولیس بربریت کی تصویریں دیکھیے دل دہل جائے گا۔

پولیس اپنے ہی ملک کے باشندوں کے ساتھ ایسا ظالمانہ سلوک کر رہی ہے جیسے دوسرے ملک کی فوج ہے، یا یہ بھی پاکستانی یا بنگلہ دیشی گھس پیٹھی ہے، حکومت کے ذمے داروں کو اِس پر جلد توجہ دینی چاہیے۔کیا پولیس کو نہیں معلوم کہ انسانی مجبوریاں اور ضروریات بھی ہوتی ہیں؟ گھر کا ذمہ دار بچوں کی بھوک کو دیکھ کر مجبوراً باہر سامان لینے نکلتا ہے، یہ بھی سچ ہے کہ لا اینڈ آڈر کو سنبھالنے کی ذمہ داری پولیس پر شاسن کی ہوتی ہے لیکن انسانی ہمدردی وانسانی خدمات کا کچھ احساس تو دل میں ہونا چاہئے، وہ بھی تو بیوی بچے والے ہوتے ہیں۔کیا پولیس وردی میں کوئی ایسا جن یا بھوت یا جادو ہوتا ہے جسے پہنتے ہی ایک انسان حیوان بن جاتا ہے، کسی کا ہاتھ، کسی کا پیر، کسی کا سر توڑنے پھوڑنے لگ جاتا ہے اور جسے چاہے خواہ عورت ہو یا مرد اُس کو مارنے لگتا ہے۔

پورے ملک میں پولیس کا کریک ڈاؤن جاری ہے، یوپی اُونچاہار میں SBI بنک منیجر کو SDM نے لاک ڈاؤن کے دوران زبردست پٹائی کردی۔ چھوٹے میاں تو چھوٹے میاں، بڑے میاں بھی سبحان اللہ! پولیس ڈیپارٹمنٹ کا ہی حال خراب ہے، یہ ایک اہم سوال ہے۔ کیا حکومت کے ذمہ دار اِس طرف توجہ دیں گے؟ ورنہ وہ دن بھی دور نہیں کہ ظلم کے آگے لوگ سینہ سپر ہو جائیں گے۔

کووِڈ-۱۹، غلط جانکاری اور ہماری ذمہ داری

اِس وقت سوشل میڈیا سے لے کر گودی میڈیا تک، ٹی وی سے لے کر اخبارات تک میں کورونا وائرس پر طرح طرح کے بیانات آرہے ہیں اور ہر کوئی کورونا بیماری پر ریسرچ کرنے والا ماہر معلوم ہوتا ہے۔ ''اللہ کی پناہ'' اگر کسی سے پوچھ لیا جائے کہ covid19 کیا ہے تو زیادہ تر یہی کہیں گے کہ ''معلوم نہیں'' اِس کو سمجھنے کی سخت ضرورت ہے کیونکہ طرح طرح کی غلط باتیں پھیلی ہیں بلکہ پھیلائی جارہی ہیں۔ بے چارے ڈاکٹر و ماہرین پیچھے رہ گئے، نیم حکیم خطرہ جان و ایمان بے پر کی اُڑائے جارہے ہیں، دریدہ دلیری دیکھئے کہ قرآن سے بھی کورونا کا سوال و جواب (اِنٹرویو بنا کر) سوشل میڈیا میں ڈال رہے ہیں۔ قرآن مجید کی آیتوں کی اپنے من مانی تشریح لکھ رہے ہیں۔ ہر مسئلہ ہر کوئی جانے ایسا ممکن نہیں، کسی ڈاکٹر و انجینئر کے کام میں کوئی ٹانگ نہیں اڑاتا، لیکن دین اسلام، قرآن و احادیث کا جانکار آج کل ہر کس و ناکس بنا ہوا ہے جو، اپنی طبیعت کے مطابق (شریعت کے خلاف) تاویلیں پیش کر رہا ہے۔ جو علمائے حق ہیں وہ حیرت میں ہیں۔ ایک غلط کا جواب دیتے ہیں جب تک درجنوں غلط، من مانی تاویلیں قرآن و احادیث کی منظر عام پر آ جاتی ہیں، اللہ خیر فرمائے۔ قیامت کی نشانی ہے، اللہ لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور خوفِ خدا بھی۔ (آمین) سوشل میڈیا پر ''کورونا کی تفصیل قرآن میں'' ایسی بے تکی تحریر پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس تحریر کو کسی جاہل محرر نے اپنی جہالت اور دریدہ دہنی کر کے قرآنی احکام کو مسخ کر کے اپنی طبیعت کے مطابق تشریح کی ہے۔ (معاذ اللہ، اللہ معاف فرمائے ہدایت نصیب فرمائے) یہ سچ ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ۔ (القرآن، سورہ نحل ۱۶: آیت ۸۹)

ترجمہ: ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا جو ہر چیز کو روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی فرماتے ہیں کہ قرآن عظیم گواہ ہے، کہ وہ ہر چیز کا تبیان ہے اور تبیان اُس روشن اور واضح بیان کو کہتے ہیں جو اصلاً پوشیدہ نہ ہو (وغیرہ) لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا۔ ''قرآن کو سب نہیں سمجھتے مگر تھوڑے لوگ۔'' علم دین سے کوسوں دور لوگ قرآن مجید سے اِنٹرویو لے رہے ہیں۔ الامان والحفیظ۔ من مانے اور اپنے نظریات کے مطابق تشریح کر رہے ہیں، خود بھی گمراہ، دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ قرآن مجید کی آیاتِ کریمہ کا ترجمہ اور اُس کی تفسیر کا مخصوص معنی کرنے میں بہت احتیاط کا حکم دیتے ہوئے صاحبِ قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متنبہ فرمایا:

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ فی النار۔ (رواہ الترمذی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: جو قرآن میں بغیر علم کے کہے وہ جہنم کو اپنا ٹھکانہ بنالے۔

ثابت ہو گیا کہ آیت کریمہ منسوب الی اللہ کر کے اپنی منشا سے جہاں چاہے فٹ کرنا بہت بڑی جرات و جسارت، گستاخی اور باعث دخول نار (جہنم) ہے۔ علمائے تفاسیر نے اصولِ تفسیر میں احتیاط کی باتیں بہت تفصیل سے لکھی ہیں۔ مشہور مفسرِ قرآن حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآنی آیات کو اپنی گفتگو اور تحریر کا اقتباس بنانے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''شعر یا نثر میں قرآنی آیات کو اپنی گفتگو اور تحریر میں قرآن کا کوئی ٹکرا اِس طور پر شامل کر لینا کہ وہ اپنے کلام کا حصہ بن جائے اُسے بھی مالکی علمائے تفسیر نے حرام قرار دیا ہے اور ایسا کرنے والے پر سخت وعید کی نشان دِہی فرمائی ہے۔''

صوفیائے کرام سے کوئی سوال کرتا تو وہ پوری وضاحت فرماتے کہ یہ کلامِ الٰہی کا حصہ ہے اور اِس سے یہ معنی نکلتے ہیں۔ احادیث کی روشنی میں، (اپنی مرضی شامل نہ فرماتے)

کاش ہم سوشل میڈیا کا استعمال سوچ سمجھ کر کریں اور ہر عربی عبارت (تحریر کو) قرآن و حدیث بنا کر پیش نہ کریں جب تک کہ اِتنا دینی علم نہ ہو، میسج پوسٹ کو چھان بین اور تحقیق کے بغیر آگے نہ بھیجیں ورنہ اللہ کے وہاں سخت پکڑ کے لیے تیار رہیں۔ جو دل میں آیا لکھ مارا اُسے اللہ و رسول کی طرف منسوب کر کے بھیج دیا، اِس سے خدارا بچیں۔

کووڈ۔۱۹، یقیناً ایک خطرناک وبا ہے:

اللہ کی پناہ ایسے موذی مرض سے، کورونا ایک وائرس والی بیماری ہے۔ وائرس ایک بے جان ڈی این اے ہے، جب اس کو کسی جاندار میں شامل کیا جائے تو بیکٹیریا کی مدد سے وہ منٹوں میں لاکھوں کی تعداد میں بچے پیدا کرتا ہے اور جب کوئی جاندار اِس کو چھوتا ہے تو، وائرس اس شخص میں منتقل ہو جاتا ہے۔ سب سے واضح اور ضروری بات یہ ہے کہ وائرس ہوا کے ذریعہ نہیں پھیلتا ہے۔ میڈیا نے اتنا زیادہ ڈر پیدا کر دیا ہے کہ لوگ گھروں سے نکلنے میں ڈر رہے ہیں۔ ہمارا دشمن ہماری سوچ سے بہت آگے نکل چکا ہے، امریکہ اور چین کی لفظی جنگ کی تفصیلی رپورٹ پر نظر رکھیں مطالعہ فرمائیں سب سمجھ میں آئے گا، مگر ہمارے نوجوان jio, jio,jio میں مست ہیں jio سے باہر نکلیں تو آگے کچھ سوچیں۔ کچھ کو چھوڑ کر اِلا ماشا اللہ بہت بُرا حال ہے۔

کورونا وائرس ایک متعدی (ایک سے دوسرے کو لگنے والا مرض) مرض ہے اس سے بچاؤ ہی اس کا سب سے بڑا علاج ہے جو آج کل میڈیکل ماہرین بتا رہے ہیں، سوشل ڈیس ٹینس social distance بنائے رکھیں۔ اسلام کا یہی طریقہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے متعدی، موذی، مہلک وبائی بیماریوں سے بچنے کے طریقے بتائے ہیں، اسلامی کتب، احادیث طیبہ کا مطالعہ فرمائیں، دماغ کے چودہ طبق روشن ہو جائیں گے اِن شاءاللہ تعالیٰ۔ ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں:

عن النبیی ﷺ، قال: لا تدیموا النظر الی الجذمین واذا کلمتموھم، فلیکن وبینھم قید رمح۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی جذامی (کوڑھ کے مریض) کو نظر گاڑ کر نہ دیکھو، اس سے بات کرتے وقت تمھارے اور اس کے درمیان ایک سے دو نیزے (۶ سے ۱۲ فٹ تک) کا فاصلہ ہونا چاہیے، یعنی جو مرض متعدی ہے جیسے کورونا وائرس اُس کے متاثرین سے اتنا سوشل ڈیس ٹینس رکھو۔

(مسند احمد، حدیث: ۸۵۱، مسند ابو یعلی، حدیث: ۶۷۷۴، امام دیلمی کی فردوس الاخبار، حدیث: ۱۰۲۴)

نوٹ: پہلی دونوں حدیثوں کی کتابوں میں ایک نیزہ یعنی تقریباً ۶ فٹ جب کہ نیچے والی حدیث کی کتاب میں دو نیزے یعنی تقریباً ۱۲ فٹ ڈیس ٹینس رکھنے کا حکم ہے۔

دنیا بھر میں کووڈ۔۱۹ کا قہر جاری:

کورونا وائرس covid.19 میں ہلاکتوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہو چکی ہیں۔ حکومت lockdown کا اعلان کر چکی ہے ہر شخص کو اس کا سختی سے پالن کرنا چاہیے لیکن انسانی ضروریات بھی ایسی کی رُکا نہ جائے، سہا نہ جائے، دیکھا نہ جائے۔ میری بیٹی ہاشمی نور العین عمر ۳۰ سال، سر میں سخت درد اُٹھا۔ بر ہمانند ہوسپٹل لے کر جانا پڑا، بہت مشکل سے وہاں پہنچا لیکن وہاں کوئی ڈاکٹر نہیں ملا۔ اللہ ہمارے حکمرانوں خاص کر پولیس محکمہ کے لوگوں کو سمجھ عطا فرمائے، پولیس والے ساؤتھ میں بھی ہیں؟ انسانی خدمت گزاری میں کس قدر آگے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔

جمعہ کے دن لوک ڈاؤن:

جمعہ کے دن سے پورے ملک میں مسجد بند کر دی گئیں ہیں، شعوری طور پر مسلمانوں نے لاک ڈاؤن کو قبول کیا ہے۔ ائمہ مساجد نے اپنی دانش مندی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اُنھوں نے اپنی مسجدوں سے اعلان کر کے مصلیان کو گھروں میں نماز ادا کرنے کی تلقین کی اور نمازِ جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز پڑھنے کو کہا، لوگوں نے اسے قبول کیا۔ چند لوگ جو جذباتی قسم کے تھے اُنھوں نے منھ سکوڑا۔ ایسے جذباتی حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ کسی وبائی مرض میں مرنا، اگر ''شہادت'' ہے تو اپنی ہٹ دھرمی سے وبائی مرض میں مبتلا ہو کر مرجانا ''خودکشی'' ہے اور اپنی جہالت سے کسی دوسرے تک مرض منتقل کرنا ''اقدامِ قتل'' ہے، بے شک موت خدا کے ہاتھ میں ہے مگر احتیاط اپنے ہاتھوں میں ہے، اس لئے چوکنا رہئے، ہوشیار رہئے۔ یاد رکھئے احتیاط علاج سے بدرجہا بہتر ہے۔

کووِڈ ۱۹، ایک انتہائی مہلک بیماری ہے اور who وصحت کے ماہرین ڈاکٹروں کا متفقہ طور پر کہنا ہے کہ کسی متاثرہ شخص کی قربت اُس کے پھیلنے کا سبب بنتا ہے، اس لیے اس سے لاک ڈاؤن سے ہی مکمل طور پر بچا جا سکتا ہے۔ جو لوگ مسجدوں میں تالا لگانے اور نماز پڑھنے پر پابندی کے لئے کوشاں تھے وہی لوگ آج محلوں میں جمگھٹا لگائے ہوئے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کو کون سمجھا سکتا ہے۔ اللہ ہم تمام لوگوں کو اِس موذی مرض سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

☆امام وخطیب مسجد ہاجرہ رضویہ، اسلام نگر، کپالی، پوسٹ پارڈیہہ، مانگو، جمشید پور (جھارکھنڈ) 09431332338

پس منظر

سیاست کے دوش پر نفرتوں کی حکمرانی

محمد توفیق صارم مصباحی★

آزادی سے لے کر آج تک سیکولر ہندوستان کی تاریخ میں ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ قوم مسلم، جس نے اپنے ملک ہندوستان کی آزادی میں اپنا تن، من، دھن لگایا، اپنا لہو بہایا حتیٰ کہ اپنی جان جیسی متاع عزیز کو بھی قربان کیا، وہی قوم آج اِس ملک میں کسمپرسی کی حالت میں ہے، حکومت کی منصوبہ بند پالیسیوں کے زیر اثر نفرتوں اور عداوتوں کا شکار ہو رہی ہے۔ سی اے اے، این پی آر اور پھر این آر سی، جیسے ظالمانہ و جارحانہ قوانین امتِ مسلمہ پر مسلط کیے جا رہے ہیں، طاغوتی حکومت اور اس کی پشت پناہی کرنے والی آر ایس ایس سوچ ہندوستان کی سرزمین سے مسلم قوم کا صفایا چاہتی ہے، حکومت کے ناپاک منصوبے مذکورہ قوانین کی صورت میں ہمارے سامنے آچکے ہیں، حکومت نے کشمیریوں کے خصوصی حقوق کی تمام دفعات کو منسوخ کر کے، طلاق ثلاثہ کے خلاف بل منظور کر کے اور بابری مسجد کے خلاف سپرم کورٹ سے مندر کے حق میں فیصلہ لے کر، ۲۵ کروڑ سے زائد مسلمانوں کے افتراق وانتشار، بے حسی و بے چارگی کا بخوبی اندازہ لگا لیا۔

ہماری قوت، ہماری طاقت اور ہمارے باہمی خیالات و نظریات کی حقیقت کیا ہے، اس سے حکومت اچھی طرح باخبر ہوگئی، اس نے سمجھ لیا ہے کہ یہ وہ قوم نہیں جس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہیں کی جاسکتی، یہ وہ قوت نہیں جس کو شکست نہیں دی جاسکتی، یہ وہ وحدت نہیں جسے منتشر نہیں کیا جا سکتا، اس میں وہ جوش وجذبہ اور ولولہ نہیں جس کو پامال نہیں کیا جاسکتا، اس میں وہ ناموس وغیرت نہیں جس کا سودا نہیں کیا جاسکتا، سنگھی حکومت نے اپنے سیاسی مکر کے منحوس جال میں چند مال و اقتدار کے حریص نام نہاد مسلموں کو پھنسا کر اُنہیں کے ہاتھوں اس قوم کی غیرتوں کا سودا کیا، یہ ذلیل، ایمان فروش سیاسی اسٹیج سے لے کر میڈیا ڈیبیٹ تک اس اسلام و مسلم دشمن حکومت ہی کی قصیدہ خوانی کرتے اور تلوے چاٹتے نظر آرہے ہیں۔

زعفرانی حکومت ہندتوا کے ایجنڈے پر کام کر رہی ہے جو، آر ایس ایس کا منشور ومقصود ہے، جس ایجنڈے کے تحت ہندوستانی مسلمانوں کو دوم درجہ کا شہری قرار دیا جاسکے، اس کی املاک کو قبضہ میں لیا جاسکے، اس کے بچوں کو تعلیم سے دور رکھا جاسکے، اس کو انتخابات کی حصہ داری سے محروم کیا جاسکے، اس کو ڈٹینشن کیمپوں میں رکھ کر اذیت ناک موت کے سپرد کیا جاسکے، اسی ایجنڈے کے تحت شہریت ترمیمی قانون (سی اے اے) لایا گیا، بھگوا حکومت نے پارلیہ مینٹ کے لوک سبھا اجلاس میں اپنی اکثریت کی بنیاد پر اُس بل کو پاس کرا لیا۔ اس کے بعد پارلیہ مینٹ کے راجیہ سبھا اجلاس میں یہ بل پیش کیا گیا۔

مسلمان خوش فہمی کا شکار تھے کہ یہاں حزب اختلاف کی غالب اکثریت ہے، یہاں اس کو رد کر دیا جائے گا، مگر مسلمانوں کی امیدوں پر اس وقت پانی پھر گیا جب راجیہ سبھا کے ۲۳۶ ممبران میں سے ۲۳۰ ممبران ہی نے ووٹ ڈالے۔ ۱۲۵ ممبران نے بل کی موافقت میں اور ۱۰۵ نے اس کی مخالفت میں، جبکہ بل کی منظوری کے لئے ۱۱۶ ووٹ ہی درکار تھے، اس کے بعد سی اے بی، سی اے اے ہو گیا۔

تصویر بالکل صاف ہو چکی تھی کہ مسلمان جن پارٹیوں کے ارکان و لیڈران کو اب تک سیکولر اور اپنا ہمدرد سمجھتے رہے، ان کے چہروں سے مسلم نوازی کا جعلی نقاب اتر چکا تھا، اُن کا مسلم دشمن روپ بالکل برہنہ ہو گیا تھا، مسلمان اب تک کانگریس اور دیگر غیر مسلم سیاسی جماعتوں کے مفادات سے غافل رہے، یہ جماعتیں ہمیں صرف اپنے ووٹ بینک کا ذریعہ سمجھتی رہیں، ہمارے حقوق کی کسی کو پرواہ نہیں، اگر اُنھیں پرواہ رہی تو ہمارے خون اور ہڈیوں پر اپنے سیاسی اقتدار کے محلات تعمیر کرنے کی، جب تک مسلمان منتشر ہو کر الگ الگ پارٹیوں سے منسلک رہے گا، اس کا سیاسی وجود اُستوار نہیں ہو سکتا، نہ اس کی اہمیت کا کسی کو احساس ہو سکتا ہے، آج وقت ہے اپنی سیاسی قیادت کو کھڑا کرنے کا۔

متحد ہو گے تو کہلاؤ گے غازی مومن

منتشر ہوگے تو قسطوں میں صفایا ہوگا

سی اے اے اور این آر سی کا ملن اس ملک کے لئے کتنا خطرناک ہے یہ بات ہر کسی کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔سی اے اے پر بات کرنے سے پہلے ہم این آر سی کو سمجھتے ہیں،اہم بات تو یہ ہے کہ یہ صرف مسلم مخالف نہیں بلکہ خواتین،دلت،قبائلی،غیر زمین دار، غریب مخالف ہے،این آر سی شہریت کا ایک رجسٹر ہے جس کا نام اس میں آئے گا وہ بھارت کا شہری مانا جائے گا،جس کا نام نہیں آیا وہ شہری نہیں مانا جائے گا۔

ایک تجزیہ نگار کی رپورٹ کے مطابق آسام میں این آر سی کا نفاذ ہوا تھا،تین کروڑ لوگوں کے لئے ۵۰ ہزار ملازمین نے ۶ سال کی مشقت برداشت کر کے اس رجسٹر کو تیار کیا،تقریباً ۱۶۰۰ کروڑ روپئے صرف ہوئے ،آسام این آر سی سے تقریباً ۱۹ لاکھ لوگ باہر ہوئے، دلچسپ بات یہ ہے کہ ان میں ۱۲ سے ۱۳ لاکھ ہندو ہیں محض ۵ لاکھ مسلمان ہیں۔

سچائی یہ ہے کہ آسام میں این آر سی کانگریس کے دورِ اقتدار میں لائی گئی تھی لیکن بی جے پی نے دراندازوں کے مسئلہ کو اپنا انتخابی ایجنڈا بنا کر اُس پر تیزی سے کام کیا،اسے اس کا فائدہ بھی ملا جب ۱۲۔۱۳ لاکھ ہندو این آر سی سے باہر ہو گئے تو بی جے پی کو شدید جھٹکا لگا ۔اسے یہ محسوس ہونے لگا کہ اس کے ووٹرس اس سے ناراض ہو جائیں گے تو اس نے ایک چال چلی اور یہ کہنا شروع کیا کہ دراندازی صرف آسام کا مسئلہ نہیں بلکہ پورے ہندوستان کا مسئلہ ہے،اس لئے اب ہم اسے پورے ملک میں لاگو کریں گے،لیکن اس سے پہلے شہریت ترمیمی بل (سی اے بی) لے کر آئیں گے، یہیں سے شہریت کے معاملے میں بی جے پی حکومت کی مسلم مخالف پالیسی مزید واضح ہو گئی۔یہ ملک نوٹ بندی کے وقت جس طرح کے حالات سے دو چار ہوا اُس سے بدتر حالات این آر سی کے بعد پیدا ہوں گے اور اس کی زد میں کسی ایک مذہب یا فرقہ کے لوگ نہیں آئیں گے بلکہ ملک کا ہر شخص اس سے متأثر ہوگا۔

اب بات کرتے ہیں سی اے اے کی۔حکومت نے آسام میں وعدہ کیا تھا کہ وہ این آر سی سے پہلے سی اے بی لے کر آئے گی اور اس نے ایسا کیا بھی۔

سی اے بی میں تجویز پیش کی گئی کہ پاکستان،افغانستان اور بنگلا دیش سے آنے والے ہندو،سکھ،جین،بودھ،پارسی اور عیسائی لوگوں کو ہر حال میں شہریت دے دی جائے گی،مطلب صاف ہے کہ جو لوگ این آر سی سے باہر ہوں گے اگر وہ مسلمان نہیں تو اُنہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں لیکن کیا یہ اتنا آسان ہے؟فرض کریں کہ کوئی ان تین ممالک سے ہندوستان نہیں آیا اور اس کے پاس خود کو ہندوستانی شہری ثابت کرنے کے حوالے سے دستاویزات نہیں تو کیا وہ یہ ثابت کر پائے گا کہ وہ مہاجر ہے؟ جب وہ کہیں سے آیا ہی نہیں،تو ظاہر سی بات ہے کہ وہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہے گا،ایسے لوگوں کا بعد میں کیا ہوگا یہ حکومت کو بھی نہیں معلوم۔

سی اے اے،این پی آر اور این آر سی ان سب میں کنفیوژن ہے،،بہت سارے شکوک وشبہات ہیں یہی وجہ ہے کہ دسمبر ۲۰۱۹ء سے سی اے اے کی منظوری کے بعد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور جامعہ ملیہ اسلامیہ کے بے باک طلبہ اور طالبات نے اس نفرت انگیز قانون کے خلاف پرامن احتجاج کی ابتداء کی۔

علی گڑھ میں یوپی پولس نے اسٹیٹ گورمینٹ کی شہ پر یونیورسٹی کے کیمپس میں داخل ہو کر اور دہلی پولس اور نقاب پوش سنگھیوں نے جامعہ ملیہ کے کیمپس میں داخل ہو کر طلبہ وطالبات پر وحشت وتشدد کا وہ کھیل کھیلا جسے دیکھ کر ملک کی غالب اکثریت بے چین ہو گئی اور ملک کے بیشتر صوبوں میں مظاہرے شروع ہو گئے،کچھ صوبوں میں مظاہرین پر صوبائی حکومت کے ایماء پر تشدد کیا گیا،یوپی پولس نے مسلمانوں کی گاڑیوں اور دیگر املاک کو برباد کیا،مظاہرین پر گولیاں چلائیں جس کے نتیجہ میں درجنوں مسلمان شہید ہوئے،اتنا ہی نہیں الٹا یوگی حکومت نے مسلمانوں پر ہی بھاری جرمانے عائد کیے، میں مانتا ہوں کہ کچھ شرارتی عناصر نے قانون شکنی کی ہوگی اس کا مطلب یہ نہیں کہ نقصان کا معاوضہ ایک مخصوص طبقہ سے وصولا جائے ،شوشل میڈیا پر وائرل ہونے والے پولس محکمہ کی زیادتیوں کے ویڈیوز نے حکومت کے مسلم مخالف چہرے کو بے نقاب کر دیا۔

سی اے اے،این آر سی اور این پی آر کے خلاف آواز اٹھانے کے جرم میں مسلم طلبہ وطالبات اور دیگر برادران وطن پر کیے جانے والے ظلم کو دیکھ کر مسلم ماؤں،بہنوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا پھر اُن

کی غیرت اسلامی نے انہیں اپنے شاہین باغ کی محفوظ پناہ گاہوں سے باہر نکلنے پر مجبور کر دیا، آخر کار شاہین صفت خواتین نے اس نفرت انگیز قانون کے خلاف کالندی کنج شاہراہ عام پر پرامن احتجاج کی ایسی تاریخ رقم کی جس نے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں الگ الگ سیکڑوں شاہین باغ کو جنم دیا۔ ہر جگہ شاہین باغ کے نام سے احتجاجی مظاہرے ہونے شروع ہو گئے۔

دہلی کے جس شاہین باغ سے خود اہل وطن آشنا نہیں تھے، اس کی پردہ نشین ماؤں بہنوں نے اپنے اس جرأت مندانہ اقدام سے اُسے ساری دنیا میں متعارف کرا دیا۔ یورپ وایشیا کے مختلف ممالک میں شاہین باغ کی طرز پر اس مسلم مخالف قانون کے خلاف پروٹیسٹ وجود میں آئے، جو حکومت اس قضیہ میں ایک انچ پیچھے نہ ہٹنے کی بات کر رہی تھی شاہین باغ کی ان شیرنیوں کی دہاڑ نے اس کے تیور بدل دیئے۔

سپرم کورٹ کی جانب سے مذاکرات ہوئے، یو این او میں یہ معاملہ زیر بحث رہا، یونائیٹڈ اسٹیٹس کمیشن آن انٹرنیشنل ریلیجیس فریڈم نے اس قانون کے خلاف سخت موقف اختیار کرتے ہوئے اس کو مسلم مخالف قرار دیا ہے اور اس کے خلاف انڈین سپرم کورٹ میں اپیل کرنے کی بات کہی ہے۔ ان شاء اللہ بہت جلد حکومت ہند اس قانون سے متعلق کوئی مثبت فیصلہ لے گی جو بلاتفریق مذہب تمام اہل ہند کے حق میں بہتر ہوگا۔

آپ جانتے ہیں کہ نفرت کی سیاست اور عداوت کی حکمرانی کی عمر زیادہ طویل نہیں ہوتی، جب زوال آتا ہے تو نام ونشان مٹ جاتا ہے، صرف ایک عبرت ناک داستان باقی رہ جاتی ہے جس کو لوگ نفرت وحقارت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

☆☆☆

☆ ناظم اعلیٰ دارالعلوم رضویہ، متصل مسجد رضائے غوث، گلی نمبر ۲۰ قدیم مصطفیٰ آباد، رکن آل انڈیا تنظیم علمائے اسلام دہلی

دربارِ غریب نواز میں عسجد میاں کی حاضری

۹/مارچ ۲۰۲۰ء بروز پیر بعد نمازِ مغرب شہزادۂ تاج الشریعہ محمد عسجد رضا خان قادری بریلوی نے سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان کے دربارِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ یہ حاضری حضرت سید فرقان علی چشتی اجمیری کی وکالت میں ہوئی۔ اِس موقع پر مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ، جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت اور ظالمانِ عہد کے خاتمہ کے لئے دربارِ اقدس میں دُعا بھی کی گئی۔ حضرت سید فرقان علی چشتی نے اپنے جدامجد مولانا سید حسین علی چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کردہ کتاب ''دربارِ چشت'' مولانا عسجد رضا بریلوی کی خدمت میں پیش کی اور بتایا کہ اس کتاب میں اجمیر مقدس میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری کا تذکرہ موجود ہے۔ اِس موقع پر اجمیر مقدس سے بریلی شریف کے قدیم رشتہ وتعلق پر بھی گفتگو ہوئی اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کی سلطان الہند خواجہ غریب نواز سے عقیدت ومحبت کا تذکرہ ہوا۔

دربارِ اقدس میں بوقت حاضری مفتی عاشق حسین مصباحی کشمیری (ناظم تعلیمات جامعۃ الرضا بریلی شریف) کثیر علمائے کرام ومریدین موجود تھے۔ قادری چشتی رضوی دارالمطالعہ اندرون درگاہ شریف حجرہ ۹۳ میں ایک گھنٹہ قیام رہا جس میں خانوادۂ اعلیٰ حضرت کی اجمیر شریف میں حاضری کے تعلق سے ایمان افروز گفتگو رہی۔ بریلوی شہزادے اور چہرۂ عسجد میاں کو دیکھ کر ہزاروں زائرین جمع ہو گئے اور نعرے بلند کیے۔ اِس موقع پر سید فرقان علی چشتی نے مراسم چشت کے مطابق دستار بندی بھی کی۔ آخر میں ہندستانی مسلمانوں کے لئے خصوصی دعا عسجد میاں نے کی۔ بعدۂ جے پور کے لئے روانہ ہوئے۔ سید فرقان علی چشتی کے توسط سے یہ رپورٹ نوری مشن مالیگاؤں نے جاری کی۔

عید کی خریداری کے لئے آج سے ہی لاک ڈاؤن میں ڈھیل کی تمنا کرنا چھوڑ دیں، اس سال عید مبارک سادگی سے منائیں اور جو بھی رقم آپ کے پاس کھانے پینے پر خرچ کرنے سے بچی ہے اُسے بچا کر رکھیں، جس نے بھی اپنی جمع پونجی عید کی خریداری پر خرچ کر دیا، وہ بعد میں پچھتائے گا۔

فرقہ وارانہ فسادات۔ تجزیہ اور حل

پچھلے دو مہینوں میں اوکھلا کے مسلمانوں نے اپنی حکمت عملی اور دانشمندی سے کم از کم تین بار دہلی کو فرقہ وارانہ فسادات کے منہ سے باہر نکالا ہے

ڈاکٹر غلام زرقانی قادری★

ہمارے تجربات شاہد ہیں کہ جب ہم کسی سے یہ کہتے ہیں کہ فلاں شہر کے بازار میں دس ہزار روپئے ماہانہ کرایہ پر ایک دکان مل رہی ہے۔ آپ اسے حاصل کرلیں اور کوئی کاروبار کرلیں، بہت مناسب رہے گا، تو جواب میں وہ شخص، خواہ خونی رشتہ دار ہو یا، انتہائی قریبی ساتھی، وہ صرف ہمارے کہہ دینے سے وہاں نہیں چلا جاتا، اور نہ ہی کرایہ پر اُسے حاصل کرکے اپنی تجارت شروع کرتا ہے بلکہ اگر ہم بہت اصرار کریں، تو وہ کئی طرح کے ملاحظات ہمارے سامنے رکھ دیتا ہے۔ مثال کے طور پر:

پہلے مجھے وہاں جاکر علاقے کا جائزہ لینا ہے۔ یہ معلوم کرنا ہے کہ کس قدر لوگوں کی آمدورفت وہاں بازار میں ہوتی ہے؟ کس قسم کا کاربار وہاں فائدہ مند رہے گا؟ مجھے اِس قسم کے کاروبار کا کتنا تجربہ ہے؟ پھر اس کاروبار کے لیے مال کہاں دستیاب ہے اور اس پر کس قدر لاگت آئے گی؟

پھر خود وہاں رہنے کے لیے کرایہ پر مکان کی تلاش ہوگی۔

وہاں خورد ونوش اور رہائش کے اخراجات کا تخمینہ لگانا ہوگا۔

یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ سارے اخراجات کے بعد کس قدر بچت ہو رہی ہے؟ اور وہ بچت میری محنت وتگ ودو کے مساوی ہے یا نہیں؟

غرض ایک چھوٹی سی تجارت شروع کرنے کے حوالے سے دیے گئے مشورہ پر عمل کرنے کی بجائے، وہ دسیوں طرح کے ملاحظات اور سوالات پیش کردیتا ہے۔

اچھا، پھر اگر اُسے یہ کہا جائے کہ تم بالکل فکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ رحیم ہے، کریم ہے، رزاق ہے اور تم تو بڑے نیک انسان ہو، نمازی اور پرہیز گار ہو، بس اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ رکھتے ہوئے کام شروع کردو، مجھے امید قوی ہے کہ تم کامیاب رہوگے۔

تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ ہم سارے اقدامات اللہ تعالیٰ ہی کے بھروسہ پر کرتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم ﷺ ہی نے تو ہمیں عقل وشعور کے استعمال کرنے کی بھی ترغیب دی ہے۔ ہم اشرف المخلوقات اسی لیے تو کہے جاتے ہیں کہ اپنے مسائل حل کرنے کے لیے ماضی اور حال کے حالات وواقعات کا جائزہ لے کر مستقبل کے لیے لائحہ عمل تیار کرتے ہیں۔

یہی وہ مقام ہے، جہاں چند لمحات کے لیے ٹھہر جائیے اور اپنے ضمیر سے پوچھیے:

دو کوڑی کی ایک ذاتی دکان کے آغاز کے لئے اپنے قریبی دوست کے مشورے پر عمل کرنے کے پہلے زمینی حالات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، حتی کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت وحمایت کا واسطہ دے کر اُسے مجبور کرے، جب بھی کوئی عملی اقدام نہیں ہوتا، اور ملی مسائل کے حل کے لیے ہم زمینی حقائق پیش نگاہ رکھے بغیر کس طرح ایک سے بڑھ کر ایک مشورے دیتے نہیں تھکتے؟

کیا ملت اسلامیہ کی حفاظت وصیانت، وقار وتمکنت کی حیثیت ہماری دو کوڑی کی دکان سے بھی کم ہے؟ کیا جماعتی مستقبل کی قیمت ہمارے ذاتی مستقبل کے مقابلے کسی درجہ میں نہیں؟

غیر جانب داری کے ساتھ غور کیجیے تو اس کا جواب سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہاں معاملہ ہمارے ''ذاتی مفادات'' سے تعلق رکھتا ہے اور یہاں بات ''ملی مفادات'' کی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ ذاتی مفادات کے معاملے میں ہم بہت ہوشیار اور چالاک ہیں، جب کہ ملی مفادات کی ہماری نگاہ میں کوئی وقعت نہیں۔

ناقابل انکار زمینی حقائق: میری تمہیدی کہانی سے یہ بات دوپہر کی دھوپ کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ ہمیں کسی مسئلہ پر اظہار خیال سے پہلے چاہیے کہ مسئلہ سے متعلق زمینی حقائق سمجھنے کی کوشش کریں اور پھر اسی آئینے میں مناسب حل کی طرف پیش قدمی کریں۔

خیال رہے کہ نہ صرف یہ طریقہ روئے زمین پر بسنے والے اہل

علم ودانش کے یہاں رائج ہے بلکہ ہماری مذہبی تعلیمات بھی یہی ہیں۔ کبھی ظلم وستم کے باوجود طاقت کے استعمال سے گریز اور کبھی چھوٹی سی ناانصافی کے خلاف صف آرائی، کبھی قبضے میں آئے ہوئے قیدیوں کی رہائی اور کبھی خود سپردگی کرنے والے ظالموں کا قتل، کبھی گھر میں بیٹھ کر دشمنوں سے مقابلہ اور کبھی ان کے گھروں میں گھس کر شب خون، غرض یہ کہ ایک ہی مسئلہ کے حوالے سے ہمارے مختلف اقدامات صرف زمینی حقائق کے پس منظر ہی کی وجہ سے ہیں۔

اس لیے ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات کے تعلق سے ہمیں چاہیے کہ سب سے پہلے زمینی حقائق سمجھنے کی کوشش کریں۔

جہاں تک میں نے گذشتہ دس سالوں سے غور وخوض کیا ہے، مندرجہ ذیل چند ملاحظات پر توجہ رکھنی بہت ضروری ہے:

(۱)عام حالات میں اکثریتی فرقہ اور اقلیتی طبقہ:

گزشتہ ستر سالوں سے تجربات شاہد ہیں کہ پورے ملک میں، خواہ علاقے میں مسلم اکثریت ہو، یا ہندو، ہر جگہ عام حالات میں دونوں فرقوں کے لوگ باہمی امن وسکون کے ساتھ اپنے شب وروز گزارتے ہیں، حتی کہ ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں بھی شرکت کرتے ہیں۔ کوئی بیمار ہوجائے، تو ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ شادی ہو تو ایک دوسرے کے یہاں شرکت کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر آنے والی مشکل گھڑی میں بھی دست تعاون دراز کرنے سے پیچھے نہیں ہٹتے اور گو کہ مسلمانوں کے لیے ان کے مذہبی تہواروں میں شرکت کی قطعی اجازت نہیں ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کہیں کہیں دونوں فرقے کے لوگ ایک دوسرے کے تہواروں میں بھی شرکت کرتے ہیں۔

اور پھر عام حالات میں امن وسکون اس حد تک رہتا ہے کہ دن کے اجالے میں بھی ایک دوسرے کے محلوں میں بغیر کسی تکلف کے آمد ورفت جاری رہتی ہے اور رات کے سناٹے میں بھی، حتی کہ اگر آدھی رات کے بعد بھی کسی کے اکثریتی علاقے میں گاڑی خراب ہوجائے، یا علاج کے لیے ہسپتال جانے کی ضرورت پڑ جائے، تو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی ہے۔

ٹھیک اسی طرح عام حالات میں ایک دوسرے کے ساتھ تجارت اور سودا سلف لینے، اور ایک دوسرے کو اپنے یہاں ملازمت دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہوتا۔ مساجد کے باہر جھاڑ پھونک کے لیے ہندو خواتین بھی اپنے بچے گود میں لیے ہوئے کھڑی دکھائی دیتی ہیں۔ اسی طرح مسلم عاملوں کے یہاں بھی ہندو اپنے مسائل لے کر جاتے ہیں اور ان کی ایک بہت بڑی تعداد مزارات کے سامنے بھی اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کرتے ہوئے عام طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔

(۲)اشتعال انگیزی:

یہ ایک بہت بڑی زمینی حقیقت ہے کہ عام حالات میں تو دونوں فرقے نہایت ہی امن وسکون کے ساتھ رہتے ہیں، لیکن انھیں ایک دوسرے کے خلاف اٹھ کھڑے کرنے میں جو وجہ فعال کردار ادا کرتی ہے، وہ ہے اشتعال انگیزی۔ سیاسی لیڈر اپنے ذاتی مفادات کے لیے ایسی زہریلی تقریریں کرتے ہیں کہ جن سے ایک طبقہ انھیں ووٹ دینے کے لیے کمر بستہ ہوجائے۔ اسی طرح بعض سماجی عمائدین بھی اپنی لیڈری چمکانے کے لیے زہریلے بیانات اور دھمکی آمیز خطابات کرتے ہیں، جن سے علاقے کی فضا مسموم ہوجاتی ہے اور کہیں کہیں مذہبی رہنما بھی شعلہ بیانی کرجاتے ہیں، جو باہمی منافرت کے بھڑکانے کا سبب بن جاتی ہے۔

غیر جانبداری کے ساتھ آپ تجزیہ کریں تو یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ خواہ سیاسی لیڈر ہوں، یا مذہبی، یا سماجی، اشتعال انگیزی عام طور پر ہندوؤں کی طرف سے ہوتی ہے۔ تاہم برائے نام ہی سہی، بسا اوقات ہمارے لوگ بھی غصہ میں آکر ایسی باتیں کرجاتے ہیں، جو دونوں فرقہ کے درمیان کشیدگی کا باعث بن جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اشتعال انگیزی میں ننانوے فیصدی حصہ غیروں کا ہے اور کسی حد تک ایک فیصدی حصہ مسلمانوں کا بھی ہے۔

(۳)پولس کا کردار:

اس حقیقت سے قطعی مجال انکار نہیں کہ جب فرقہ وارانہ فسادات بھڑک اٹھتے ہیں، تو پولس نہ صرف خاموش تماشائی بنی رہتی ہے بلکہ بلوائیوں کے شانہ بشانہ مسلمانوں پر ظلم وستم اور سوتیلے پن کا مظاہرہ کرنے میں پیچھے نہیں رہتی۔ عینی شاہدین بتاتے ہیں کہ عام طور پر پولس بلوائیوں کو قتل وخون پر اکساتی بھی ہے اور انھیں مزید زیادتی کرنے کی تجویز بھی دیتی ہے۔ مثال کے لیے بھاگل پور، جمشید پور، سہسرام، گجرات، میرٹھ اور بھیونڈی وغیرہ کے ہولناک فسادات کی لرزہ خیز داستانیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

اور پھر ابھی دہلی میں ہونے والے حالیہ فسادات کی وائرل ہونے

والی ویڈیو کلپس تو صاف بیان کر رہی ہیں کہ مسلمانوں پر پتھر برسانے والے بلوائیوں کے ساتھ ساتھ پولس بھی پتھر پھینک رہی ہے، گولیاں چلا رہی ہے اور دکان، مکان اور گاڑیاں نذر آتش کر رہی ہے۔ کچھ مظلوم تو یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ جب انھوں نے پولس سے مدد کی فریاد کی، تو جواب میں انھوں نے ناشائستہ کلمات کہتے ہوئے جھڑک دیا۔ ایک کلپ ایسی بھی ہے کہ جس میں پانچ چھ مسلمان سڑک کے کنارے تڑپ رہے ہیں اور پولس اُن سے قومی ترانہ گانے کا مطالبہ کر رہی ہے۔

اسی کے ساتھ یہ بھی ایک عام حقیقت ہے کہ فساد کے دوران طبی امداد پہنچانے میں بھی پولس جان بوجھ کر سستی کا مظاہرہ کرتی ہے، تاکہ زخمی مسلمان کراہ کراہ کر اپنی جان دے دیں۔ کہیں کہیں ایسے افسوس ناک واقعات کی اطلاعات بھی ہیں کہ پولس نے گھر میں گھس کر ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے ساتھ نازیبا حرکتیں کی ہیں۔

(۴) فساد کے نقصانات:

یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ ہندوستان کے فرقہ وارانہ فسادات میں زیادہ نقصانات مسلمانوں کے ہوتے ہیں، جب کہ ہندوؤں کے نقصانات برائے نام ہوتے ہیں اور یہ صرف جانی نہیں بلکہ مالی تخمینہ کے لیے اعتبار سے بھی ہے۔ مثال کے لیے ایک بار پھر درخواست کروں گا کہ آزادی کے بعد سے اب تک ہونے والے سارے تاریخی فسادات کا جائزہ لے لیجیے، دونوں فرقوں کے درمیان نقصانات کا تناسب نوے اور دس فیصدی کے درمیان ہوگا۔ یعنی نوے فیصدی جانی اور مالی نقصانات مسلمانوں کے اور پانچ سے دس فیصدی نقصانات ہندوؤں کے۔

اور فرض کریں اگر کہیں کسی علاقے میں مسلمانوں نے ہندوؤں کو نقصانات سے دو چار بھی کر دیا، تو فساد کے بعد تحقیقات کی آڑ میں پولس کثرت سے مسلمانوں کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کر کے، انھیں گرفتار کر لیتی ہے اور پھر برسوں مقدمات چلتے رہتے ہیں۔ اس طرح گرفتار شدہ مسلمان اگر پانچ دس سالوں کے بعد باعزت بری بھی ہو جائے، تو اس کے غائبانے میں ہونے والے نقصانات کی تلافی تاعمر نہیں ہو سکتی۔

اس طرح آپ اعتراف کیجیے کہ ہندوستان میں ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات میں سرتاسر نقصان مسلمانوں ہی کا ہوتا ہے۔ بڑی تعداد میں مسلمان شہید ہوتے ہیں، کثرت سے مسلمان ہی زخمی ہوتے ہیں اور مکانات اور دکانیں مسلمانوں ہی کی نذر آتش بھی ہوتی ہیں اور لوٹی بھی جاتی ہیں۔ ساتھ مسلمانوں ہی کی عبادت گاہیں، مزارات اور قبرستانوں کی بے حرمتی بھی کی جاتی ہے۔

(۵) مجرموں کو سزا:

اس حوالے سے یہ کہنا بہت کافی ہے کہ اول تو ہندوؤں میں صاف دکھائی دینے والے مجرمین گرفتار ہی نہیں کیے جاتے اور اگر دنیا کو دِکھانے کے لیے گرفتاری ہو بھی گئی، تو پولس ان کا مسئلہ اس طرح سے عدالت کے سامنے رکھتی ہے، کہ اثبات جرم ہی نہ ہو پائے۔

دوسری طرف مسلم آبادیوں سے صرف شک کی بنیاد پر گرفتار ہونے والے افراد کے خلاف اس طرح کیس مضبوط کر دیا جاتا ہے کہ جیسے وہی ظالم ہوں۔ کیا بات ہے جناب کہ ظالم بھی مسلمان اور مظلوم بھی مسلمان۔ قاتل بھی مسلمان اور مقتول بھی مسلمان۔

اس پس منظر میں دہلی کے حالیہ فساد کو سامنے رکھیے۔ کانگریس کی سابقہ کاؤنسلر عشرت جہاں اور عام آدمی پارٹی سے تعلق رکھنے والے کاؤنسلر طاہر حسین کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اول الذکر پر الزام ہے کہ انھوں نے بھڑکاؤ بیانات دیے اور دوسرے پر الزام ہے کہ انھوں نے اپنے گھر کی چھت پر پٹرول بم اور پتھروں کا ڈھیر جمع کر رکھا تھا۔

دوسری طرف بی جے پی سے تعلق رکھنے والے مرکزی وزیر انوراگ ٹھاکر ایک انتخابی ریلی میں کہتے ہیں کہ ''دیش کے غداروں کو'' اور مجمع سے جواب میں آواز آتی ہے کہ ''گولی مارو سالوں کو'' اس سے اشارہ مسلمانوں کی طرف تھا۔ ایک اور بی جے پی سے منتخب ہونے والے ایم پی پرویش ورما کہتے ہیں کہ شاہین باغ والے تمہارے گھروں میں گھسیں گے اور تمہاری بہن، بیٹیوں کے ساتھ زنا بالجبر کریں گے۔

بی جے پی کے ٹکٹ پر صوبائی اسمبلی کے لیے کھڑے ہونے والے کپل مشرا نے انتخابات سے پہلے کہا تھا کہ فلاں تاریخ کو دہلی میں ہندوستان اور پاکستان کے درمیان کرکٹ میچ ہوگا۔ فسادات سے کچھ ہی دیر پہلے، فساد کے مرکزی مقام پر کھڑے ہو کر وہ اپنے حمایتیوں کے ساتھ پولس کی موجودگی میں دھمکی دے رہے ہیں کہ پولس تین دنوں کے اندر سی اے اے کے خلاف احتجاج کرنے والے مسلمانوں سے سڑک خالی کروالے، ورنہ صدر ڈونالڈ ٹرمپ کے دورہ ہند سے واپس جانے کے بعد وہ اور علاقے کے لوگ، خود آگے بڑھ کر سڑک خالی کروالیں گے۔

اندازہ لگائیے کہ وہ مسلمان جن کے بارے میں کسی کے حاشیہ

ذہن میں بھی نہیں تھا کہ انھوں نے فسادات بھڑکانے میں کسی طرح کا بھی کردار ادا کیا ہے، انھیں تو جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھیج دیا گیا ہے، جب کہ متذکرہ بالا تینوں ہندو سیاسی لیڈر اب تک آزاد گھوم رہے ہیں۔ اسی سے سمجھ لیجیے کہ ایک جمہوری ملک میں کس طرح ایک خاص طبقہ کے خلاف زیادتی ہوتی رہی ہے اور اب تک ہو رہی ہے۔

(۶) عدالت کا کردار:

ابھی میں نے ضمناً تذکرہ کیا ہے کہ فرقہ وارانہ فسادات میں عام طور پر اصل مجرم دانستہ بچائے جاتے ہیں اور مظلوم تختہ دار پر چڑھا دیے جاتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ عدالت سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے، یا سے منصف فرقہ پرست ہو گئے ہیں بلکہ مدعائے سخن صرف یہ ہے کہ پولس کبھی تو جان بوجھ کر مجرموں کے خلاف سامنے دکھائی دینے والے شواہد و براہین کو پس پشت ڈال دیتی ہے، جس کے نتیجے میں اثبات جرم ہی نہیں ہو پاتا۔ بسا اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ انتظامیہ اپنے قریبی مجرمین کو بچانے کے لیے طرف دار منصف مقرر کر دیتی ہے۔

دہلی فساد کے حوالے سے تازہ ترین مثال ہمارے سامنے ہے۔ دہلی ہائی کورٹ کے جج عزت مرلی دھر نے دہلی فساد کے متعلق سماعت کرتے ہوئے دہلی پولس کو زبردست پھٹکار لگائی کہ انھوں نے متذکرہ تینوں بی جے پی لیڈروں کی اب تک ایف آئی آر نہیں کاٹی ہے، تو فساد میں ان کے کردار کی تحقیقات کیونکر ہو سکے گی اور یہ بھی کہا کہ دہلی کو ہم دوبارہ ۱۹۸۴ء نہیں بننے دیں گے، جب کہ وزیر اعظم اندرا گاندھی کی موت کے بعد بڑے پیمانے پر دہلی میں سکھ مارے گئے تھے۔ انھوں نے دوسرے دن صبح کی تاریخ دوبارہ سماعت کے لیے مقرر کی۔ تاہم رات تک خبر آ گئی کہ ایوان صدر کی طرف سے جناب مرالی دھر کا دہلی ہائی کورٹ سے تبادلہ کیا جاتا ہے۔ اب وہ پنجاب اور ہریانہ کے ہائی کورٹ کے جج کے عہدہ پر مقرر کیے جاتے ہیں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ دوسری صبح جب یہ مقدمہ عدالت میں متعین کیے جانے والے نئے منصف تک پہنچا، تو انھوں نے کہا کہ حالات ابھی ساز گار نہیں، اس لیے متذکرہ تینوں سیاسی لیڈروں کے خلاف ایف آئی آر فی الحال نہیں کاٹی جا سکتی اور ساتھ ہی انھوں نے اگلی سماعت کی تاریخ اپریل کے مہینے میں مقرر کر دی، جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ دانستہ طور پر یہ چاہتے ہیں کہ یہ معاملہ ڈھنڈے بستے میں چلا جائے۔

(۷) سیاسی پارٹیاں:

ملک میں اس وقت کئی مرکزی اور علاقائی سیاسی پارٹیاں موجود ہیں، جن میں دو تین کو چھوڑ کر باقی ساری پارٹیاں اپنے آپ کو سیکولر کہتے ہوئے فخر محسوس کرتی ہیں۔ ان سیکولر پارٹیوں میں سب سے بڑی کانگریس آئی ہے، جس کی کئی صوبوں میں اپنی حکومت ہے اور چند صوبوں میں علاقائی پارٹیوں کے ساتھ مل کر حکومت میں جزوی شرکت ہے۔

آگے بڑھنے سے پہلے ایک عمومی مفہوم پیش نگاہ رکھیے۔ کوئی شخص تجارت کرے، یا ملازمت کرے یا کچھ اور، سب کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ اس میں کامیابیوں کے عروج تک پہنچ جائے۔ ٹھیک اسی طرح سیاسی پارٹی، خواہ سیکولر ہو، یا مذہبی بنیادوں پر قائم ہوئی ہو، ہر پارٹی یہ چاہتی ہے کہ وہ حکومت کرنے کا اعزاز حاصل کرے۔

دوسری بات یہ بھی پیش نگاہ رہے کہ جمہوری ملک میں ضابطے کے مطابق جس پارٹی کے فتحیاب نمائندوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، اسے حکومت کرنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے اور یہ بات کہنے کی نہیں کہ فتحیاب نمائندوں کی اکثریت، عوام کے کثرت ووٹ کے عین مطابق ہوتی ہے۔ اس طرح آپ کہتے ہیں کہ عوام کی اکثریت جس پارٹی کے ساتھ ہے، حکومت اسی کے حوالے ہوتی ہے۔

اب ذرا جی کڑا کر کے یہ بھی سن لیجیے کہ عام طور پر سیکولر پارٹی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایسی پارٹی جو مذہب و ملت کی بنیاد پر شہریوں کے درمیان تفریق نہ کرے، تاہم ہندوستانی سیاست کے حوالے سے ایک تلخ حقیقت یہ ہے کہ یہاں سیکولر پارٹی کا یہ مفہوم زمیں بوس دکھائی دیتا ہے۔ یہاں زمینی حقائق کی روشنی میں سیکولر اور فرقہ پرست کا مطلب کچھ اور ہے۔ یہاں فرقہ پرست کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہندوؤں کو بھی خوش رکھے اور مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک بھی کرے، جب کہ سیکولر کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہندوؤں کو خوش رکھے اور مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک نہ کرے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ سیکولر پارٹی اس وقت تک مسلمانوں کی حمایت کرتی ہے، جب تک اس کے کسی اقدام سے ہندوؤں کی اکثریت ناراض نہ ہو جائے اور جب اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کے کسی اقدام سے ہندوؤں کی اکثریت ناراض ہو جائے گی، تو اُسے مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مثال کے طور پر کانگریس پارٹی کی حکومت کو لے لیجیے۔ سپریم کورٹ

میں شاہ بانو کیس کے حوالے سے مسلم پرسنل لا کو پس پشت ڈال کر ایک فیصلہ کردیا، جس سے مسلمانوں میں بے چینی پھیل گئی اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ ملک کے آئین میں تسلیم کیے گئے مسلم عائلی قوانین ختم ہوجائیں گے۔ پورے ملک میں مسلمانوں نے احتجاج کیا۔

اُس وقت کے وزیر اعظم راجیو گاندھی نے ہمارے مطالبات تسلیم کرتے ہوئے پارلیمنٹ میں ایک بل پاس کیا۔ تاہم یہ کانگریس پارٹی بابری مسجد کے حوالے سے مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک کرتی رہی، حتی کہ صدیوں پرانی مسجد کی عمارت ڈھادی گئی، وہاں طاقت کے زور پر عارضی مندر کی تعمیر ہوئی اور باقاعدہ پوجا بھی شروع ہوگئی، لیکن کانگریس پارٹی چپی سادھی رہی، نہ تو فوج حرکت میں آئی، نہ پولس نے کوئی اقدام کیا، نہ ہی عدالتوں کے ذریعہ مجرموں کو سزا ملی۔

متذکرہ دونوں مثالوں میں جو فرق ہے، وہ یہی ہے کہ پہلے مسئلہ میں چونکہ ہندوؤں کی ناراضگی کا خدشہ نہیں تھا، اس لیے مسلمانوں کے حق میں بل پاس کرکے مسئلہ حل کردیا گیا، اور دوسرے مسئلہ میں چونکہ عدل وانصاف کے تقاضے پورے کرنے میں اکثریت کی ناراضگی کا یقینی خطرہ تھا، اس لیے اسے پس پشت ڈال دیا گیا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کسی بھی فرقہ پرست یا، سیکولر پارٹی کے لیے یہ اچھی بات ہے بلکہ مدعائے سخن صرف اس قدر ہے کہ ہندوستانی سیاست میں یہی زمینی حقیقت ہے، اسے ہمیں نہ چاہتے ہوئے بھی تسلیم کرنا ہی پڑے گا۔

(۸) مسلم سیاسی طاقت:

یہ درست ہے کہ بعض بڑی مسلم آبادی والے صوبوں میں صوبائی اسمبلی میں چند نشستیں صرف مسلم ووٹ کی بنیاد پر جیتی جاسکتی ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسے کامیاب ہونے والے مسلم ایم ایل اے اپنے اپنے علاقوں میں ذاتی طور پر مسلم مفاد میں اقدامات تو کرجاتے ہیں، تاہم اجتماعی مسئلہ کے حوالے سے وہ اپنی برسر اقتدار سیاسی پارٹی کی رائے کے پابند رہتے ہوئے، یا تو درپردہ حمایت کرتے ہیں، یا پھر خاموشی اختیار کرلیتے ہیں۔

اگر کامیاب ہونے والا مسلم ایم ایل اے کسی سیکولر یا مسلم پارٹی سے تعلق رکھتا ہو، تو اسمبلی میں ہونے والی بحث میں اس کا کردار صرف آواز بلند کرنے تک محدود رہتا ہے۔ اس طرح آپ کہہ سکتے ہیں کہ مسلم ایم ایل اے، خواہ کسی سیکولر پارٹی سے ہو، یا کسی مسلم سیاسی پارٹی سے، نتیجے کے اعتبار سے ہمارے بڑے اجتماعی مسائل میں کوئی قابل ذکر خدمت انجام نہیں دے پاتے۔

اگر بات مرکزی انتخابات کے حوالے سے کریں، تو یہ حقیقت تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ پورے ہندوستان میں صرف ۱۵ حلقہائے انتخابات ایسے ہیں، جہاں سے صرف مسلم ووٹ کی بنیاد پر سیٹیں نکالی جاسکتی ہیں۔ ان پندرہ میں سے پانچ حلقے ایسے ہیں، جہاں مسلم رائے دہندگان کا تناسب پچاس فیصد سے کچھ زیادہ ہے، جب کہ باقی دس حلقوں میں مسلم رائے دہندگان ساٹھ فیصدی سے زیادہ ہیں۔ اس طرح پندرہ میں سے صرف دس حلقے ہی محفوظ کہے جاسکتے ہیں۔ یہاں پہنچ کر یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ۵۴۳ نشستوں والی پارلیمنٹ میں مفروضہ مسلم سیاسی پارٹی کے ذریعہ منتخب شدہ دس پندرہ نمائندے مسلمانوں پر ہونے والے ظلم و بربریت، یا اجتماعی مفادات کے خلاف ہونے والے اقدامات پر سوائے صدائے احتجاج بلند کرنے، اور کرہی کیا کرسکتے ہیں؟

اس لئے سچی بات یہ ہے کہ ہندوستان میں کسی بھی مسلم سیاسی پارٹی کا قیام ہمارے اجتماعی مسائل کا قابل نتیجہ حل نہیں۔

(۹) عالمی برادری:

اس حوالے سے جب ہم دنیا پر نگاہ ڈالتے ہیں، تو نہایت ہی تکلیف دہ صورت سامنے آتی ہے۔ عالمی جنگوں کے بعد اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آیا اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ اب دنیا تہذیب وتمدن اور عدل وانصاف کے ایک نئے عہد میں داخل ہورہی ہے۔ اب کہیں بھی ہونے والے ظلم وستم پر جب عالمی برادری صدائے احتجاج بلند کرے گی، تو اُسے توجہ کے ساتھ سنا جائے گا اور اس کے تدارک کی کوشش کی جائے گی۔

ہائے افسوس کہ دنیا کی سب سے بڑی بین الاقوامی تنظیم بھی عملی پس منظر میں صرف اپنے اور اپنے دوست ممالک اور دوست قوموں کے مفادات کے تحفظ کا آلہ کار بن گئی۔ اپنے کریں، تو بے جا تاویلات اور پردہ پوشی، اور دوسرے کریں، تو معاشی ناکہ بندی سے لے کر عسکری حملہ اور پورے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجادینے کی روایت ایک جانی پہچانی حقیقت ہے، جس سے قطعی مجال انکار نہیں۔ مثال کے طور پر اسرائیل، برما، افغانستان، اعراق، شام، لیبیا اور یمن کے حالات سامنے رکھیں، دونوں طرح کے رویوں کی جھلکیاں آفتاب نیم روز کی طرح نگاہوں کے سامنے ہوں گی۔

یہ تو رہا عالمی برادری کا کردار، اب ذرا اسلامی ممالک کے کردار

کے حوالے سے غور کیجیے، تو محسوس ہوگا کہ یہ تو غیروں سے کہیں زیادہ گئے گزرے ہیں۔ ان میں بعض عرب ممالک تو ایسے ہیں، جہاں وزیر اعظم نریندر مودی کو اعلیٰ ترین ملکی ایوارڈ سے نوازا جا چکا ہے، اس لئے ان سے تو زبانی احتجاج کرنے کی توقع بھی فضول ٹھہری۔

رہے دوسرے عرب ممالک، تو اُن میں سے اکثر عجمی مسلمانوں کے مسائل پر چپی سادھے رہتے ہیں، خواہ برما، کشمیر اور ہندوستان یا کہیں اور علاقوں میں کچھ بھی ہو جائے، وہ اپنے عیش و آرام میں خلل پسند نہیں کرتے۔

ان کے علاوہ غیر عرب اسلامی ممالک ترکی، انڈونیشیا اور ایران کبھی کبھی ہندوستان کے مسلمانوں کے خلاف ہونے والی زیادتیوں پر آواز بلند کرتے رہتے ہیں، تاہم یہ آواز فضائے بسیط میں تحلیل ہو کر گم ہو جاتی ہے اور نتیجہ ہمیشہ صفر رہتا ہے۔

یوں آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں پر ہونے والے ظلم و ستم اور تشدد و بربریت کے خلاف غیر مسلم عالمی برادری سے کسی خیر کی توقع تو جانے دیجیے، اپنوں کی حمایت سے بھی بظاہر کسی بہتری کی امید نہیں کی جا سکتی۔

یقین نہیں آتا، تو برما کی مثال ہمارے سامنے ہے، جہاں سرکاری سرپرستی میں مسلم آبادیوں پر قہر و غضب کے بادل ٹوٹ ٹوٹ کر برسے اور بچے، بوڑھے، خواتین اور جوان ہزاروں کی تعداد میں تہہ تیغ کر دیے گئے اور ہزاروں مکانات اور دکانیں زمیں بوس کر دی گئیں، تاہم عالم اسلام نے صرف آواز ہی بلند کی، کوئی عملی اقدام نہ ہو سکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت بڑی تعداد میں برمی مسلمان ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔

یہاں پہنچ کر کان قریب کریں تو ایک راز کی بات کہوں۔ غور کیجیے کہ جب برما جیسے چھوٹے سے غیر معروف اور غیر مفید ملک کے خلاف او آئی سی زبانی جمع خرچ سے زیادہ کچھ نہ کر سکا، تو ہندوستان جیسے بڑے ملک، جس سے کسی کا معاشی مفاد وابستہ ہے، کسی کا سیاسی مفاد اور کسی کا تجارتی مفاد، کے خلاف او آئی سی کے ممبر ممالک سے یہ توقع کیوں کر کی جا سکتی ہے کہ وہ عملی اقدامات کے ذریعہ ہندوستانی حکومت کو ظلم و ستم کے سدباب پر مجبور کر سکیں گے۔ اس طرح یہ بھی اچھی طرح ذہن نشیں کر لیجیے کہ عالمی برادری سے بھی مستقبل قریب میں کسی مدد کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

تجزیاتی مطالعہ

پچھلے صفحات میں ہم نے چند ذیلی عناوین کے تحت ہندوستان میں مسلمانوں کے واقعی حالات سے واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ میں نے زیر بحث موضوع سے متعلق ساری جہتوں کا احاطہ کر لیا ہے، تاہم اپنے تجربات کی بنیاد پر یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ زیادہ تر پہلو ہمارے سامنے آ گئے ہیں۔

آگے بڑھنے سے پہلے مؤدبانہ درخواست یہ ہے کہ گذشتہ معروضات کو نہایت سنجیدگی سے پڑھیے اور ایک بار تو اُسے ہر طرح کے ذہنی دباؤ اور ملی و سیاسی وابستگی سے آزاد ہو کر ضرور پڑھیے، اس کے بعد آنے والی تجاویز پر غور کرنے کی کوشش کیجیے۔

کہتے ہیں نا کہ اگر آپ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ایک اور ایک کا حاصل جمع دو ہوتا ہے، تو یہ بہر کیف تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ دو اور دو کا حاصل جمع چار ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح آپ نے گذشتہ اوراق میں ہندوستان کے زمینی حقائق کا ترتیب وار جائزہ لیا ہے۔ اگر آپ ان حقائق کو تسلیم کرتے ہیں، تو عرض یہ ہے کہ متذکرہ بالا مسلمہ زمینی حقائق کی روشنی ہی میں ایسے حل کی طرف نشاندہی ناگزیر ہے، جو ہمارے اجتماعی مفاد میں ہو۔ حل کی جانب پیش قدمی سے پہلے ایک بار پھر زمینی حقائق پیش نگاہ رکھ لیجیے:

- ☆ عام حالات میں ہندو و مسلم امن و سکون کے ساتھ رہتے ہیں۔
- ☆ فسادات اشتعال انگیزی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔
- ☆ دوران فساد پولس بلوائیوں کے ساتھ تعاون کرتی ہے۔
- ☆ فسادات میں تقریباً ۹۰ فیصد نقصان مسلمانوں کا ہوتا ہے۔
- ☆ مجرموں کو عام طور پر سزائیں نہیں ہوتیں۔
- ☆ عدالت کا کردار مشکوک ہو جاتا ہے۔
- ☆ سیکولر سیاسی پارٹی بھی اکثریتی طبقہ کو ناراض نہیں کرنا چاہتی۔
- ☆ مسلم سیاسی پارٹی کے طاقتور ہونے کے آثار دور دور تک نہیں۔
- ☆ عالم اسلام اور عالمی برادری سے کسی خیر کی توقع نہیں۔

تجاویز:

آگے بڑھنے سے پہلے قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی تحریر کا یہ اقتباس پڑھ لیجیے۔ انھوں نے بابری مسجد کی بازیابی کی تحریک پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا:

''یہ حقیقت بھی ذہن نشیں کر لینی چاہیے کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے، یہاں ہر کوشش کے ساتھ نتیجہ کا ربط اور ہر نتیجے کے پیچھے کوشش کا تعلق

فطرت کا ایک جانا پہچانا قانون ہے۔'' (شعور وآگہی)

اب نہایت ہی سنجیدگی کے ساتھ چند تجاویز سماعت کیجیے:

(۱) ہر حال میں اشتعال انگیزی سے پرہیز کیا جائے، حتی کہ اگر کسی علاقے کے ہندو اشتعال دلانا بھی چاہیں، تو اس کے جواب میں ہمیشہ نرمی، پیار اور حکمت سے معاملہ سلجھالیا جائے، جیسا کہ شاہین باغ اور جامعہ ملیہ کے لوگوں نے کیا ہے، جب کہ چند سر پھرے ہندوؤں نے شاہین باغ کے پرامن احتجاجی مظاہرہ اور جامعہ ملیہ کے سامنے بیٹھے ہوئے طلبہ وطالبات پر گولی چلائی، تاہم علاقے کے مسلمانوں نے طاقت سے جواب دینے کی بجائے، انھیں پولس کے حوالے کر دیا۔ اس طرح میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ پچھلے دو مہینوں میں اوکھلا کے مسلمانوں نے اپنی حکمت عملی اور دانشمندی سے کم از کم تین بار دہلی کو فرقہ وارانہ فسادات کے منہ سے باہر نکالا ہے۔

(۲) **احتجاجات:**

الف: علامتی احتجاج، جس کا دورانیہ دو چار گھنٹے کا ہو، کسی بھی علاقے میں کریں۔

ب: ایسا احتجاج جو دنوں، ہفتوں یا مہینوں تک جاری ہو، وہ صرف اور صرف ایسے علاقوں میں ہو، جہاں کی مسلم آبادی دس بیس ہزار پر مشتمل ہو اور یہ سب سمٹے ہوئے ایک جگہ رہتے ہوں جیسے، دہلی میں اوکھلا، ممبئی میں بھیونڈی، جمشید پور میں آزادنگر۔ وغیرہ

ج: حکومت کے کسی اقدام کے خلاف احتجاج کو طاقت ور بنانے کے لیے ملک کے انصاف پسند سکھ، دلت اور ہندو رہنماؤں کو بھی اپنے ساتھ شریک رکھنے کی کوشش کریں، کوشش ہو کہ غیر مسلم مذہبی رہنما بھی آپ کے موقف کی تائید میں بیانات دیں۔

(۳) کوشش کریں کہ اپنے مذہبی اور غیر مذہبی جلوس ان کے علاقوں سے نہ گزرے، خاص طور پر جب کہ حالات کسی قدر کشیدہ ہوں اور اگر عام حالات میں ان کے علاقوں سے گزرنا ناگزیر ہو جائے، تو شرکا سے درخواست کی جائے کہ وہ ہندو اکثریتی علاقوں سے گزرتے ہوئے نعروں سے پرہیز کریں اور نعت ومنقبت یا تلاوت قرآن کرتے ہوئے گزر جائیں۔

(۴) اگر ہندوؤں کے مذہبی جلوس کسی مسلم علاقے سے گزرنے والے ہوں، تو انتظامیہ کے تعاون سے کوشش کی جائے کہ وہ اپنے راستے تبدیل کرلیں، تاہم اگر ایسا نہ ہو سکے، تو جلوس کی راہ میں رہنے والے مسلمانوں سے درخواست کی جائے کہ جلوس کے گزرنے کے دوران وہ اپنے اپنے گھروں کے دروازے اور کھڑکیاں بند رکھیں، چھت پر چڑھ کر بھی جلوس کو دیکھنے کی کوشش نہ کریں۔ ساتھ ہی ساتھ راستے میں پڑنے والی اپنی دکانیں بھی کچھ دیر کے لیے مسلمان بند رکھیں۔

(۵) ملت اسلامیہ کی تقویت کے لیے موسم انتخابات سب سے زیادہ قیمتی اور اہم ہے۔ ایسے موقع پر اپنے علاقے کے سیکولر امیدوار کی نہ صرف حمایت کریں بلکہ رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے رضا کارانہ خدمات بھی پیش کریں۔

(۶) سال میں دو چار مرتبہ علمائے کرام، ائمہ عظام اور مسلم سماجی رہنما باہمی اتفاق سے کوئی ایسا پروگرام ضرور ترتیب دیں، جس سے ہندوؤں کے تعلق سے مسلمانوں کا رویہ سامنے آجائے اور فرقہ پرست طاقتوں کو سر ابھارنے کے مواقع نہ مل سکیں۔

مؤدبانہ گزارش:

بہت ممکن ہے کہ اگر آپ صرف تجاویز پڑھیں، تو یہ محسوس ہو کہ ان میں صرف اپنوں سے ہی سارے اقدامات کرنے کی گزارش کی گئی ہے اور حکومت سے کوئی مطالبہ ہے ہی نہیں؟

میں عرض کروں گا کہ بات آپ کی صدفی صد درست ہے۔ تاہم خیال رہے کہ جب حکومت ایسے لوگوں پر مشتمل ہو، جن میں کسی قدر انسانیت بھی ہو، تو بلا شک وشبہ حکومت سے بھی مطالبات کیے جانے چاہئیں، لیکن جب حکومت فرقہ پرست عناصر پر مشتمل ہو، تو اُن سے کسی طرح کی حمایت ونصرت کی توقع رکھنا ہی فضول ہے۔

چلتے چلتے عرض گزار ہوں کہ میری اس تجویز پر آپ کو حذف واضافہ کا پورا پورا اختیار ہے، ارباب حل وعقد سر جوڑ کر بیٹھیں اور جو گوشے زیر بحث آنے سے رہ گئے ہوں، اُن تک میری رسائی ممکن بنائیں۔

☆☆☆

☆ اسسٹنٹ پروفیسر لون اسٹار کالج ٹیکساس، ہیوسٹن (امریکہ)

(5) شہروں کی مسلم سیاست (Urban Muslim politics)

پوری دنیا میں عام طور پر جب کہ ہمارے دیش میں بطورِ خاص لاک ڈاؤن کی وجہ سے ہونے والی معاشی بدحالی پر اپنے جائزے بھیج سکتے ہیں۔ ادارہ

فکر امروز — گزشتہ سے پیوستہ

شہر میں چین نہ جنگل میں اماں ملتی ہے

محمد علی قاضی مصباحی★

شہروں کی مسلم سیاست کا حال تو انتہائی بدحال ہے۔ اکثر ناکارہ، نااہل اور ناتجربہ کار مسلمان جن کے پاس کچھ پیسہ آ گیا ہے یا جن کو لیڈرشپ کا چسکا ہے وہی خواہ مخواہ سیاسی ایکٹنگ اور نیتا گیری کرتے رہتے ہیں۔ جناب! ناکاروں، کم ظرفوں اور سستی شہرت کے مریضوں سے خود اُن کا علاج ہو نہیں سکتا چہ جائے کہ قوم وملت کا بھلا ہو۔ لیڈرشپ کا نشہ اُس وقت کارآمد ہو سکتا ہے جب لیڈر اپنی پارٹی کے ذریعے اپنی قوم کا کوئی ٹھوس، مضبوط، تعمیری اور دوررس نتائج پر مبنی کام کرے یا پھر کام نہ ہونے کی صورت میں وقت آئے تو سیاسی مفادات سے بلند ہو کر قوم وملت کے لئے پارٹی ہی کو الوداع کہہ دے۔ ورنہ ایسی لیڈرشپ سے کیا فائدہ؟ جس میں سوائے خوش فہمی، جی حضوری، سب کو سلام و نمسکاری، بیکار کی غلام گیری و بے ضمیری اور کسی بھائی کی نہ کوئی ہمدردی نہ دستگیری ہو۔ اس پر طرہ یہ کہ آں جناب کسی ڈیپارٹمنٹ کے چیرمین ہیں تو فلاں صاحب فلاں کمیٹی کے صدر و ممبر ہیں، یہ لیڈر ہیں تو یہ پارٹی کے روح رواں ہیں۔ آپ سب کچھ ہیں کہ آپ کے بغیر شہر کی سیاست کامیاب ہو ہی نہیں سکتی اس پر ہمیں کوئی تبصرہ نہیں کرنا ہے مگر ہمارے لئے تو خوشی اُس وقت ہوتی جب آپ پہلے اپنی قوم کے ہوتے پھر پارٹی کے کہلاتے۔ آج بھی پارٹیوں میں اُسی کو عزت ہے جو اپنی قوم کا معزز ہے اور جو قوم میں اپنی ساکھ کھو چکا وہ پارٹی میں صرف آفس بوائے ہے، چاہے تو پارٹی میں رہے یا نکل جائے اُس کو پارٹی کی تو ضرورت ہے خود پارٹی کو اُس کی کوئی خاص ضرورت نہیں رہ گئی ہے۔

میری رائے یہ ہے کہ ہر صوبے میں (یہی عمل صوبائی سطح پر بھی کیا جا سکتا ہے) سے ہر ایک دینی مکتبہء فکر اور سیاسی و خانقاہی اور علمی و سماجی حلقہء علم ونظر سے دو دو مخلص، متحرک و بااثر شخصیات پر مشتمل ایک مرکزی کمیٹی ہو جس کا فیصلہ شریعت اسلامیہ سے متضاد نہ ہونے کی صورت میں مسلمانانِ ہند کے لئے سب سے بالا دست ہو۔ ہاں یہ نکتہ مرکزی کمیٹی کے ذہن سے اوجھل نہ ہو جائے کہ دینی وعلمی اور سیاسی وسماجی کسی بھی مسئلہ کے فیصلے کے لئے شخص واحد کو اتھارٹی یا سربراہ کل کی حیثیت نہ دی جائے بلکہ مذکورہ حلقوں سے منتخبہ شخصیات پر ایک پینل (Panel) ہو، پینل کا متفقہ فیصلہ ہی سب کا فیصلہ ہو تا کہ مذکورہ مرکزی کمیٹی میں کسی کو کسی پر بالادستی کی شکایت اور کسی کو کسی کی ماتحتی کا شکوہ نہ ہو۔ ایسے بھی ماضی قریب میں شخصیات کے نام پر نظریات کے نام پر اور جمعیات و تنظیمات کے نام پر دیش میں ابھرنے والی تمام مذہبی سیاسی اور سماجی و فلاحی قیادت سے قوم کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا ہے اور قوم کا حسن اعتماد بھی بری طرح مجروح ہوا ہے اور مابعد انہدام (Post-Demolition) تو ملک کی موجودہ معروف مسلم مذہبی وسیاسی قیادت کی نااہلی کھل کر سامنے آئی ہے۔ نہ صرف اپنوں کو اُن کی غلط قیادت کا افسوس ہوا بلکہ غیروں نے بھی ان کی بزدلی و نااہلی، آپسی رسہ کشی، موقعہ شناسی، خوش فہمی اور بے روح قیادت کا ماتم کیا ہے، اس لئے بجائے شخص واحد وصوبہء واحد کے ایک ایسی مرکزی و متحدہ (Central & Unified Committee) کمیٹی ہو جو، بہر صورت ہر طبقے اور ہر علاقے کی ترجمان ہو۔

ایک اچھی بات یہ ہے کہ اب گزشتہ سال دو سال سے ہمارے متذکرہ بالا معروضے کے مطابق دیش میں مسلم مذہبی قیادت کا رجحان بدلتا نظر آ رہا ہے۔ جس طرح سیاسی جماعتوں میں اتحاد (Alliance) کی لہر بڑھتی جا رہی ہے اسی طرح مذہبی و دینی مکاتب فکر میں بھی ملی مسائل کے لئے مسلکی اتحاد کی سوچ میں اضافہ ہو رہا ہے۔

(6) رابطے کا قیام (Networking problem)

آزادی کے بعد سے لے کر آج تک مسلمان پورے ملک میں بکھرے بکھرے رہے اور پارہ پارہ ہیں نہ ملکی سطح پر نہ صوبائی سطح پر حتی کہ ضلعی سطح پر بھی ان میں کوئی ربط وضبط (Lack of Networking) نہیں، ہر شخص و شہر ایک دوسرے سے کٹا ہوا ہے۔ ان کو نہ رابطے کی اہمیت کا خیال ہے اور نہ ہی ان کے اندر کوئی نظام رابطہ (Communication & Interaction System) ہے۔ جب کہ آج کی دنیا سمٹ کر ایک

گاؤں(Global Village) کی شکل اختیار کرچکی ہے۔ جو بھی رابطے میں ہے وہ لائن پر ہے اور جو رابطے میں نہیں ہے وہ پاس رہ کر بھی لائن سے کٹ کے دور ہوگیا ہے۔ جو، ربط وضبط (Contact) میں ہیں وہ نظام(System) میں ہیں اور جو ایسا نہیں وہ ہماری آپ کی سب کی پہنچ (Out of Reach) سے باہر ہیں حالانکہ وہ ہماری نظروں میں ہیں۔

لہٰذا سارے ملک میں رابطے کے قیام ودوام کے لئے ہماری کوئی ایسی تحریک یا آواز یا کوئی ایسا ذاتی پریس ومیڈیا ہو کہ جس کے ذریعہ سے ہم جتنا جلد ہوسکے ایک دوسرے سے نظریاتی وتنظیمی طور پر اس طرح قریب ہوں کہ ایک آواز اٹھی اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام صوبوں کے مراکز تک پہنچی پھر وہاں سے چلی تو ایک طوفانِ رحمت کی طرح ہر گاؤں ہر بستی اور ہر شہر حتی کہ ہر فرد مسلم تک پہنچی اور نتیجے میں پوری مسلم برادری حرکت میں آگئی۔ ادھر ہم نے مرکز میں بیٹھ کر رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً دعا مانگنا شروع کردیا، اُدھر پوری امت مسلمہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر بیک آواز آمین کی صدا بلند کرنا شروع کردے۔ ہمارے انتشار وافتراق کی داستانِ غم سننے کے بعد اب آپ اُن کے اتحاد وجمعیت کا یہ شاہکار نمونہ بھی دیکھئے اور سوچئے کہ مستقبل میں امت کا کیا ہوگا؟

آر ایس ایس شاخوں کی تفصیلات !60 ہزار شاخیں، 60 لاکھ رضا کار، 30 ہزار ادارے، 3 لاکھ اساتذہ، 50 لاکھ طلبہ، 90 لاکھ BMS کے اراکین، 50 لاکھ ABVP کے فعال ممبران، 10 کروڑ BJP ممبران، 500 اشاعتی گروہ، 4 ہزار پورے طور پر اپنی زندگی کو وقف کرنے والے ایک لاکھ سابق فوجی، 7 لاکھ ویشو ہندو پریشد اور بجرنگ دل کے اراکین، 13 ریاستوں میں اقتدار MP283 اور MLA500 آپ کو بہت وقت لگے گا آر ایس ایس جیسا بننے میں۔ آپ تو بس وہابی دیوبندی بریلوی شیعہ اور سنی جیسے لڑنے والے فرقے تک ہی محدود رہے (Watsapp Message)۔

اب جب کہ تقریباً پورا ہندوستان فرقہ پرست طاقتوں کے لپیٹ میں ہے جس کا اثر صاف صاف اور بالکل نمایاں طور پر نظر آرہا ہے۔ یوپی کے بریلی تھانہ شیش گڑھ حلقہ کے موضع ضیا نگلا رفیق ولد عبدالرشید کے مکان کی باہر دیوار پر لگائے گئے پوسٹر میں جو گورکھپور کے ممبر آف پارلیمنٹ یوگی آدتیہ ناتھ (یوپی کے موجودہ وزیر اعلیٰ) کے نام سے منسوب ہے اِس میں دھمکی دی گئی ہے ''اب بی جے پی سرکار، مسلمانو گاؤں چھوڑو'' اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسلم سماج کے لوگ 30 دسمبر 2017 تک گاؤں خالی کردیں۔ اگرچہ اس کی تحقیقات ہورہی ہے تاہم آنے والے دنوں میں مسلمانوں پر خطرات کے منڈلاتے ہوئے بادل صاف دیکھے جاسکتے ہیں جو ہمارے لئے بیدار ہونے کا ایک کھلا ہوا چیلنج ہے۔ (روزنامہ سہارا بنگلور مورخہ ۱۷ مارچ ۲۰۱۷)

(7) مسلم ووٹرس لسٹ کی ضرورت (Voters List)

ملک کو آزاد ہوئے سات دہائیوں سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے اور کئی مرتبہ ہم نے انتخابات کا سامنا بھی کیا ہے مگر اب تک ہمیں اندازہ تک نہ ہوسکا کہ مسلم ووٹرس لسٹ کتنی لمبی ہے اور اسمبلی و پارلیمانی حلقوں میں ہماری صحیح تعداد کیا ہے؟ اس لئے ملک میں بہت جلد ہماری ایک ووٹرس لسٹ تیار ہونا ضروری ہے تاکہ ہمیں صحیح صحیح معلوم ہوسکے کہ ہم کہاں کہاں ہیں اور ہر صوبے اور صوبے کے ہر ہر ضلع وشہر اور ہر ہر بستی و قصبے میں ہماری تعداد کیا ہے؟ ایک ایک ضلع میں مسلم آبادی کیا ہے اور ایک ایک تحصیل وتعلقہ میں ہمارے اعداد وشمار کیا ہیں؟ اور یہ بھی غلط نہیں ہے کہ ہماری صحیح صحیح پوزیشن معلوم نہیں کی جارہی ہے تاکہ ہم اپنے آپ کو نفسیاتی طور پر کمزور محسوس کرتے رہیں اور خائف ومنتشر رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ہمیں 14 کروڑ بتاتا ہے تو کوئی 20 کروڑ اور کوئی 25 کروڑ۔ ہاں آئے دن یہ اطلاع بھی ملتی رہتی ہے کہ فلاں شہر میں ووٹرس لسٹ سے ہزاروں مسلمانوں کے نام غائب ہیں۔ (تازہ رپورٹ کے مطابق کرناٹک میں 8، لاکھ مسلمانوں کے نام ووٹرلسٹ سے غائب ہیں۔ روزنامہ سالار بنگلور ۲۲ مارچ ۲۰۱۸)

ملک بھر میں 3 کروڑ مسلمانوں کے نام ووٹرلسٹ سے غائب!

سینٹر فار ریسرچ اینڈ ڈبیٹس ان ڈیولپمنٹ پالیسی (سی آر ڈی پی) کی طرف سے جمع کیے گئے اعداد وشمار کے مطابق ملک بھر میں 3 کروڑ سے زیادہ مسلمانوں اور 4 کروڑ سے زیادہ دلتوں کے نام ووٹرلسٹ سے غائب ہیں۔ ریسرچ اسکالر ابوصالح شریف اس کے پیچھے انتظامی ناکامی اور بوتھ سطحی افسران کی طرف سے حالات کو قابو میں نہ کرپانے کو ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ ٹمل ناڈو میں 10 ہزار مسلمانوں اور دلتوں کے نام ووٹر لسٹ سے غائب ہیں۔ الیکشن افسران کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کے نام ووٹرلسٹ سے غیر ارادتاً غائب ہوئے ہیں۔ ان کے نام پھر سے شامل

کیے جانے سے متعلق درخواستوں کا عمل پورا ہونے کے بعد ان ناموں کو لسٹ میں دوبارہ شامل کرلیا جائے گا۔(روزنامہ سالار بنگلور 29مارچ 2019)

آسام میں لاکھوں مسلمانوں کے نام نیشنل رجسٹر آف سٹی زنیس (این آرسی) میں شامل نہیں کیے گئے ہیں۔قومی رجسٹر برائے شہریت میں نام شامل نہ ہونے کی وجہ سے اب تک پچاسوں لوگوں نے آسام میں خودکشی کرلی ہے۔اے آئی یو ڈی یف (AIUDF) پارٹی نے 2014 کے پارلیمانی انتخابات میں 3لوک سبھا سیٹیں حاصل کی تھیں کیونکہ بنگالی مسلمانوں کے ووٹ ان کے ساتھ تھے مگر اب کی بار ایسا نہ ہو پائے گا۔اکثر یہ خبر بھی پڑھنے کو ملتی رہتی ہے کہ سروے کے موقعے پر نام وغیرہ تو لکھ کر لے گئے تھے بعد میں معلوم ہوا کہ ان ناموں کو فہرست میں شامل ہی نہیں کیا گیا ہے۔

لہٰذا وقت آگیا ہے کہ ہم خود ہی کوئی تدبیر لڑائیں،پیش قدم کریں اور اسٹیٹ لیول،زونل لیول اور نیشنل لیول مسلم ووٹرس لسٹ تیار کرلیں۔ہمارے پاس وظیفہ یاب آئی اے یس اور آئی پی ایس نیز وظیفہ یاب اسٹیٹ آفیسرس اور سوشل ورکرس کی کمی نہیں۔یہ لوگ اس کام کو بہتر انداز میں کرسکتے ہیں اور ضرور کرسکتے ہیں اور اب مزید ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنے کا وقت نہیں رہا۔حکومت سے ہم کو یہ پرزور مطالبہ کرنا ہوگا کہ ہم جس علاقے کی نشاندہی کریں وہیں ہمارے نمائندوں کو اسمبلی اور پارلیمانی انتخابات کے لئے ٹکٹ دیئے جائیں تاکہ مسلم نمائندے زیادہ سے زیادہ منتخب ہوں یا کم از کم ہمارے مطلوبہ اشخاص ہی الیکشن میں کامیابی حاصل کریں۔ورنہ اسمبلیوں اور پارلیمنٹ میں ہماری گھٹتی ہوئی نمائندگی ہمیں بے نشان کردے گی اور کروڑوں مسلم ووٹرس ہمیشہ کے لئے میدان سیاست میں امام الہند سے محروم ہوکر رہ جائیں گے۔

ایک تازہ رپورٹ کی روشنی میں ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد ۲۰۵۰ء تک تین سو ملین یعنی ۳۰ کروڑ تک پہنچ جائے گی۔اگر ایک طرف یہ خوشی کی بات ہوگی کہ حضور ﷺ کی امت میں اضافہ ہوگا تو دوسری طرف ہمارے لئے آزمائشیں بڑھ جائیں گی۔امریکن حلقہ عقلاء کی پیونامی ایک ٹیم نے کہا ہے:

India will be home to most Muslims by 2050.India will be the country with the world's largest Muslim population,said American thik tank Pew Research Centre,this week. Presently Islam is the world's second largest religion after Christianity.India is set to be home to 300 million Muslims by 2050.

(The Times of India March , 3,2017)

اسی لئے چند مسلم مخالف وسیکولرزم مخالف طاقتوں نے ابھی سے واویلا مچانا شروع کردیا ہے کہ ہندو ملک میں گھٹ رہے ہیں اور مسلمان بڑھ رہے ہیں۔بی جے پی کے مرکزی وزیر کرن جی جو نے کہا ہے کہ ہندو گھٹ رہے ہیں کیونکہ وہ لوگوں کو ہندو نہیں بناتے ہیں۔ان کا دعویٰ ہے کہ 2001 کے سروے کے مطابق ہندوؤں کی آبادی 80.5 فی صد تھی اب گھٹ کر 2011 کے سروے میں 79.80 فی صد ہوگئی ہے۔یہ اخباری رپورٹ آپ کے سامنے حاضر ہے آپ خود پڑھیں:

Union Minister Kiren Rijiju today said Hindu population is reducing in India because Hindus never convert people.Minorities in India are flourishing unlike some countries around, he tweeted. According to the 2011 Census,Hindus make up India's 79.80 per cent of population and according to 2001 Census country's Hindu population was 80.5 per cent.

(Herald Voice of Goa Feb,14,2017)

مسلمانوں کی اقلیتی حیثیت خطرے میں:

(The minority status of muslims in danger)

مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کو دیکھتے ہوئے انہیں اقلیتی زمرے سے ہٹانے کی کوشش تیز ہوسکتی ہے۔مرکزی وزیر اور بہار سے بی جے پی کے لیڈر گری راج سنگھ نے کہا ہے کہ اقلیت کی تعریف اور حد بندی پر بحث کی ضرورت ہے اس لئے کہ 2050 تک ہندوستان کی مسلم آبادی سب سے زیادہ ہوجائے گی۔مسلمانوں کی اس بڑھتی ہوئی آبادی کو دیکھتے ہوئے انہیں اقلیتی زمرے سے ہٹا دیا جانا چاہئے۔اسی طرح 2014 میں اقلیتی وزیر محترمہ نجمہ ہبیت اللہ نے بھی یہ کہا تھا کہ ملک میں اب مسلمان اقلیت میں نہ رہے۔ہاں پارسی طبقہ اقلیت میں ہے۔(ماخوذ از روزنامہ سالار دہلی مورخہ ۶ مارچ ۲۰۱۷)

(8) قانونی چارہ جوئی (National Legal Cell)

ہمارے دیش کی ایک سب سے اچھی بات یہ ہے کہ یہاں کا نظامِ عدلیہ شہری عدالت سے لے کر ضلعی عدالت تک اور عدالت عالیہ سے لے کر عدالت عظمیٰ تک (From Civil Court to District Court and From High Court to Supreme Cout) ایک کامل ومکمل، جامع اور سیکولر ومنصفانہ قوانین کی بنیادوں پر قائم ہے۔ شہریوں کو یقین ہے کہ وہ کمزور ومظلوم ہیں تو اُن کی دادرسی ضرور ہوگی اور اگر کوئی خاطی وظالم ہے تو اُسے انصاف وقانون کے کٹھرے میں کھڑے رہنا ہے اور سزا پانا ہے۔ اسی لئے جہاں بہت سے پسماندہ و غریب افرادِ معاشرہ کو کورٹوں سے انصاف ملا ہے تو وہیں کئی نامور و مشہور، امراء وروساء اور سیاسی طور پر طاقتور سورماؤں کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے جانا پڑا ہے۔

اس کی زندہ مثال یہ ہے کہ دوسال قبل کی اخباری رپورٹ کے مطابق سینئر لیڈرس شری لال کرشن اڈوانی، مرلی منوہر جوشی، اوما بھارتی اور یوپی کے سابق وزیر اعلی کلیان سنگھ سمیت بی جے پی اور وی ایچ پی کے دسیوں سیاسی قائدین پر بابری مسجد کی شہادت کے معاملے میں مجرمانہ سازش کا مقدمہ دوبارہ چل سکتا ہے جیسا کہ سپریم کورٹ نے اشارہ دیا ہے اور کہا ہے کہ محض تکنیکی بنیاد پر انہیں راحت نہیں دی جاسکتی۔ (روزنامہ سالار دہلی مورخہ ۷ مارچ ۲۰۱۷)

لہٰذا ہمیں یہ کہنے میں ذرا بھی تکلف نہیں ہونا چاہئے کہ ہمارے ملک کی عدالتوں کا نظام مستحکم ہے۔ ہاں اس سے استفادہ کرنا یعنی مقدمات کی صحیح صحیح پیروی کرنا، شہادتوں، ثبوتوں اور دلائل ودستاویز کی بنیاد پر قابل وتجربہ کار اور ماہر وحاضر دماغ وکلاء کے ذریعہ نچلی عدالتوں سے لے کر اعلیٰ عدالتوں تک بلکہ عدالت عظمیٰ تک لڑائی کو اپنے منطقی نتیجے تک پہنچانا قومی وقار وملی وقار کے لئے ناگزیر ہے۔ آج ہماری قوم مظلوم ہے۔ اسباب کیا ہیں؟ تعلیمی پسماندگی، بے روزگاری، سرکاری نوکریوں سے محرومی، مساجد ومدارس پر حملے، مسلمانوں کے اوقافی جائداد پر اغیار کا قبضہ اور خاص کر فرقہ وارانہ فسادات اور دہشت گردی کے نام پر آئے دن ہونے والے مسلم نوجوانوں پر مظالم۔ اِن کے روک تھام کے لئے ہمارے پاس کوئی منظم ومربوط قانونی لڑائی کا بندوبست نہیں۔ اس لئے ہر شہر میں مسلم وسیکولر خیال وکلاء کا ایک سیل ہو، ہر دو چار اضلاع پر مشتمل قانونی کاروائی کے لئے ایک لیگل فورم ہو اور اسی طرح صوبائی وملکی سطح پر بھی نامور وباصلاحیت وکلاء کی ایک مضبوط جماعت ہو جو وقتاً فوقتاً ایمرجنسی حالات میں بھی اور عام حالات میں بھی اپنے مشن پر لگے رہیں اور ملت اور افرادِ ملت کا وقار بلند کریں، مظلوموں کی قانونی دادرسی کریں اور اُنہیں حوصلہ بخشتے رہیں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ کئی دفعہ فیض آباد، الہ آباد، ممبئی اور بنگلور وغیرہ شہروں کی عدالتوں میں بار ایسوسی ایشن والوں نے مسلم مظلوموں کی لڑائی لڑنے سے انکار کردیا تھا۔ عدالتوں کے فیصلوں سے پہلے ہی میڈیا اور بار نے انہیں دہشت گرد قرار دے دیا تھا۔ ان حالات میں ہمارے پاس ایک لیگل سیل (Legal Cell) ضروری ہے تاکہ ہماری لڑائی ہم خود لڑسکیں۔

(9) ریٹائرڈ مسلم آفیسرس کلب (Retired Muslim Officers Club)

آج ہندوستان میں ہم مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کو بنیادی طور پر چار باتوں کا خطرہ لاحق ہے، ہماری تاریخ کو، ہماری تہذیب کو، ہمارے مذہب کو اور ہماری زبان کو خطرہ لاحق ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا، اُن کی تہذیبی اقدار کو نسیاً منسیاً کردینا، اسلام کی تعلیمات کو انسانیت کے لئے مضر وغیر مفید بتانا اور اردو زبان کو غیر ضروری و غیر مطلوب زبان قرار دے کر ہمیشہ کے لئے اُسے غائب کردینا۔

یہ وہ شہ سرخیاں (Head lines) جن کی جانب ہماری توجہ بے حد ضروری ہے۔ انہی چار باتوں کی تہ میں ۲۰ کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کے صدیوں سے قائم ودائم وجود کو خطرہ لاحق ہوچکا ہے۔ مخالف یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ مسلمان ماضی میں حملہ آور تھے تو اب دیش دروہی ہیں، مسلمانوں کی تہذیب اور ہندوستانی قومیت میں تال میل نہیں، مسلمانوں کا مذہب ہندو مخالف ہے اور اردو صرف اِن کی زبان ہے البتہ ہندی زبان ملک کی زبان ہے اور پورے ہندوستانیوں کی زبان ہے اور سرکار کی زبان ہے لہٰذا اردو زبان کی چنداں حاجت نہیں۔ اس لئے اِن حالات میں ہماری رائے ہے کہ وظیفہ یاب مسلم آئی اے ایس، آئی پی ایس، یونیورسٹیز کے پروفیسرس، کالج کے پرنسپلس اور ہر اسٹیٹ کے مسلم یا سیکولر ذہن رکھنے والے بیروکریٹس پر مشتمل ایک متحدہ ومضبوط کلب قائم کیا جائے جو، ہر سطح پر مسلمانوں کی رہنمائی کرتا رہے اور حالات کی نزاکت اور ان کے نشیب وفراز سے انہیں آگاہ وباخبر کرتا رہے اور ان کے لئے مستقلاً لائحہ عمل (Line of Action) طے کرے۔

(10) صوبائی اسمبلیوں اور پارلیمنٹ میں ریزوریشن کا مطالبہ

(Demand for reservation in state assemblies and parliament)

دن بدن صوبائی اسمبلیوں میں اور ملک کی پارلیمنٹ میں مسلم ارکان کی گھٹتی ہوئی تعداد واضح اشارہ ہے کہ وقت وحالات کے گزرتے ہوئے دھارے مسلمانوں کو حکومت کے ایوانوں سے ہمیشہ کے لئے دور کردیں گے۔ یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کے ووٹ بٹتے ہیں مگر یہ اُس سے بھی زیادہ روشن، بار بار کی آزمودہ اور تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ مسلمان ہر پارٹی کو اور ہر شخصیت کو ہندو ہو کہ مسلمان، دلت ہو کہ برہمن اور سیکولر ہو کہ کمیونل سب کو ووٹ دیتا ہے مگر خود مسلمان کو، وہ لاکھ کیوں نہ اچھا ہو؟ ملک وملت کے لیے لاکھ کیوں نہ مفید ہو؟ مگر اُسے غیر مسلم کے خاطر خواہ ووٹ نہیں پڑتے۔ گویا الیکشن میں ہم سب کا خیال کرتے ہیں کہ ملک وملت کا بھلا ہوگا مگر ہمارے نمائندے کا کوئی پرسان حال نہیں۔ ان حالات میں سوائے اس کے کہ ہم صوبائی اسمبلیوں اور پارلمنٹ میں اعداد وشمار کے حساب سے اپنی نمائندگی کا پرزور مطالبہ کریں کوئی اور جمہوری راستہ نظر نہیں آتا۔ کیا ہمارے لئے قابل افسوس وقابل غور مسئلہ نہیں ہے کہ گزشتہ پندرہ برسوں سے ملک کی پارلیمان میں کرناٹک سے لوک سبھا میں ہماری کوئی نمائندگی نہیں جب کہ مختلف سرکاری اعداد وشمار کی روشنی میں کرناٹک میں مسلمان ایک کروڑ بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو سکتے ہیں۔

(11) برادران وطن میں نشر کی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ

(Eradication of misunderstanding spread among our brothers of nation)

قرآن حکیم میں صاف صاف موجود ہے کہ رحمت عالم پیغمبر اسلام سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے اقوام عالم کو اپنے حسن کردار، اپنے وسیع النظر اور آفاقی طرزِ اخلاق سے اسلام کو منوایا ہے۔ خدا کی کتاب اس کے لئے شاہد عدل ہے: اللہ کی رحمت سے آپ ان کے لئے نرم ہو گئے اور اگر آپ سنگ دل ہوتے تو یہ لوگ آپ سے دور ہوجاتے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران ۳ آیت ۱۵۹)

ترجمہ: تو کیسی اچھی اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہوجاتے۔

خود آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری تخلیق مقصد ہی حسن اخلاق کی تکمیل ہے: بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔ الحدیث)

آپ نرم رو ونرم خو تھے۔ سنگ دل وتنگ نظر نہ تھے اور آپ کے حسن تخلیق کا مقصدِ اعظم ہی درس اخلاق وانسانیت، درسِ مساوات واخوت، درسِ الفت ومحبت اور درسِ تہذیب وشرافت تھا۔ اغیار کے ساتھ حسن سلوک اور دشمنان اسلام کے ساتھ انسانیت کا برتاؤ یہاں تک کہ جانوروں کے ساتھ بھی ہمدردی کا جو سبق قرآن وسنت سے ہمیں ملا ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اور نہ صرف یہ کہ اسلام کا یہ کردار ہے بلکہ یہی اسلام کا معیار بھی ہے تو کیا اب بھی وقت نہیں آیا ہے کہ ہم اس ڈگر پر چل کر خود اسلام کا مظہر بنیں اور دوسروں کے سامنے اسلام کی عظمت و شوکت کا اظہار کریں۔

اب تو اسلام دشمنی ومسلم دشمنی اپنے عروج پر ہے اور آئے دن کوئی نہ کوئی نیا فتنہ مسلمانوں کو درپیش ہے۔ اصول فطرت ہے کہ جتنا اندھیرا گہرا ہوتا جاتا ہے روشنی کی اہمیت وضرورت اسی قدر تیز ہوتی جاتی ہے ایسے عالم میں ہلکی سی روشنی سے دور دور تک گہرا اندھیرا چھٹ جاتا ہے اور سنت الٰہیہ بھی یہی ہے کی دنیا میں جب بھی کفر وظلم حد سے بڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اسلام وانصاف کو کبھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے روپ میں نمرود کے مقابل، کبھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شکل میں فرعون کے خلاف اور کبھی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے وجود گرامی کے ذریعہ بو جہل وبولہب کی سرکوبی کے لئے ظاہر فرماتا رہا۔

خلاصہ یہ کہ داخلی سطح پر ہم نے ان مذکورہ حقائق کی طرف توجہ نہیں دی جب کہ دوسری جانب خارجی طاقتیں منظم ڈھنگ سے اسلام، پیغمبر اسلام اور عالم اسلام کے خلاف زہر افشانی کرتے رہے، ان پر کیک وناپاک حملے کرتے رہے اور کررہے ہیں مثلاً قرآن نفرت ودہشت کی ترغیب دیتا ہے، تعدد ازواج کا حکم دیتا ہے، پردے کا حکم دیتا ہے، عورتوں کی آزادی پر پابندی لگادی ہے، طلاق کا حکم دے کر صنف نازک کے ساتھ ظلم کیا ہے، پیغمبر اسلام زن پرست وشہوت پرست تھے (معاذ اللہ)، انہوں نے کئی کئی شادیاں کی ہیں، مسلمانوں نے تلوار کے زور سے دنیا میں اسلام پھیلایا ہے، مسلم سلاطین نے ہندوستان پر حملہ کیا اس لئے یہ حملہ آور ہیں، مندروں کو مسمار کیا ہے، ملک کو لوٹا ہے اور

ہماری عورتوں کو باندی بنایا ہے۔ وغیرہ (العیاذ باللہ تعالیٰ) لیکن ایسے موقعوں پر جذبات سے مغلوب ہوکر منفی طرز عمل اختیار کرنے کے بجائے ہمیں سنجیدہ ہوکر مثبت راہ اپنانا ہوگا اور اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ (النحل ۱۶ آیت ۱۲۵ ترجمہ: اپنے رب کے راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے) کے تحت دور حاضر کے وسائل اشاعت و پیغام رسانی سے کام لے کر اسلام و عالم اسلام سے متنفر و مشکوک قلوب واذہان کو مسخر کرنا ہوگا۔

یہ دعوت دینی ہوگی کہ مسلمانان عالم کے کردار کی روشنی میں اسلام کو سمجھنے کے بجائے اسلام کو براہ راست اسلام کی رشنی میں سمجھا جائے۔ یہ وضاحت کرنی ہوگی کہ تاریخ میں کسی مسلم سربراہ مملکت کی کسی غلطی کا خمیازہ اسلام یا مسلمانان ہند پر ڈالنے کی کوشش ایک مذموم حرکت ہے اور یہ بھی صاف بتادینا ہوگا کہ دنیا کی موجودہ مسلم حکومتیں مسلم مملکتیں تو ہوسکتی ہیں اسلامی حکومتیں نہیں کیونکہ ان کا دستور وآئین نظام مصطفیٰ نہیں اور اگر کہیں ہے بھی تو عملاً اُس کا نفاذ نہیں کے برابر ہے۔ پڑوسی ملک پاکستان نے نظام مصطفیٰ کے قیام کے بلند بانگ دعوے ضرور کیے (حالانکہ بس نام ہی ہے وہاں اس کی طرف حقیقتاً وعملاً کوئی قابل قدر پیش قدمی نہیں ہوئی ہے) جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعض برادران وطن میں نظام مصطفیٰ کے مدمقابل رام راجیہ نظام کے مطالبے کا جذبہ جاگ گیا پھر کیا ہوا کہ ملک میں صدیوں سے موجود آثار اسلامی اور مسلم دور حکومت کے آثار ونشانات کو قومی عظمت (National dignity) کے مخالف قرار دیا جانے لگا۔

قومی یکجہتی کو خطرہ (National integraty at stake)

راشٹر کی سیوا کا دم بھرنے والی تنظیموں نے صحافیوں کا برین واش (Brain-Wash) کرنے کے لئے ایک منظم تحریک کا آغاز کرچکی ہے۔ وجئے پور شہر میں ایک اجلاس گولڈن ہائٹ میں منعقد ہوا جس میں ۱۰۰ سے زیادہ الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا سے جڑے ہوئے صحافیوں نے شرکت کی اوران کے سامنے ۱۵ منٹ کی ایک ویڈیو فلم کے ذریعے آر ایس ایس کی مکمل تاریخ کو نشر کیا گیا۔ بعد ازاں شمالی کرناٹک پرانت کے پرچارک شنکر آنند نے ایک گھنٹے تک اس تنظیم کے متعلق صحافیوں کو جانکاری دیتے ہوئے بتایا کہ ہندوتوا کا دوسرا نام دیش بھکتی ہے اور یہ بھی کہ ہر ضلع میں آر ایس ایس ایک پرچار شعبہ قائم کرے گی جس کے ذریعہ ہر ایک ضلع ہیڈ کوارٹر میں ٹولی تشکیل دی جائے گی جس میں پرچار کے کام پر نوجوانوں کو لگایا جائے گا۔ شنکر آنند نے بتایا کہ ٹولی کا مقصد ہندوتوا کا پرچار کرنا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ پرچار شعبہ ہر ضلع میں اخباروں اور اخبار نویسوں کی ایک فہرست تیار کرے گی اس طرح قلمکاروں کو بھی آر ایس ایس سے جوڑنے کا کام کیا جائے گا۔
(روزنامہ سالار دہلی ۲۶ مارچ ۲۰۱۷)

گائے ذبح کرنے پر موت (Death penalty over slaughtering cow)

چھتیس گڑھ کے وزیر اعلی شری رمن سنگھ نے کہا ہے کہ گائے کاٹنے والے کو ہم پھانسی پر لٹکادیں گے، حال ہی میں گجرات اسمبلی نے بل پاس کیا ہے کہ گائے ذبح کرنے والے کو عمر قید کی سزا ہوگی اور ایک لاکھ سے پانچ لاکھ تک جرمانہ لگایا جائے۔ اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ نے شری آدتیہ ناتھ نے غیر قانونی مذبح خانوں پر پابندی لگائی ہے، چھتیس گڑھ کے وزیر اعلی شری رمن سنگھ نے کرسی سنبھالنے کے بعد گائے، بیل بھینس سب کے ذبح پر پابندی لگادی ہے۔

Have you heard of cow slaughter here in the past 15 years? If someone does that, we will hang him, Singh said.The CM's reaction comes in the wake of the BJP govt in Gujrat amending its law to make punishment for cow slaughter harsher , and Utter Pradesh CM Yogi Adityanath ordering a crakdown on illegal abattoirs and shop selling meat. After becoming Chief Minister of the ribal state in December 2003, he had banned the slaughter of cows,buffeloes and bulls
(D.H. April 2,2017).

مسلم آثار ہند کو خطرہ (Muslim monuments of the national importance are neglected)

اتر پردیش کی موجودہ یوگی جی کی قیادت والی حکومت نے ۳۲ صفحات پر مشتمل ٹورزم ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے ایک بک لیٹ شائع کیا ہے جس میں جملہ آثار قدیمہ کی اہمیت والی عمارتوں کے علاوہ خود گورکھپور کی گورکھناتھ مندر کا تذکرہ بھی شامل ہے جہاں سے یوگی جی کا تعلق ہے مگر افسوس کہ عالمی شہرت یافتہ، عالمی سات عجائب عالم میں شمار اور یونیسکو کی جانب سے ورلڈ ہیری ٹیج سائٹ (عالمی عمارتِ ورثہ) شناخت حاصل کرنے والی مغل بادشاہ شاہ جہاں کی تعمیر کردہ عجیب وعظیم

اور تاریخی وقدیم عمارت تاج محل کا نام اُس یوپی ٹورزم ڈیپارٹمنٹ کی سرکاری بک لیٹ سے غائب ہے۔ملک اور دنیا بھر کے سیاستدان، دانشور اور ماہرین تاریخ اس متعصّبانہ حرکت اور بد دیانتی پر حیران ہیں۔ اِس سے بھی حیرت ناک وافسوسناک تاریخی بد دیانتی کی مثال راجستھان کی وسوندرا راجے حکومت نے کیا کہ ان کی حکومت میں پڑھائی جانے سرکاری اسکولوں میں پڑھائی جانے والی نصابی کتاب میں یہ لکھ دیا کہ ہلدی گھاٹی میں ہوئی جنگ میں مغل بادشاہ جلال الدین اکبر نے نہیں بلکہ مہارانہ پرتاب نے فتح حاصل کی تھی۔انگریزی اخبار دکن ہیرالڈ کی یہ حسب ذیل رپورٹ آپ بھی پڑھیے:

Hindutva's latest:Taj Mahal vanishes! Built as a mausoleum for his wife Mumtaz Mahal by Mughal Emperor Shah Jahan.Taj Mahal is universally acknowledged as one of the world's seven wonders.Rabindernath Tagore memorably described it as "a teardrop on the cheek of time." The Unesco recognises it as a world heritage site.The Voyager space craft launched in 1977 carried a picture of the Taj Mahal so that it the spacecship was discovered by intelligent extraterrestrial beings,they would know that earthlings were capable of building some-thing so beautiful. The 32-page booklet released by the state government features most of the cultural and heritage sites in the state,including the Gorakhnath temple,of which Chief Minister Yogi Adityanath is the chief priest.But it does not mention the Taj Mahal even once. If the Adityanath governmet in UP does it by omitting the Taj Mahal from its brochure, the Vasundhara Raje government in Rajasthan has gone even further against the facts of history in teaching schoolchildren that it was Maharana Partap,not Mughal Emperor Akbar, who won the battle of Haldighati.(H.D. Hubballi- Dharwad, October 2017)

مذکورہ اخباری رپورٹوں کی روشنی میں اب کسی کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہ جاتی ہے کہ راشٹر کی سیوا کے نام پر چلائے جانے والے اداروں کے ارادے کیا ہیں؟ اور مرکز اور صوبوں میں برسراقتدار طاقتوں کا رجحان ومیلان بتلا رہا ہے کہ حکومت ،صحافت ،انتظامیہ، آئین اور عدالت کا آنے والے دنوں میں کیا نقشہ ہوگا۔حالات پوری قوت کے ساتھ ہمیں باخبر کررہے ہیں کہ کس طرح مخالفین اسلام قلم وقرطاس کی قوت سے مسلح ہوکر اور میڈیا وصحافت کی طاقت سے لیس ہوکر روز بروز نت نئی ،خود ساختہ اور شرانگیز خبروں، تبصروں اور تحریروں کے ساتھ مسلم بستیوں میں آگ لگانے اور انھیں تباہ وبرباد کرنے کی سازشیں رچ رہے ہیں۔اس لئے یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ ہم اپنے تعلق سے پیدا کی جانے والی غلط فہمیوں کا اس ڈھنگ سے ازالہ کریں کہ وہ نہ صرف غلط فہمیوں کا ازالہ ہو بلکہ اسلام کی صداقت وامانت اور اس کے پیغامِ امن وانسانیت کا اجالا بھی ہو۔علاقائی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر ملک وملت کی صحیح صحیح ترجمانی کرنے کے لئے پڑھے لکھے نوجوانوں کو صحافت کی طرف مائل کرنا ضروری ہوگا۔ایک طبقہ خصوصی طور پر میڈیا ہی کے لئے مخصوص و مختص ہوجائے تو کیا ہی بہتر ہوگا؟

بھارت کے ہندوؤں کی اکثریت مسلمانوں سے بھائی چارہ چاہتی ہے
(Remember! a large population of majority community is secular and wants peace with muslim brothers)

مذکورہ بالا ساری تفصیلی گفتگو کے باوجود ملک میں اکثریت کا اکثر طبقہ ملک میں مسلمانوں کے ساتھ فساد نہیں چاہتا ہے اس لئے ہمیں ان کے ساتھ مل جل کر رہنے کا فن سیکھنا ہوگا،ان سے دوستی بڑھانی ہوگی اور ان کے دل میں محبت سے جگہ بنانی ہوگی تب ہی جاکر ملک محفوظ رہے گا اور ملت ترقی کرے گی۔

ایک گزارش(An urge) یہ صحیح ہے کہ ہم دینی وسیاسی اور نظریاتی وجغرافیائی نکتہء نظر سے بٹے ہوئے ہیں اور مختلف الآراء ہیں مگر ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ کلمہ گو وکلمہ خواں ہونے کے ناطے بحیثیت ہندی مسلمان کے سیکولر مخالف وامن دشمن طاقتوں کی نگاہ میں ہم سب ایک ہی ہیں جیسا کہ کسی دل جلے نے کہا کہ سبھی کافروں نے تو مجھے مسلمان جانا مگر مسلمانوں نے تو مجھے کافر سمجھا۔لہٰذا جب تک مشترکہ مسائل میں کم ازکم ہم متحد الفکر ومتفق العمل نہ ہوں گے ملک میں ہمارا تحفظ ناممکن ہوگا۔

انجام سے غافل نا دانو مانو کہ نہ مانو تم جانو
اک درس حقیقت دے کے تمہیں اقبال سخنور جاتا ہے

اِس فریاد کے ساتھ اپنی گفتگو ختم کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ

میں نے مانا میری آواز نہیں جائے گی
در و دیوار سے ٹکرا کے پلٹ آئے گی
اب بھی موقع ہے اندھیروں کا کرو کوئی علاج
ورنہ یہ نسل اجالوں کو ترس جائے گی

☆☆☆

☆امام وخطیب مسجد منورہ بنگلور، جنرل سکریٹری جماعت اہلسنت
9448036144

کورونا کے بارے میں کچھ اہم معلومات

* کرونا وائرس کوئی زندہ جاندار نہیں بلکہ ایک پروٹین مالی کیول ہے جس کی بیرونی تہہ پر چربی lipid ہوتی ہے چونکہ یہ زندہ نہیں لہٰذا اِسے مارا نہیں جا سکتا بلکہ تحلیل رتباہ (disintegrate/dissolve) کیا جا سکتا ہے۔

* کیمسٹری کے قانون کے مطابق ایک جیسی چیزیں ایک جیسی چیزوں کو تحلیل کرتی ہیں like dissolves like تو کرونا وائرس (جو بیکٹیریا کی طرح زندہ نہیں بلکہ بے جان پروٹین ہے) کو الکوحل 65٪، کوئی بھی صابن اور 25 سے 30 ڈگری سینٹی گریڈ تک گرم پانی کافی ہے۔

* گرم پانی، صابن یا، الکوحل سے کم از کم 20 سیکنڈ تک ہاتھ دھونے سے کرونا multiply ہونے کی بجائے ٹوٹ پھوٹ disintegrate کا شکار ہوجاتا ہے۔

* کرونا نقصان کا عمل اُس وقت شروع کرتا ہے جب اُسے multiplication کیلئے سازگار ماحول میسر آتا ہے جبکہ disintegration کی صورت میں یہ فعال نہیں رہتا۔ multiplication کیلئے اُسے سازگار ماحول کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ ناک میں رطوبت، لعاب دہن۔ وغیرہ

* پروٹین مالی کیول ہونے کی وجہ سے مختلف چیزوں پر اُس کی عمر اُن چیزوں کی ساخت پر منحصر ہوتی ہے۔

* کرونا وائرس کی جسمانی ساخت کمزور ہوتی ہے۔ صرف اس کی بیرونی چربی کی تہہ اُسے مضبوط بناتی ہے۔ چربی کی یہ تہہ ٹوٹ جائے تو کرونا کا وار موثر نہیں رہتا۔ اس لئے گرم پانی، صابن اور الکوحل سے ہاتھ دھونے سے اس کی بیرونی تہہ ٹوٹ جاتی ہے اور اُسے multiply ہونے کا موقع نہیں ملتا۔

* فطری قانون کے مطابق حرارت چربی کو پگھلا دیتی ہے اور جب گرم پانی، صابن یا، الکوحل 65٪ استعمال کیا جائے تو اس کی چربی کی بیرونی تہہ ٹوٹ جاتی ہے۔ اندر سے یہ اتنا کمزور ہوتا ہے کہ چربی کی بیرونی تہہ کے ٹوٹ جانے سے خود بخود disintegrate ہوجاتا ہے۔

* کپڑوں، لکڑی اور دھاتوں پر اُس کی عمر 3 گھنٹے سے 72 گھنٹوں تک ہوتی ہے، اس لئے اُن چیزوں کو جھاڑنے یا ہلانے کی صورت میں کرونا وائرس ہوا میں پھیل جاتا ہے جو آسانی سے ناک یا منہ کے ذریعے آپ کے جسم میں داخل ہوسکتا ہے۔

* ٹھنڈا موسم اور اندھیرا، کرونا وائرس کے لیے محفوظ پناہ گاہ ہیں، اس لئے کوشش کیجیے کہ ایئر کنڈیشنز نہ چلایا جائے اور گھر کی لائٹیں آن رکھی جائیں۔

* کپڑے دھونے کے لئے 20 ڈگری سینٹی گریڈ سے اوپر گرم پانی استعمال کیا جائے۔ ٹھنڈے پانی سے اگر آپ کپڑے دھو رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کرونا وائرس کو multiply ہونے کے لیے سازگار ماحول مہیا کر رہے ہیں۔

* اگر آپ کے گھر میں کارپٹس بچھی ہیں تو اُن پر پانی نہ گرنے دیجیے۔ moisture کی موجودگی میں کرونا وائرس multiply ہوتا رہتا ہے۔

* تنگ جگہوں پر وائرس کی کنسنٹریشن زیادہ ہوتی ہے اور اُسے multiplication کے زیادہ مواقع ہوتے ہیں۔ اس لئے گھر کے اندر بیٹھنے اور سونے کے لیے تنگ کمروں کی بجائے بڑی جگہ کا انتخاب کیجیے تاکہ کرونا کو concentrated ماحول نہ مل سکے۔

* کسی بھی سطح کو چھونے کے بعد مثلاً گاڑی کا دروازہ، گھر کا دروازہ، یا کوئی اور چیز اپنے ہاتھوں کو فوری طور پر دھو لیجیے۔ کھانا کھانے سے پہلے اور فوراً بعد یہی عمل دھرائیے۔ یہ نظر نہیں آتا، اس لئے احتیاطی تدابیر پر عمل کر کے اس سے بچا جا سکتا ہے۔

امید ہے یہ معلومات آپ کے لیے مفید ثابت ہوں گی۔ پیش کش: صغیر احمد مصباحی، روزنامہ انقلاب، دہلی

کروناوائرس کی تاریخ، اقسام، مراحل، شرح اموات اور احتیاطی تدبیر

عطاء الرحمن نوری★

کروناوائرس دوقسم کے ہوتے ہیں: ایک انسانوں میں اور دوسرے جانوروں میں۔ انسانوں میں پائی جانے والی کرونا کی نوع یا اسپے سیز (Species) انسانوں کے لیے زیادہ مضر نہیں جب کہ جانوروں میں پائی جانے والی قسم اگر انسانوں میں منتقل ہوجائے تو یہ بہت زیادہ نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ کسی شخص میں موجود انسانی کرونا اسپے سیز کی تعداد بڑھ جائے تو اس شخص کو معمولی بیماری ہوتی ہے جیسے: سردی زکام وغیرہ۔ انسانی کرونا، اسپے سیز 30/تا 35/ڈگری درجۂ حرارت میں اپنے آپ کو Replicate یعنی ایک سے زیادہ میں منتقل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے جب کہ جانوروں میں پائی جانے والی اسپے سیز 35/ڈگری سے زیادہ درجۂ حرارت میں بھی اپنی افزائش کرسکتی ہے۔ یہ وائرس ناک کے اندرونی حصے اور گلے میں جائے پناہ تلاش کرتا ہے کیوں کہ ان جگہ درجۂ حرارت کم ہوتا ہے اور پھر سانس یا ہوا کے ذریعے یہ جسم میں داخل ہوجاتا ہے۔ یہ وائرس اعضائے تنفس کو نقصان پہنچاتا ہے جیسے پھیپھڑوں کو کمزور کرنا۔

کروناوائرس انسانوں میں کیسے منتقل ہوتا ہے؟

یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ کرونا کی ایک قسم انسانوں میں بھی موجود ہے مگر وہ زیادہ نقصان دہ نہیں ہے البتہ جانوروں میں موجود کرونا کی نوع انسانوں میں منتقل ہوجائے تو مضر ومہلک بن جاتی ہے۔ اس بابت سائنس دانوں کا ماننا ہے کہ تین وجہ سے جانوروں میں پایا جانے والا کروناوائرس انسانوں میں منتقل ہوتا ہے، جوحسب ذیل ہے:

(1) متاثرہ جانور اور انسان کے مابین بہت زیادہ لگاؤ یا گہرا رشتہ یا متاثرہ جانور کو کھانے کی صورت میں۔

(2) میوٹیشن یعنی ڈی این اے کی کیمیائی ترکیب میں تبدیلی کے ذریعے۔ (3) نامعلوم وجہ جس پر ہنوز ریسرچ جاری ہے۔

کروناوائرس کے قہر کی روداد

دنیا اب تک تین مرتبہ کروناوائرس کا قہر برداشت کرچکی ہے جس کی تفصیلات حسب ذیل ہیں:

(1) 2002ء میں چین میں جانوروں کی مارکیٹ سے پہلی مرتبہ کروناوائرس سے نقصان کا اظہار ہوا تھا۔ یہ مانا جاتا ہے کہ چمگادڑ کے ذریعے کروناوائرس بلیوں میں منتقل ہوا اور پھر بلیوں سے انسانوں میں۔ بعض محققین کا یہ بھی ماننا ہے کہ چین کے باشندے چمگادڑ، کتے، بلی اور چوہے بڑے شوق سے کھاتے ہیں اس لیے عین ممکن ہے کہ متاثرہ جانور کو کھانے یا انسانی رابطے میں آنے کی وجہ سے وائرس انسانوں میں آ گیا ہو۔ 2002ء سے 2004ء تک چین کی سرزمین پر یہ وائرس قہر ڈھاتا رہا، 2004ء میں اس کا کہرام ختم ہوگیا۔ اس وائرس کو سارس (SARS) کا نام دیا گیا تھا یعنی

Severe Acute Respiratory Syndrome

(2) 2012ء میں سعودی عرب میں دوسری مرتبہ کروناوائرس کی مہاماری کا آغاز ہوا۔ تسلیم یہ کیا جاتا ہے کہ یہ وائرس چمگادڑ کے جسم سے اونٹوں میں منتقل ہوا پھر اونٹوں سے انسانوں میں آ گیا۔ سعودی عرب میں اونٹ کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ اونٹوں کی افزائش، دیکھ ریکھ اور سواری کرنے والوں کو وائرس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس وائرس کو مرس (MERS) کا نام دیا گیا تھا یعنی

Middle East Respiratory Syndrome

(3) اب تیسری مرتبہ کروناوائرس سے پوری دنیا متاثر ہے۔ 2019ء میں چین کے ووہان شہر سے اس کا آغاز ہوا۔ 9/جنوری 2020ء کو کروناوائرس کی وجہ سے پہلی موت درج کی گئی۔ اِس مرتبہ اسے ''Covid-19'' کا نام دیا گیا ہے جس سے درجنوں ممالک میں لاکھوں لوگ متاثر ہیں اور ہزاروں لوگ لقمۂ اجل بن چکے ہیں۔

کروناوائرس چار طریقوں سے پھیلتا ہے؟

(1) ڈراپ لیٹس Droplets:

انسان جب بولتا، کھانستا یا چھینکتا ہے تب اس کے منہ اور ناک سے پانی کے باریک باریک چھینٹے باہر نکلتے ہیں۔ کروناوائرس سے متاثر شخص کے ناک اور منہ سے نکلنے والے چھینٹوں میں وائرس موجود ہوتے

ہیں۔ اگر یہ چھینٹے دوسرے شخص کے چہرے پر پڑ جائے یا کسی چیز یا جگہ پر گر جائے اور اس جگہ کسی دوسرے شخص کا ہاتھ لگ جائے اور پھر وہ شخص اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر لگالے تو وہ شخص بھی وائرس کی چپیٹ میں آجائے گا۔ اسی لیے احتیاطی تدابیر میں ماسک کے استعمال، بار بار چہرے پر ہاتھ نہ لگانے اور ہاتھ دھونے پر زور دیا جارہا ہے تا کہ وائرس سے کوئی دوسرا شخص متاثر نہ ہونے پائے۔

(2)ایروسول Aerosole:

کرونا سے متاثر شخص جب ہوا میں سانس چھوڑتا ہے تب اس کی سانس کے ساتھ کرونا وائرس بھی باہر نکلتا ہے جو چند گھنٹوں تک ہوا میں موجود رہتا ہے اور پھر اپنی موت آپ مرجاتا ہے۔ اگر اسی وقت وائرس کی موت سے قبل کوئی اسی ہوا کو اپنے اندر جذب کرلیں تو وائرس اس کے جسم میں داخل ہوجاتا ہے۔ آپ اسے اس طرح سمجھیں، جب کوئی بیڑی سگریٹ پی کر دھنواں ہوا میں چھوڑتا ہے تب کچھ دیر تک دھنواں ہوا میں موجود رہتا ہے۔ اس دھنویں سے جتنا نقصان سگریٹ پینے والے کو ہوتا ہے اتنا ہی اس کے آس پاس بیٹھنے والوں کو بھی ہوتا ہے۔

(3)فومائیٹس Fomites:

اگر متاثرہ شخص نے منہ اور ناک پر ہاتھ لگایا اور پھر بغیر دھوئے اسی ہاتھ سے کسی سے مصافحہ کرلیا یا کسی چیز کا لین دین کرلیا یا کسی چیز کو چھو لیا اور کوئی دوسرا شخص اسی چیز کو مس کرجائے اور مس کرنے کے بعد اپنے چہرے پر ہاتھ لگالے تو وہ شخص بھی متاثر ہوسکتا ہے۔

(4)فیکل اورل روٹ Fecal Oral Route:

کبھی کبھی یہ وائرس معدے اور آنتوں سے ہوتا ہوا جسم سے باہر بھی آجاتا ہے۔ اگر کرونا سے متاثر شخص کھلی جگہ بیٹھ کر حاجت کرتا ہے تب اس کے بدن سے نکلا ہوا وائرس کچھ دیر کے لیے ہوا میں گردش کرتا ہے یا پھر جب وہ اپنی صفائی کرتا ہے تب وائرس اس کے ہاتھ پر لگ جاتا ہے۔ اب اگر متاثر شخص نے پوری احتیاط کے ساتھ اپنے آپ کو صاف کیا اور صابن یا سینیٹائزر سے ہاتھوں کو دھولیا تو بہتر بصورت دیگر اس کے ہاتھوں کا وائرس دوسرے کو بیمار کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

کرونا کا شرح اموات

کرونا سے اب تک صفر سے دس سال تک عمر والے کسی بھی شخص کا انتقال نہیں ہوا ہے۔ دس سال سے زائد اور چالیس سال تک کی عمر میں وائرس سے موت کی شرح 0.2% ہے یعنی پانچ سو انسانوں میں سے ایک۔ اس عمر میں موت کی شرح کم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عمر میں انسان توانا و تندرست ہوتا ہے۔ اس کے بدن میں بیماری سے لڑنے کی طاقت زیادہ ہوتی ہے۔ قوت مدافعت مضبوط ہوتا ہے۔ چالیس سال سے اوپر موت کے امکانات کافی بڑھ جاتے ہیں اور پچاس سے زائد عمر والوں میں اور بھی زیادہ۔

اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اس عمر کے اکثر لوگوں میں پہلے سے ذیابطیس، بلڈ پریشر، دمہ، ٹی بی وغیرہ جیسی بیماریاں پائی جاتی ہیں۔ اس عمر میں قوت مدافعت بھی کم ہوجاتی ہے۔ ایسے میں کسی وائرس کا حملہ انھیں مزید کمزور بنا دیتا ہے اس لیے ایسے لوگوں میں موت کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ اس وقت ایسے کئی ممالک ہیں جنھوں نے اس بات کا اعلان کردیا ہے کہ کرونا وائرس سے متاثر لوگوں میں پہلے کم عمر والوں کے علاج کو فوقیت دی جائے گی اس لیے کہ ان کے اچھے ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت زیادہ عمر کے لوگوں سے۔ ایسا بھی ممکن ہے کہ کسی نوجوان پر وائرس کا حملہ ہوا مگر جسمانی طاقت مضبوط ہونے کے سبب مرض کی علامات کا اظہار کم ہوا ہے یا نہیں کے برابر ہوا، اور وہ از خود اچھا بھی ہوگیا مگر ایسا شخص چلتی پھرتی وائرس کی مشین اور فیکٹری بن جاتا ہے۔ وہ تو ٹھیک ہوجائے گا مگر اس کی وجہ سے بوڑھے ماں باپ متاثر ہوجائے تو ان کا ٹھیک ہونا اُن کے بروقت علاج اور ان کی قوت مدافعت پر منحصر ہوتا ہے۔

کرونا وائرس کا انکیوبیشن پریڈ یا ارتقائی مدت

ہر وائرس کا انکیوبیشن پریڈ (ارتقائی مدت) مختلف ہوتا ہے۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے کرونا وائرس کی افزائش کا وقت دو سے چودہ دن بتایا ہے۔ اس کا درمیانی یا اوسط وقت پانچ دن ہے۔

اس میعاد سے مراد یہ ہے کہ کسی کے جسم میں وائرس داخل ہوا مگر وہ وائرس واحد ہے اس لیے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جسم میں داخل ہونے کے بعد وائرس جسم کے پروٹین کا استعمال کرکے اپنی نقل تیار کرتا ہے۔ جب وائرس کی تعداد زیادہ ہوجاتی ہے تو از خود بیماری کی علامتیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے چودہ دنوں کے لیے متاثرہ مریض یا مریض کے اہل خانہ کو ''کورنٹائن'' کیا جارہا ہے تا کہ وائرس ختم ہوجائے یا اس کی علامتیں ظاہر ہوجائیں تا کہ اس کا علاج کیا جاسکے اور اس کے پھیلاؤ پر روک لگائی جاسکے۔

کرونا وائرس کی علامتیں

کرونا وائرس کے انفیکشن کے بعد انسانی جسم میں کچھ تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں انھیں علامتیں یا نشانیاں کہا جاتا ہے جیسے: بخار، کھانسی ،تھکان، دست، بدن درد، گلا خراب ہونا، سانس لینے میں تکلیف ہونا وغیرہ۔ یہ تمام علامات فلو، ٹائیفائیڈ، ملیریا، نمونیہ اور الرجی جیسی کنڈیشن میں بھی ظاہر ہوتی ہیں اس لیے ضروری ہوجاتا ہے کہ مزید دو باتوں پر غور کیا جائے تا کہ صحیح تشخیص ہو سکے:

(1) تصدیق شدہ کرونا سے متاثر شخص سے رابطہ ہوا ہے یا نہیں۔

(2) کسی ایسے علاقے میں جانا ہوا ہے جہاں کرونا کے مریض پائے جاتے ہیں۔ اِن علامتوں کے نظر آنے کے فوراً بعد گورنمنٹ ہاسپٹل یا ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہیے تا کہ گلے اور ناک کے SWAB سے لیباریٹری میں جانچ ہو سکے اور علاج کا اہتمام کیا جا سکے۔

کرونا وائرس کے تین مراحل

(1) پہلا مرحلہ Mild Stage:

یہ کرونا کی پہلی اسٹیج ہے۔ تقریباً 80 رفی صد لوگ پہلے مرحلے ہی میں ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اس مرحلے میں مریض کو ٹھیک ہونے میں تقریباً دو ہفتے لگتے ہے۔

(2) دوسرا مرحلہ Severe Stage:

چالیس یا پچاس سال عمر والے اس اسٹیج میں پہنچتے ہیں۔ تقریباً 14 فیصد لوگ اس اسٹیج کا شکار ہوتے ہیں۔ ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ زیادہ عمر والے پہلے سے متعدد بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور ان کی قوت مدافعت بھی کم ہوتی ہے۔ اگر بیس پچیس سال کا نوجوان بھی مذکورہ بیماریوں میں مبتلا ہو تو اُسے بھی اتنا ہی خطرہ لاحق ہے جتنا زیادہ عمر والے کو۔

(3) تیسرا مرحلہ Critical Stage:

پانچ فیصد لوگ آخری مرحلے میں جاتے ہیں۔ اس مرحلے میں اور بھی کئی دشواریوں کا سامنا ہو سکتا ہے جیسے دل، گردے، آنتوں، پھیپھڑوں کے نظام میں بے ترتیبی ہونا وغیرہ۔ اس مرحلے میں وینٹی لیٹر کی بھی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ یہ انتہائی خطرناک اور پُر درد مرحلہ ہے جس میں زندگی کا کم اور موت کا یقین زیادہ ہوتا ہے۔

احتیاطی تدابیر

درج ذیل احتیاطی تدابیر پر عمل پیرا ہو کر کرونا وائرس سے بچا جا سکتا ہے۔ کرونا کا سب سے بہتر اور یقینی علاج احتیاط ہی ہے، اس لئے پوری دنیا اُسی پر توجہ دے رہی ہے۔

(1) اپنے گھروں میں رہیں، ضرورتِ خاص کے تحت اگر باہر جانا بھی ہو تو فردِ واحد جائے، واپسی پر اپنے آپ کو کلی طور پر صاف کریں تا کہ باہر کے انفیکشن کا گھر میں نہ جائے۔

(2) اپنے ہاتھوں سے بار بار چہرے کو نہ چھوئیں۔

(3) کھانستے یا چھینکتے وقت ٹیشو پیپر یا رومال کا استعمال کریں۔

(4) چہرے پر ماسک اور ہاتھوں میں ڈسپوزیبل گلوز کا استعمال کریں۔ (5) مصافحہ و معانقہ سے پرہیز کریں۔

(6) بھیڑ بھاڑ والے علاقے میں جانے سے پرہیز کریں، اگر ہاسپٹل بھی جانا پڑے تو دوری بنائے رکھیں۔

(7) ہر دو تین گھنٹوں پر اپنے ہاتھوں کو صابن سے دھوئیں۔

(8) کرونا جیسی علامتیں نظر آنے پر فوراً ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

(9) الکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا کی منفی باتوں پر دھیان نہ دیں، منفی باتوں سے ڈپریشن ہوتا ہے اور ڈپریشن سے قوت مدافعت میں کمی۔

(10) متاثرہ علاقے سے اپنے کسی رشتے دار یا شناسا کو بغیر تحقیق و تفتیش کے اپنے گھر یا علاقے میں نہ لائیں۔ اگر واقعی میں ضرورت مند یا مستحق ہو تو حکومتی ڈپارٹمنٹ کے سہارے جانچ کے بعد ہی اسے اپنے علاقے یا گھر میں لائیں۔

(11) بھوکے پیٹ نہ رہیں اور آٹھ گھنٹوں کی نیند مکمل کریں۔

(12) فرائض و واجبات کی پابندی کے ساتھ تلاوتِ قرآن، اورادو وظائف، ذکر واذکار اور توبہ واستغفار کریں تا کہ قلبی سکون حاصل ہو اور پریشانی سے نجات ملے۔

☆ نوٹ: کرونا وائرس کے متعلق تاریخی و سائنسی معلومات نوری اکیڈمی یوٹیوب چینل پر موجود ہے، مزید معلومات کے لئے نوری اکیڈمی یوٹیوب چینل پر وزٹ کریں:

https://www.youtube.com/nooriacademy

☆☆☆

☆ فارماسسٹ وریسرچ اسکالر، مالیگاؤں، مہاراشٹر
9270969026

بھارت میں لاک ڈاؤن کیا کسی نئے انقلاب کا پیش خیمہ تو نہیں؟

دانش ریاض معیشت والا★

میں نے کچھ روز پہلے ہی نیٹ فلکس پر دیپامہتہ کے ڈائریکشن میں بنی ویب سیریز لیلیٰ اور انوراگ کشیپ کے ڈائریکشن میں بنی سیکرڈ گیمز دیکھی ہے۔ میں اس سیریز پر کچھ لکھنا ہی چاہ رہا تھا کہ وبائی مرض ''کرونا وائرس'' کا ہنگامہ شروع ہو گیا پھر ''جنتا کرفیو'' کی گھار لگادی گئی میں نے جہاں اپنے دوستوں کو اس بات کی تلقین کی کہ اب حالات خراب ہونے والے ہیں وہیں خطبہ جمعہ میں بھی ''نیو ورلڈ آرڈر'' کے حوالہ سے گفتگو کرتے ہوئے اپنی بنیاد کی طرف لوٹ جانے کا مشورہ دیا اور ضروریات زندگی سے متعلق تمام سامان کو یکجا کر لینے کی اپیل کی۔ لوگوں نے مشورے پر کتنا عمل کیا ہے، یہ تو معلوم نہیں لیکن ملک گیر لاک ڈاؤن کے بعد جب دوستوں کا فون آنا شروع ہوا تو محسوس ہوا کہ ہمارے لوگ آج بھی ہر معاملے کو محض مذاق ہی تصور کرتے ہیں۔

دلچسپ بات تو یہ ہے کہ مودی حکومت نے درست فیصلہ بھی جتنی دیر سے لیا ہے یہ خود اُن کی نیت پر سوالیہ نشان لگاتا ہے اور اس بات کی چغلی کھاتا ہے کہ آخر وہ کس کے اشارے پر تجاہل عارفانہ کا شکار ہو رہے تھے۔ دراصل اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ جہاں پورا ملک بلکہ پوری دنیا کرونا وائرس سے پریشان ہے وہیں لاک ڈاؤن کے بیچ ہی منسٹری آف ہاؤسنگ اینڈ اربن افیئرس کا متنازعہ سینٹرل وسٹا پروجیکٹ کے لئے نوٹیفکیشن جاری کرنا، ساتھ ہی بیس ہزار کروڑ کا سرمایہ مختص کرتے ہوئے وزیر اعظم کے گھر کی تعمیر کے ساتھ نئے پارلیمنٹ ہاؤس کے عمارت کی تعمیر پر زور ڈالنا کسی سنجیدہ بحث کی دعوت ضرور دیتا ہے۔ اسی دوران ایودھیا میں یوگی آدتیہ ناتھ کے ذریعہ رام مندر کی تعمیر کا آغاز کیا جانا جبکہ ایک طرف اتر پردیش پولس گھر سے باہر نکلنے پر غریبوں پر لاٹھی ڈنڈے برسا رہی ہو، اُن شہریوں کو بے چین کیے ہوئے ہے جو مستقبل شناسی کی شدھ بدھ رکھتے ہیں۔ افغانستان میں گرودوارے پر حملہ اور مسلمانوں کے خلاف سکھوں کو لا کھڑا کرنے کی کوشش کسی آنے والے طوفان کا پتہ ضرور دیتی ہے۔ یہ بات زبان زدِ عام ہے کہ اس وقت بھارت کا افغانستان میں عمل دخل بڑھا ہوا ہے، اس لئے آئی ایس آئی ایس نے جس ذلیل حرکت کا ثبوت پیش کیا ہے اُسے انٹرنیشنل مافیا بھی خوب سمجھتی ہے۔ مذکورہ لاک ڈاؤن کو میں محض قدرتی آفت کہتے ہوئے خدا کے حضور سجدہ ریز ہونے کی تلقین کرتے ہوئے گزر جاتا، اگر اسرائیلی وزیر صحت کا یہ بیان نظروں سے نہ گزرتا کہ

''کورونا سے نجات ہمارے مسیحا دلائیں گے''

دراصل اسرائیلی وزیر صحت یعقوب لٹزمان کے مطابق کورونا وائرس کا بحران اِس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ دنیا اپنے خاتمے کی طرف گامزن ہے اور وہ دن قریب ہیں جب ''مسیحا'' زمین پر اترے گا اور یہودی برادری کی فریاد رسی کرے گا۔ اپنے انٹرویو میں یعقوب لٹزمان نے کہا ہے کہ ہم دعا اور امید کر رہے ہیں کہ مسیحا فسح (جو یہودیوں کا آمد بہار کا تہوار ہے) کے موقع پر پہنچے گا، جو ہماری نجات کا وقت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مسیحا آئے گا اور جس طرح خدا ہمیں مصر سے نکال لایا تھا، اسی طرح ہمیں باہر لے آئے گا۔'' یعقوب لٹزمان کا مزید کہنا ہے کہ ''جلد ہی ہم آزادی کے ساتھ نکلیں گے اور مسیحا ہمیں دنیا کی دیگر تمام پریشانیوں سے نجات دلائے گا۔''

لٹزمان جو، الٹرا آرتھوڈوکس یونائیٹڈ تورہ یہودی پارٹی کے سربراہ ہیں، اسرائیل میں بنجامن نیتن یاہو حکومت کے ایک اہم رکن مانے جاتے ہیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ یہودی عقیدہ کے مطابق، مسیحا داؤدی نسل سے تعلق رکھنے والا مستقبل کا یہودی بادشاہ ہوگا جو، اسرائیل کو کسی بڑی تباہی سے بچائے گا۔ یہودی عقیدہ کے مطابق یہ مسیحا ''ایک نجات دہندہ ہے جو اختتام پر ظاہر ہوگا اور خدا کی بادشاہی میں داخل ہوگا'' یہودیوں کا ماننا ہے کہ مسیحا کی آمد قیامت سے پہلے ہی دنیا کو آخری مرحلے کی طرف لے جائے گی۔ اسرائیل کے وزیر صحت کا یہ بیان ایک ایسے وقت میں سامنے آیا ہے، جب اسرائیل میں کورونا وائرس سے متاثرہ افراد کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور اسرائیل میں کم سے کم ۸، اپریل تک لاک ڈاؤن کے اعلان کے باوجود اموات بڑھتی جا رہی ہیں۔

عبرانی کیلنڈر کے مطابق آمد بہار کا تہوار فسح اِس سال ۸، اپریل سے ۱۶، اپریل تک جاری رہے گا۔ فسح کا تہوار یہودیوں کے کیلنڈر میں سب سے اہم تہواروں میں سے ایک ہے۔ یوں تو بہت سی مختلف روایات اس تہوار سے منسوب ہیں اور یہ یہودیوں کے لیے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے تاہم اس کا نام دسویں صدی سے چلا آ رہا ہے اور یہ واقعہ عبرانی بائبل میں ملتا ہے۔

تقریباً اس سے ملتے جلتے خیالات ہی راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ کے کارکنان کے مابین بھی زیر بحث ہیں۔ایب سولیوٹ انڈیا کے قومی بیورو چیف جنہیں سنگھی ہونے پر فخر ہے جبکہ انہوں نے اکنامک ٹائمس کے ساتھ سہارا ٹائمس میں بھی کام کیا ہے اپنے ایک فیس بک پوسٹ میں لکھتے ہیں ''دھاوی سے موسوم سنوتسر ختم ہو چکا ہے اور پری دھاوی کے بعد پرمادی کا سنوتسر شروع ہو رہا ہے جو ہمارے لئے خوشیاں لائے گا''

راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ اس گھڑی میں بھی جس اطمینان سے بیٹھا ہے اور بی جے پی لیڈران جس اطمینان کے ساتھ رامائن دیکھ رہے ہیں سوشل میڈیا پر یہ تصویریں وائرل ہو رہی ہیں۔اب معاملہ اس امت کا ہے جس کے پاس سب کچھ ہوتے ہوئے بھی خواب غفلت کا شکار ہوئے بیٹھی ہے۔میڈیا اسکین کے احباب نے ایک پوسٹ میں لکھا ہے کہ ''کرونا وائرس کے بعد والی دنیا موجودہ دنیا سے بالکل مختلف ہوگی کیونکہ کرونا وائرس کے ذریعے ہمیں ایک نئے دور میں دھکیل دیا جائے گا۔یہ دنیا کیسی ہوگی آیئے دیکھتے ہیں:

(۱)لوگوں کو کنٹرول میں رکھنے اور باہر نکلنے سے روکنے کے لئے قرنطینہ میں رکھا جانا۔(۲)5G ٹیکنالوجی کی آمد۔(۳)معاشی تباہی۔ (۴)انسانوں پر سرویلنس یعنی نظر رکھنا۔(۵)جبری ویکسی نیشن۔ (۶)ڈیجیٹل کرنسی کا آغاز۔(۷)RFID چپ لازمی شرط۔ (۹)خوف کے زیر اثر لوگوں کے رویے کو جانچنا۔

ان میں سے کچھ مقاصد حاصل کر لیے جائیں گے باقی آنے والے چند سال میں بہت جلد حاصل کیے جائیں گے۔لوگوں کو آفات کے وقت گھروں اور کیمپوں میں بند رکھا جائے گا۔اس وائرس کی وجہ سے کرنسی نوٹ ختم کیے جائیں گے تاکہ وائرس نہ پھیل سکے۔نہ چاہتے ہوئے بھی حکومتیں مجبور ہوں گی۔یہ سب کیسے ممکن ہوگا؟اس کو کامیاب کرنے کیلئے 5G ٹیکنالوجی ضروری ہے جو انتہائی تیز رفتار ہے۔اس کے بغیر یہ ممکن نہیں۔اس لئے اس کو اُس کے نقصانات کے باوجود لایا جائے گا۔اگر یہ وائرس زیادہ دیر چلتا ہے تو دنیا کی معیشت کا بیڑہ غرق ہو جائے گا اور ایک نئے معاشی نظام کی ضرورت ہو گی۔5G کے ساتھ انسانوں کی سرویلنس کی جائے گی یعنی ہر انسان پہ نظر رکھی جائے گی۔لوگوں کو زبردستی ویکسین دی جائے گی جو مزید بیماریاں لائے گی اور دوائیوں کا کاروبار مزید پھیلے گا۔

کرنسی نوٹوں سے یہ وائرس پھیلتا ہے تو لازمی طور پہ اُن کو ختم کرنا پڑے گا۔اُ کے لئے ڈیجیٹل کرنسی لانچ کی جائے گی یعنی آپ اپنے پیسوں کے مالک تو رہیں گے لیکن اپنی جیب میں نہیں رکھ سکیں گے۔اس طرح حکومتوں کے لئے آپ کو کنٹرول کرنا زیادہ آسان ہوگا جب چاہیں آپ کو آپ کے پیسوں سے محروم کر دیں۔سب سے خوفناک بات کہ مائکرو چپ لگوانی لازمی قرار دی جائے گی جس کے بغیر آپ کوئی خریداری نہیں کر سکیں گے۔یاد رہے کہ یہ چپ ہی آپ کا سب کچھ ہوگی لیکن یہ صرف چپ ہی نہیں بلکہ اس کے ذریعے آپ کا دماغ کنٹرول کیا جائے گا۔خوف کے زیر سایہ لوگ کیسے رویہ اپناتے ہیں اس لحاظ سے قوانین بنائے جائیں گے۔

یہ دور جو بس آیا ہی چاہتا ہے اِس قدر بھیانک ہے کہ انسان کی سوچ بھی وہاں تک نہیں جاتی۔انسان کو انسان کی غلامی میں دینے اور پھر دجال کی غلامی اور دجال کے ذریعے شیطان کی غلامی میں دھکیل دینے کا پورا پورا انتظام۔یہ وائرس تو ختم ہو ہی جائے گا لیکن اس کے بعد جو قوانین بنیں گے وہ غلامی کا ایک تاریک دور ہوگا۔شاید اس حدیث کے پورا ہونے کا وقت آیا چاہتا ہے جب مسلمان قبر کو دیکھ کر کہے گا کہ کاش میں اس کی جگہ قبر میں ہوتا۔ حدیث میں ہے کہ مسلمانوں پہ بھی ضرور پہلی امتوں جیسے حالات پیش آئیں گے۔اب جو پچھلی امتوں پہ حالات آئے اُن سے ہم سب واقف ہیں۔یہ ہو کر رہے گا۔حدیث کا پورا ہونا لازم ہے۔''

کیا اِحیائے خلافت کے لئے دنیا کو تیار کیا جارہا ہے؟

کرونا وائرس کی وجہ سے عالمی لاک ڈاؤن نے جہاں دنیا کی معیشت تہ و بالا کر دیا ہے، وہیں جدید معاشرت کے ساتھ نئے سماج پر بھی گفتگو کا آغاز ہو چکا ہے۔آئندہ مہینوں میں جب بتدریج لاک ڈاؤن کا خاتمہ ہوگا تو دنیا جس معاشی بحران میں مبتلا ہوگئی ہے، اُس سے زیادہ معاشرتی وسماجی بحران کا شکار ہو چکی ہوگی۔نفسا نفسی کے عالم میں جہاں سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism) دم توڑ دے گا، وہیں اشتراکیت (Socialism) اِس بات کی کوشش کرے گا کہ دبے پاؤں اپنی ساکھ دوبارہ قائم کرے اور نئے عالمی نظام میں ان لوگوں کا ساتھ دے جو نیو ورلڈ آرڈر قائم کرنا ہی اپنی زندگی کا حاصل سمجھتے ہیں۔ایسے میں ان جھڑپوں کا آغاز ہوگا جس کے بارے میں مختلف روایات منقول ہیں۔

السنن الواردۃ فی الفتن کی وہ روایت جس میں بحر شرقی کی ناکہ بندی کر دیے جانے اور پھر جنگوں کا آغاز ہو جانے کی بات کہی گئی ہے، سب کے علم میں ہے۔بحیرہ شرقی چین کے مشرق میں ایک مختتم بحیرہ ہے جسے بحر الکاہل کا ہی حصہ تسلیم کیا جاتا ہے جو 1249000 مربع کلومیٹر

(482000 مربع میل) کے علاقے پر محیط ہے۔ کرونا وائرس کے پھیلاؤ پر چین و امریکہ کی ایک دوسرے پر الزام تراشی کے دوران دونوں ملکوں کی معاشی جد و جہد کا جائزہ لینے والے ماہرین کا کہنا ہے کہ اس لڑائی میں جہاں امریکہ اپنی ساکھ گنوا بیٹھے گا، وہیں نئے آب و تاب کے ساتھ چین پیر پسارے گا۔ چین و امریکہ تجارتی معاہدہ ختم ہو یا نہ ہو لیکن صیہونی مقتدرہ کا بیجنگ پر مضبوط گرفت ہی ہے کہ بھارت نے امریکہ کو آنکھیں دِکھانا شروع کر دیا ہے۔ ساؤتھ ایسٹ ایشیا پر صیہونی مقتدرہ کئی برسوں سے کام کرتا رہا ہے۔ میانمار میں مسلمانوں کی نسل کشی کو اگر اس نظریے سے دیکھیں تو شاید حقیقت تک پہنچنے میں زیادہ آسانی ہو۔ یکم اپریل ۱۹۵۰ کو بھارت نے جس طرح غیر کمیونسٹ حکومت ہوتے ہوئے بھی چین سے سیاسی رشتے اُستوار کیے تھے اور ''ہندی چینی بھائی بھائی'' کا نعرہ لگوایا تھا۔ ممکن ہے کہ عنقریب یہ نعرہ دوبارہ سنائی دے لیکن اس نعرے کی گونج میں بھارت کا مسلمان جس کرب کا شکار ہوگا، اُس کی تعبیر بعید از قیاس ہے۔ ملک گیر لاک ڈاؤن کے دوران سنگھ پریوار کے ذریعہ چلائی جانے والی مسلم مخالف مہم جس میں میڈیا کلیدی کردار ادا کر رہا ہے شاید اُسی طوفان کی طرف اشارہ کر رہا ہے لیکن ان تمام تر ہولناکیوں میں اطمینان ان کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ ہی کائنات کا مالک اور بہترین تدبیر والا ہے۔

سورہ انفال آیت ۳۰ میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ ''وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جبکہ منکرینِ حق تیرے خلاف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ تجھے قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں یا جلاوطن کر دیں۔ وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرما رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر تدبیر والا ہے۔'' ان لوگوں کو سکون عطا کرتا ہے جو اللہ کے دین کو اس دنیا پر غالب دیکھنا چاہتے ہیں۔ البتہ اس سکون کے ساتھ ان کے اوپر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ بڑی اہم ہے۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ دنیا اِس کربناک صورتحال سے بہت جلد نکلنا چاہتی ہے۔ اللہ رب العزت بھی اپنے بندوں کو اتنا ہی آزماتا ہے جتنی کہ ان کے اندر سکت ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے ہر دور میں رہنمائی فرمانے والا بھیجا ہے۔ سنن ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''میرے علم کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اِس امت کے لئے ہر سو سال کے بعد کوئی ایسا شخص پیدا فرماتا رہے گا جو اُس کے لئے دین کی تجدید کرے۔''

۱۹۲۴ میں خلافت کے خاتمہ کے بعد دنیا جس فکری رہنمائی سے محروم رہی ہے، شاید ۱۰۰ برس پورے ہونے کے بعد ہم دوبارہ کسی ایسی شخصیت سے متعارف ہو جائیں جو ہماری ہر طرح رہنمائی کر سکے اور یہی وہ رہنمائی ہے جو ہمیں خلافت کی نوید سناتی ہے۔ مسند احمد میں موجود حدیث کے مطابق حضور ﷺ نے پانچ ادوار کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلے دور میں آپ نے فرمایا کہ ''تمہارے اندر نبوت کا دور رہے گا جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ اُسے اٹھا لے گا جب اٹھانا چاہے گا پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ (دوسرا دور بھی) جاری رہے گا جب تک اللہ چاہے گا کہ رہے، پھر اللہ جب چاہے گا اُسے بھی اٹھا لے گا۔ اس کے بعد تیسرا دور ''کاٹ کھانے والی حکومت'' کا دور آئے گا۔ یہ دور بھی رہے گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر اللہ جب چاہے گا اُسے بھی ختم فرما دے گا پھر چوتھا دور ''جابرانہ بادشاہت کا آئے گا پھر پانچواں دَور یعنی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ ممکن ہے کہ اس حدیث کی روشنی میں ہم چوتھے دور میں داخل ہو چکے ہوں جہاں جمہوریت ختم ہوا چاہتی ہے اور ایک عالمی بادشاہت کے سامنے سب لوگ سرنگوں ہوا چاہتے ہوں۔ کفر و شرک اپنی تمام تر خباثتوں کے ساتھ اپنا ہر رنگ دِکھانے پر آمادہ ہے۔ حزب اللہ کے بالمقابل حزب الشیطان صف بندی کر چکا ہے۔ ایک طرف انسانیت ہے اور دوسری طرف انسانیت کو ختم کرنے والے۔ یعنی ایک طرف ہابیل کو چاہنے والے ہیں تو دوسری طرف قابیل کی اولادیں۔ شاید اسی دور میں تطہیری عمل کا آغاز ہو، اور فدایان اسلام کی صف بندی کر لی جائے، اس لئے ایسے وقت میں کوشش یہ کی جانی چاہئے کہ ایمان کی سلامتی کے لئے ہر اُس اسلامی عمل کو فروغ دیا جائے جسے کالعدم قرار دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

۲۴ جولائی ۱۹۲۳ کو سوئٹزرلینڈ کے شہر لوزان (Lausanne) میں جنگ عظیم اول کے اتحادیوں اور ترکی کے درمیان طے پانے والا معاہدہ لوزان (Lausanne) بھی اب ختم ہوا چاہتا ہے جس میں یہ کہا گیا تھا کہ اسلامی خلافت ختم کر کے سیکولر ریاست قائم کی جائے گی۔ اس لئے اس معاہدہ کے خاتمے سے قبل ہی پوری دنیا کی مقتدر قوتوں میں جن بحثوں کا آغاز ہو چکا ہے وہ یہی ہے کہ کہیں دنیا دوبارہ خلافت کی طرف تو نہیں چلی جائے گی؟ لاک ڈاؤن کے درمیان ایک تیاری تو اُن لوگوں نے کی ہے جو نظام عالم کو ایک خاص سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں جبکہ دوسری تیاری اپنے بندوں کی وہ رب کائنات کر رہا ہے جس کے قبضہ قدرت میں نظام عالم ہے۔ اب اس تیاری میں کون کس کے ساتھ جائے گا وہ تو وقت ہی بتائے گا لیکن ہر مومن یہ صدا ضرور لگائے گا کہ

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈھ کر اسلاف کا قلب و جگر

☆مدیر ہفت روزہ معیشت، ممبئی 9320995687

کروناوائرس،5G اور نینو چپ صہیونی ایجنڈا

محمد زکریا ہاشمی★

اکانومسٹ میگزین اپریل 2020 شمارے میں 5 خفیہ پلانز کا اعلان کیا گیا ہے۔اس تحریر میں پانچوں صیہونی پلانز کوڈی کوڈ کیا جائے گا۔

نمبر1: Everything is Under Control

اس کے معنی ہیں" ہر چیز طے شدہ منصوبے کے مطابق ہمارے کنٹرول میں ہے"۔ایک طرف پوری دنیا کرونا سے ڈر کر گھروں میں بیٹھی ہوئی ہے،حکومتیں سکڑ کر دارالحکومتوں تک محدود ہوگئیں،عوام کو دو وقت کی روٹی کے لالے پڑ گئے،کئی ممالک کو اپنی حیثیت برقرار رکھنے کے خطرے کا سامنا ہے لیکن آپ دیکھیں وہیں صیہونی میگزین فخریہ کرتا ہے کہ Everything is Under Control۔

یہ بات عقلمندوں کے کان کھڑے کرنے کے لیے کافی ہے۔کرونا وائرس کے ذریعے جس جال کو بچھایا گیا ہے وہ بالکل توقعات کے عین مطابق پورا ہو رہا ہے جب ہی صیہونی میگزین فخریہ کہتا ہے کہ سب کچھ طے شدہ منصوبے کے مطابق ان کے کنٹرول میں ہے۔

نمبر2: Big Government

اس سے مراد عالمی حکومت ہے۔اس بڑی حکومت کو صیہونی دانا بزرگوں کی خفیہ دستاویزات دی الیومیناٹی پروٹوکولز میں '' سپر گورنمنٹ '' کے نام سے بار بار بیان کیا گیا ہے۔اس کی تفصیلات بھی بیان کی گئی ہیں جن کے مطابق پوری دنیا کی ایک ہی" عالمی سپر گورنمنٹ" بنائی جائے گی جس کا حکمران فرعون و نمرود کی طرح پوری دنیا پر اپنے مسیحا کے ذریعے حکمرانی کرے گا۔

یہاں یہ بتانا بھی ضروری سمجھوں گا کہ ان کی عالمی حکومت بن چکی ہے۔یہ اقوام متحدہ ہے۔صرف اس کا اعلان نہیں کیا گیا۔ان کا منصوبہ یہ ہے کہ مستقبل میں کسی بھی وقت دنیا میں کرائسز پیدا کر کے (جیسے اس وقت ہیں) اقوام متحدہ کو ایک عالمی سپر حکومت میں تبدیل کر دیا جائے گا۔اقوام متحدہ کے جو بھی ادارے ہوں گے انہیں وزارتوں میں تبدیل کر کے اسے عالمی سپر گورنمنٹ قرار دے دیا جائے گا اور اس حکومت کی باگ ڈور ایسے یہودی النسل شخص کے ہاتھ دی جائے گی جو دجال کے لیے ہیکل سلیمانی تعمیر کرے گا اور یہودیوں کو چھوڑ کر باقی پوری دنیا کی اقوام کو اپنا غلام بنا لے گا۔

اب موجودہ دور میں آ جائیں، برطانوی وزیراعظم سے لے کر بہت سے عالمی رہنماؤں نے اب کھل کر کہنا شروع کر دیا ہے کہ ایک عالمی حکومت بنی چاہیے۔یہ سب اسی عالمی سپر گورنمنٹ بنانے کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔اگر اقوام متحدہ کا کوئی ایسا حکمران بن جائے تو ویکسین دینے کا اعلان کر دے تو دنیا کا کونسا ملک ہوگا جو اس کی حکمرانی تسلیم نہ کرے گا؟

نمبر3: Liberty

لبرٹی کا مطلب ہے"آزادی"۔یہاں آزادی سے مراد دنیا کو جو آزادی حاصل ہے اس کا کنٹرول اس"خفیہ ہاتھ" کے پاس ہے جو اکانومسٹ نے بطور علامت اپنے کور فوٹو پر نمایاں کیا ہے۔یہ وہ"خفیہ ہاتھ" ہے جو پردے میں رہ کر پوری دنیا کو چلاتا ہے۔آپ اس ہاتھ کو صیہونیوں کے 13 خفیہ خاندان سمجھیں جو پوری دنیا کی معیشت، زراعت، میڈیا، حکومت الغرض ہر چیز کی باگ ڈور سنبھالتے ہیں۔ورلڈ بینک ہو یا آئی ایم ایف یہ تمام ادارے ان کے فنڈز سے چلتے ہیں، اقوام متحدہ کا خرچہ پانی یہی دیتے ہیں، اقوام متحدہ کے تمام بڑے اداروں کے سربراہان ان کے اپنے لوگ اور یہودی النسل ہیں۔

اقوام متحدہ کو آپ ان کے گھر کے لونڈی سمجھیں۔آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک جیسے ادارے درحقیقت اقوام متحدہ کے ادارے ہی ہیں۔ آج یہ 13 یہودی خاندان اپنے مسیحا کے انتظار میں ہیں جس کے

بارے حال ہی میں اسرائیلی یہودی ربی اور یہاں تک کہ اسرائیلی سرکاری وزراء بھی اعلان کر چکے ہیں کہ مسیحا اسی سال آرہا ہے۔ایک نے یہ بھی کہہ دیا کہ وہ مسیحا سے ملاقات بھی کر چکا ہے اور بتا دیا کہ مسیحا اسی سال کسی بھی وقت آجائے گا۔یعنی یہ لوگ جانتے ہیں کہ مسیحا کون ہے لیکن اس کا فی الحال اعلان نہیں کر رہے۔

نمبر 4: وائرس یعنی کہ "کرونا وائرس" کا کنٹرول بھی اسی "خفیہ ہاتھ" کے پاس ہے۔جب پوری دنیا وائرس کے خوف سے کانپ رہی ہے تو یہ لوگ کون ہیں جو کہتے ہیں کہ وائرس ان کے قابو میں ہے؟ یا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ وائرس کے ذریعے انہوں نے پوری دنیا کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے۔

اسرائیلی وزیر دفاع خود کہتے ہیں کہ ہمیں وائرس سے کوئی پریشانی نہیں ہے کیونکہ جب 70 فیصد آبادی کو کرونا متاثر کر لے گا تو پھر از خود ختم ہو جائے گا۔یعنی وہ پہلے سے جانتے ہیں کہ اتنے فیصد آبادی متاثر ہوگی لیکن ساتھ ہی کسی قسم کی انہیں پریشانی بھی نہیں ہے۔یہ اس بات کی علامت ہے کہ پردے کے پیچھے وہ بہت کچھ جانتے ہیں جب ہی بالکل مطمئن ہیں، اسی لیے نہ لاک ڈاؤن کرتے ہیں نہ ہی انہیں کوئی پریشانی ہے بلکہ اعلانیہ کہتے ہیں کہ وائرس ان کے قابو میں ہے۔

نمبر5: The Year Without winter

اس کو اگر ڈی کوڈ کریں تو اس کا مطلب ہوگا کہ اس سال دنیا کو موسم سرما گھروں میں قید رہ کر گزارنا پڑ سکتا ہے۔یاد رہے اس وقت سال کا چوتھا مہینہ اپریل چل رہا ہے لیکن انہوں نے اعلان کر دیا ہے کہ اس سال موسم سرما نہیں ہوگا یعنی دنیا موسم سرما کے مزے اس سال نہیں لے سکے گی۔یہاں یہ بتانا ضروری سمجھوں گا کہ کرونا وائرس پر بنی فلم Contagion میں بھی ایک ڈائیلاگ بالکل ایسا ہی سننے کو ملتا ہے۔ایک لڑکی ویکسین کی عدم دستیابی پر اکتاتے ہوئی کہتی ہے کہ یعنی اس سال میرا موسم سرما برباد ہو جائے گا کیونکہ مجھے گھر میں قید رہ کر گزارنا ہوگا۔

اکانومسٹ میگزین، کانٹیجین فلم اور موجودہ صورتحال کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔اگر حالات بالکل اس فلم جیسے ہی چلتے ہیں تو پھر آپ کو وقت سے پہلے ہوشیار رہ کر تیاری کرنی ہوگی۔اگر لاک ڈاؤن مزید چند ماہ چلتا ہے تو ہر ملک کے پاس کھانے پینے کی اشیاء کی قلت ہو جائے گی، ڈاکے پڑنا شروع ہو جائیں گے، اس دفعہ لوگ پیسے نہیں بلکہ روٹی اور راشن چھیننے کے لیے ایک دوسرے پر بندوق چلائیں گے۔اس فلم میں بالکل ایسے ہی مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں۔

اسکے علاوہ کچھ اور عوامل بھی ہیں جنہیں ابھی تک اکانومسٹ میگزین نے نمایاں نہیں کیا۔شاید اگلے مہینے کے شمارے میں ظاہر کر دیں۔میں آپ کو پہلے ہی آگاہ کر دیتا ہوں۔

پہلا پروجیکٹ 5G ہے:

سب سے پہلے 5G انسٹالیشن ہے جو لاک ڈاؤن کے دوران دنیا کے بیشتر ممالک میں چپکے سے کی جا رہی ہے۔عالمی میڈیا کو اس کی رپورٹنگ سے روکا گیا ہے۔میڈیا پر آپ کو 5G کے متعلق کوئی خبر نہیں ملے گی۔لنڈن میں مکمل لاک ڈاؤن ہے لیکن وہاں 5 جی انسٹالیشن کا عملہ پھر بھی دن رات پولز پر ٹاورز نصب کرنے میں مصروف ہے۔پاکستان میں ٹیلی نار اور زونگ کمپنیوں نے اشتہارات کے زریعے 5 جی کی پروموشن شروع کر دی ہے۔

آخر یہ 5G کیا بلا ہے؟

یہ آپ کے لیے سمجھنا بہت ضروری ہے۔یہ دراصل انٹرنیٹ اسپیڈ کی تیز ترین رفتار ہے جو اگر کسی علاقے میں انسٹال کر دی جائے تو اس پورے علاقے کو ایک ''سپر کمپیوٹر'' کے ذریعے ہر وقت وڈیو پر دیکھا جا سکے گا۔علاقے کا کوئی فرد ایسا نہیں بچے گا جس کی جاسوسی ممکن نہ ہو۔موبائل سے لیکر ٹی وی، فرج، آٹو پارٹس اور گھر کی تمام اشیاء میں نصب چھوٹے خفیہ کیمروں کے ذریعے چوبیس گھنٹے ہر فرد کی جاسوسی ممکن ہو جائے گی۔

ملٹری سطح پر یہ کام پہلے ہی دنیا کی بڑی افواج کرتی رہی ہیں لیکن عوامی سطح پر اسے لانے کا بہت زیادہ سائنسی نقصان بھی ہے کیونکہ اس ٹیکنالوجی کی شعاعیں انسانی دماغ کیلئے انتہائی خطرناک ہیں۔ماہرین کے مطابق 5G سگنلز میں رہنے والا انسان ایسا ہوگا جیسے اس کا دماغ مائیکرو اوون میں پڑا ہوا ہو۔یہ انسان کو مختلف ذہنی بیماریوں کا شکار کر دے گی لیکن خفیہ ہاتھ کو اس کی پرواہ نہیں کہ انسانوں کے دماغ پر کیا بیتتی

ہے، انہیں صرف پوری دنیا کو ڈجیٹلائیز کرنا ہے اور اس مقصد کیلیے لاکھوں انسانوں کو مارنا پڑتا تو وہ اس سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

دوسرا پروجیکٹ Nano Chip بزریعہ ویکسین:

حال ہی میں ایک آرٹیکل پڑھا جس میں بل گیٹس نے 1 بلین ڈالرز کی سرمایہ کاری کرنے کا اعلان کیا۔ یہ اعلان پوری دنیا کو ڈجیٹلائیز کرنے کے متعلق تھا۔ سوال یہ ہے کہ پوری دنیا کو ڈجیٹلائز کیسے کیا جائے گا؟

اس کا جواب ہے 5G اور Nano chip سے۔

دیکھیں 5G کے ٹاورز بظاہر تو آپ کو انٹرنیٹ کی تیز سپیڈ دینے کیلئے ہوں گے لیکن ان کا اصل خفیہ مقصد انسانوں میں لگی نینو چپ (بہت زیادہ چھوٹی چپ) میں جمع ہونے والا ڈیٹا (یعنی آپ کی دماغی سوچ) کو کسی خفیہ جگہ جمع کرنا ہوگا۔ وہ "خفیہ ہاتھ" جسے آپ اکانومسٹ میگزین پر دیکھ سکتے ہیں پوری دنیا کے انسانوں کے دماغوں میں پیدا ہونے والی سوچ کو کسی نامعلوم جگہ پر اپنے "سپر کمپیوٹر" کے ذریعے دیکھے گا۔

میں وثوق سے کہہ دیتا ہوں وہ یہودیوں کا مسیحا یعنی دجال ہوگا جو کے دماغ بھی پڑھ لے گا بلکہ کسی کے بولنے سے پہلے اس کے خیالات بھی جان لے گا۔ بالکل ایسی ہی ایک حدیث بھی ملتی ہے کہ دجال ایک جگہ سے گزرے گا جہاں کسی شخص کے والدین فوت ہو گئے ہوں گے، وہ شخص سوچ رہا ہوگا کہ کاش میرے والدین دوبارہ زندہ ہو جائیں۔ دجال اس کی یہ سوچ اور خواہش پہچان لے گا اور اس کے بولنے سے پہلے ہی اسکے پاس جا کر اسے کہے گا کہ اگر میں تمہارے والدین کو زندہ کردوں تو کیا تم مجھے خدا مان لوگے؟ وہ شخص بولے گا ہاں کیوں نہیں۔ پھر دجال اپنے شیاطین کو حکم دے گا۔ وہ اس شخص کے والدین کے مردہ اجسام میں داخل ہو کر زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے اور اس شخص کو کہیں گے کہ بیٹا یہ (دجال) تمہارا رب ہے، اس کی بات مان لو، اس کی اطاعت کرو۔

یہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دجال اور اس کی قوتوں کو شیاطین کی مدد حاصل ہوجائے گی۔ یعنی وہ کوئی ایسی ٹیکنالوجی حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو جائیں گے جس سے دنیا میں موجود غیر مرئی مخلوق یعنی ''جنات'' سے ان کا رابطہ ممکن ہو جائے گا اور اسی کی مدد سے دجال شیطانوں سے مدد لے گا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اللہ روئے زمین کے تمام شیاطین کو دجال کے تابع کردے گا (تاکہ اس فتنہ عظیم سے دنیا کے آخری بہترین مسلمانوں کی آزمائش کرے)

اب اس پورے منظر عام کو اگر مختصر بیان کیا جائے تو یہ کچھ ایسا ہوگا کہ؛

خفیہ ہاتھ کامیاب ہو رہا ہے، ہر چیز طے شدہ منصوبے کے مطابق ان کے کنٹرول میں ہے۔

کرونا وائرس سے دنیا کو لاک ڈاؤن کروا کے وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہو رہے ہیں، ساتھ ہی انہوں نے چپکے سے 5G انسٹالیشن شروع کردی ہے اور بل گیٹس نے نینو چپس کی شروعات کیلیے اقوام متحدہ سے 1 بلین ڈالرز کا معاہدہ بھی کرلیا ہے۔ اس معاہدہ میں ویکسین بنے گی اور اسی ویکسین کے اندر اتنی چھوٹی نینو چپ ہوگی کہ جو انسان کو خردبین سے ہی نظر آ سکتی ہے۔ وہ دنیا کے ہر انسان کو دی جائے گی۔ Contagion فلم میں جو ویکسین سب کو دی جاتی ہے وہ ناک میں ڈالی جاتی ہے اور ساتھ ہی ایک ڈجیٹل کڑا ہاتھ میں پہنا دیا جاتا ہے جس سے ان کو کسی "خفیہ جگہ" سے مانیٹر کیا جا سکتا ہے۔

اب مجھے پورا یقین ہے بل گیٹس بھی اقوام متحدہ کو چلانے والے ڈالی جائے گی اور اسی کے زریعے نینو چپ بھی ہر انسان کے جسم میں داخل کی جائے گی۔ چونکہ چپ انتہائی چھوٹی ہے اور کسی بھی ویکسین کے ذریعے جسم میں ڈالی جاسکتی ہے لہذا کسی انسان کو پتا ہی نہیں چلے گا کہ وہ چپ زدہ ہو چکا ہے۔

دجال کی دنیا میں خوش آمدید:

جو پہلے سے اس فتنے سے آگاہ ہوگا وہی اس سے بچ پائے گا۔ جو لاعلم ہوں گے وہ پھنس جائیں گے، بہک جائیں گے، گمراہ ہو جائیں گے، سیلابی پانی میں تنکوں کی طرح بہہ جائیں گے۔ قوم مسلم کی حفاظت کی صورتیں نکالیں۔

☆☆☆

بزم عام

کورونا کی غیر معمولی مصلحانہ کرامتیں

پیش کش: عالمہ ام حبیبہ برکاتی★

اس سوال کا جواب نہایت ایمان افروز ہے کہ ٹیرس سے پیرس تک کورونا وائرس، کیا کر رہا ہے؟ ایک عرب اسکالر مستشار عدلی حسین کا کہنا ہے کہ کورونا وائرس پر لعنت مت بھیجو! کیوں کہ اس نے انسان کو انسانیت اور خالق کی حقانیت کی طرف متوجہ کیا ہے۔ وہ اپنے اس دعویٰ کے حق میں دلائل دیتے ہوئے مزید کہتے ہیں:

(۱) کیا پوری دنیا میں تمام عیش وطرب کے مراکز بند نہیں ہو گئے؟

(۲) سینما گھر، نائٹ کلب، شراب خانے، جوا خانے، ریڈ ایریا، بند نہیں کیا گیا؟

(۳) کیا خاندانوں کو ایک طویل جدائی کے بعد اُن کے گھروں میں دوبارہ اکٹھا ہونے کا موقع نہیں دیا گیا؟

(۴) کیا اُس نے غیر محرم مرد اور غیر محرمہ عورت کو ایک دوسرے کا بوسہ لینے سے نہیں روکا؟

(۵) کیا اُس نے عالمی ادارہ صحت کو اِس بات کے اعتراف پر مجبور نہیں کیا کہ شراب پینا تباہی ہے، اس لئے اس سے اجتناب کیا جائے؟

(۶) کیا اُس نے صحت کے تمام اداروں کو یہ بات کہنے پر مجبور نہیں کیا کہ درندے، شکاری پرندے، خون، مردار اور مریض جانور صحت کے لئے تباہ کن ہیں؟

(۷) کیا اُس نے انسان کو نہیں سکھایا کہ چھینکنے کا طریقہ کیا ہے، صفائی کس طرح کی جاتی ہے؟ جو ہمیں ہمارے رسول ﷺ نے آج سے ۱۴۵۰ سال پہلے بتایا تھا۔

(۸) کیا اُس نے فوجی بجٹ کا ایک تہائی حصہ صحت کی طرف منتقل نہیں کیا ہے؟

(۹) کیا اُس نے دونوں جنسوں کے اختلاط کو مذموم قرار نہیں کر دیا؟

(۱۰) کیا اُس نے دنیا کے فرعون حکمرانوں کو بتا نہیں دیا کہ لوگوں کو گھروں میں پابند کرنے، جبری بٹھانے اور ان کی آزادی چھین لینے کا مطلب ہوتا کیا ہے؟

(۱۱) کیا اُس نے لوگوں کو اللہ سے دعا مانگنے، گریہ وزاری کرنے اور استغفار کرنے پر مجبور اور منکرات اور گناہ چھوڑنے پر آمادہ نہیں کیا؟

(۱۲) کیا اُس نے متکبرین کے کبر وغرور کا سر نہیں پھوڑ دیا اور اُنہیں عام انسانوں کی طرح لباس نہیں پہنایا؟

(۱۳) کیا اُس نے دنیا میں کارخانوں کی زہریلی گیس اور بہت سی دیگر آلودگیوں کو کم کرنے کی طرف متوجہ نہیں کیا؟ جن آلودگیوں نے باغات، جنگلات، دریاؤں اور سمندروں کو گندہ کیا ہوا ہے۔

(۱۴) کیا اُس نے ٹیکنالوجی کو 'رب' ماننے والوں کو دوبارہ حقیقی رب کی طرف متوجہ نہیں کیا؟

(۱۵) کیا اُس نے حکمرانوں کو جیلوں اور قیدیوں کی حالت ٹھیک کرنے پر آمادہ نہیں کیا؟

(۱۶) کیا اُس کا سب سے بڑا کارنامہ، یہ نہیں ہے کہ اس نے انسانوں کو اللہ کی وحدانیت کی طرف متوجہ کیا؟

(۱۷) کیا اُس کی ایک کرامت یہ نہیں ہے کہ پیشہ ور تعویذ گنڈہ کرنے والوں کی اوقات سامنے آ گئی، قسمت سنوارنے والوں کی حقیقت واضح ہو گئی اور پلک جھپکتے ہر مرض کا علاج کرنے والے بھی نہ جانے کہاں گوشہ نشین ہو گئے۔

(۱۸) آج عملی طور پر یہ بات واضح ہو گئی کہ کس طرح بظاہر ایک وائرس لیکن حقیقت میں اللہ کا ادنیٰ سپاہی انسانیت کے لئے شر کی بجائے خیر کا باعث بن گیا۔

اس لئے اے لوگو! کورونا وائرس پر لعنت مت بھیجو! یہ تمہارے خیر کے لئے آیا ہے کہ اب انسانیت اُس طرح نہ ہوگی جس طرح پہلے تھی۔

(۱۹) آج دنیا جس کرب سے گزر رہی ہے۔ اک نظر نہ آنے والا وائرس پوری دنیا کے لئے تھریٹ بنا ہوا ہے۔ شخصی آزادی، جسمانی آزادی، میرا جسم میری مرضی، مائی باڈی مائی چوائس اور بڑے بڑے فرعون نما انسانوں کی اصلیت کھول کر نہیں رکھ دی؟

۱۹۹۵ء میں ہمارے ایک دوست کرنل حامد نے مزاق میں کہا تھا کہ اللہ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں! میں نے حیران ہو کے پوچھا: وہ کیوں؟ انہوں نے کہا، وہ رب ہے، وہ خود ڈرا لے گا۔

ڈرنے کی بات انسانوں کا شیطانی کردار ہے۔ آج وہ بات بالکل سچ ثابت ہورہی ہے پوری دنیا ایک چھوٹے سے بظاہر نظر نہ آنے والے وائرس کا بری طرح شکار ہے۔ سب کچھ کھا جانے والے چائنیز کے گھر سے شروع ہونے والا یہ وائرس وہاں اتنا نقصان نہیں کر سکا جتنا کر سکتا تھا۔

وجہ وہاں انسان نے انسان کو پابند کر دیا مگر اٹلی چھوٹا تھا مگر عوام مادر پدر آزاد تھی، غلامی کو نہیں مانتی اللہ کو بھی نہیں مانتی، سب کچھ ہونے کے باوجود اٹلی کے وزیر اعظم کا یہ بیان کہ زمینی طاقت اور وسائل اس کورونا کی آفت پر قابو پانے سے قاصر ہیں، اس کے لئے آسمان سے مدد کی ضرورت ہے۔

کیا یہ بات اُس عرب سکالر مستشار عدلی حسین کے دعویٰ کا ثبوت نہیں؟ اللہ سب کو محفوظ رکھے اِس وبا سے مگر جو اِس وَبا میں مارے جائیں گے، یا مارے گئے ہیں، اسلامی تعلیمات کے مطابق وہ شہید ہیں۔ مگر احتیاط لازم ہے، احتیاط نہ کرنا خودکشی اور خودکشی حرام ہے۔

☆☆☆

☆ معلمہ: کلیہ فاطمہ مدرسہ نسواں، جامعہ حضرت نظام الدین اولیا
ذاکر نگر اوکھلا، نئی دہلی 9990261528

☆☆☆

کرونا وائرس اور تنہائی

کرونا کی وجہ سے پوری دنیا میں لاک ڈاؤن کا سلسلہ ہے۔ ایسے حالات میں جبکہ بازار، شاپنگ مال، شادی ہال، تعلیمی ادارے، سرکاری دفاتر، ائیر پورٹس، ٹرانسپورٹ حتی کہ مساجد تک کو بند کر دیا گیا ہے۔ لوگ اپنے اپنے گھروں میں محصور ہو کر رہ گئے ہیں۔ پولیس اور فورس کی اضافی نفری تعینات کر دی گئی ہے، صوبوں اور ملکوں کی سرحدوں کو بھی سیل کر دیا گیا ہے۔

اِس تناظر میں لوگوں کا ایک جگہ یعنی مسلسل گھروں پر رہنا دوبھر ہو گیا ہے خصوصا وہ لوگ جن کا اکثر وقت گھر سے باہر گزرتا تھا بے چینی، بے قراری، اکتاہٹ اور بوریت کا شکار نظر آتے ہیں۔ ان میں سے بعض کہتے سنائی دیئے ''گھر میں دم گھٹنے لگا ہے'' کچھ کہتے نظر آئے ''زندگی کنوئیں کے مینڈک کی طرح لگنے لگی ہے'' کسی نے کہا ''زندگی اجیرن ہو گئی ہے'' تو کوئی اپنے آپ کو پابند سلاسل سے تعبیر کرنے لگا۔ سچ پوچھئے! تو یہ جملے سن کر مجھے (قبر) یاد آ گئی۔ حالانکہ اِس لاک ڈاؤن کے دوران ہمارے پاس کیا کیا سہولت نہیں۔ موبائل، سوشل میڈیا، الیکٹرانک میڈیا، لیپ ٹاپ، اسٹڈی کیلئے خوب صورت کتابیں، اس کے ساتھ ساتھ گھر والے، بال بچے، اچھی صحت، انواع واقسام کے کھانے، عمدہ ملبوسات، تازی ہوا، کھلی فضا، دوستوں اور رشتے داروں سے روابط، وسیع وعریض گھر سب کچھ تو ہمارے پاس ہے پھر کمی کس چیز کی ہے؟

غور کیجئے دنیا سے تو سب نے ایک دن جانا ہے اور قبر میں اترنا ہے۔ کیا قبر میں بھی یہ سب سہولتیں اور دل بہلانے والی چیزیں موجود ہوں گی؟ نہیں ہرگز نہیں، قبر کی تنہائی بھیانک ہے۔

کر لے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی   قبر میں ورنہ سزا ہو گی کڑی

اس لئے گزر اوقات کیلئے کیا کریں؟ چند مشورے پیش خدمت ہیں:

(۱) کسی اچھی کتاب کا مطالعہ کریں۔ (۲) قضائے عمری ادا کریں۔ (۳) مناسب وقت بچوں یا والدین کے ساتھ گزاریں۔ (۴) اچھی صحت کیلئے ورزش کریں۔ (۵) مدنی چینل دیکھیں۔ (۶) دوسرے شہروں میں موجود رشتے داروں سے رابطہ رکھیں۔ (۷) بچوں کو اسکول یا مدرسے کا ہوم ورک کروائیں۔ (۸) گھر کے کاموں میں گھر والوں کا ہاتھ بٹائیں کہ یہ سنت ہے۔ (۹) جو کام پینڈنگ میں ہوں انہیں پورا کرلیں۔ (۱۰) قرآن پاک کی تلاوت اور درود خوانی میں وقت صرف کریں۔ تلك عشرة كاملة

نوید کمال

بزم سخن

حضور ہم سے خفا ہیں

جا زندگی مدینے سے جھونکے ہوا کے لا
شاید حضور ہم سے خفا ہیں منا کے لا

ٹکڑوں میں بٹ گئی ہے امت رسول کی
ابوبکر سے کچھ آئینے صدق و صفا کے لا

دنیا بہت ہی تنگ مسلماں پہ ہو گئی
فاروق کے زمانے کے نقشے اٹھا کے لا

گمراہ کر دیا ہے نظر کے فریب نے
عثمان سے زاویے ذرا شرم و حیا کے لا

یورپ میں مارا مارا نہ پھرتے گدائے علم
دروازۂ علی سے یہ خیرات جا کے لا

باطل سے دب رہی ہے امت رسول کی
منظر ذرا حسین سے کچھ کربلا کے لا

جا زندگی مدینے سے جھونکے ہوا کے لا
شاید حضور ہم سے خفا ہیں منا کے لا

نتیجہ فکر: مظفر وارثی
پیشکش: ندیم ربانی مصطفوی

پھر اپنے گھر میں عبادت کی اجازت دے دے

ظلم جب تک تھا روا ہم بھی تھے گونگے بہرے
تیرے دربار میں ہم لوگ بھی مجرم ٹھہرے

نہ کبھی ذکر مساجد کے اماموں نے کیا
نہ کبھی ذکر سیاست کے غلاموں نے کیا

خاکِ جہاں پہ باغِ جناں ہیں یہ مسجدیں

اللہ کی عطاؤں کا در خانۂ خدا
دُکھ درد سے شفاؤں کا گھر خانۂ خدا

پاکیزگی کا ایک مکمل نصاب ہے
ہے دافع شرور و شرر خانۂ خدا

خاکِ جہاں پہ باغِ جناں ہیں یہ مسجدیں
محفوظ ہے بلاؤں سے ہر خانۂ خدا

جلوے یہاں طہارتِ روح وبدن کے ہیں
کرتا ہے ختم سارے ضرر خانۂ خدا

اِس سے بڑی پناہ کوئی ڈھونڈھ کر دِکھاؤ
تم بند کر رہے ہو اگر خانۂ خدا

ڈر کر اُسے ہی بند کیا ، آہ آہ آہ
خود جبکہ دور کرتا ہے ڈر خانۂ خدا

افسوس سب سے پہلے اُسی پر کیا حصار
کیا دے رہا تھا تم کو ضرر خانۂ خدا

بندے یہاں پہ ذمۂ فضل خدا میں ہیں
ہے پاسبانِ وقتِ خطر خانۂ خدا

توبہ کریں گناہوں سے اور یہ دعا کریں
روکے نہ ہم پہ اپنی ڈگر خانۂ خدا

جب کوئی غم ستائے تو مسجد میں جایئے
ہے اک طبیب زخم جگر خانۂ خدا

شیطانی وسوسوں کو جگر سے نکال کر
چل پڑیئے اُس طرف ، ہے جدھر خانۂ خدا

اُس سمت اٹھنے والے قدم پر ہیں نیکیاں
دیتا ہے جنتوں کا سفر خانۂ خدا

رنج و الم کے مارو ! چلو اُس پناہ میں
راحت کے بانٹتا ہے گہر خانۂ خدا

مرنا بھی اُس جگہ پہ ہے صد رشکِ زندگی
ہے دائمی کرم کا نگر خانۂ خدا

اس کی زمیں گواہ بنے گی بروز حشر
نارِ جحیم سے ہے سپر خانۂ خدا

پاتا ہوں اُس کے حسن وتقدس سے تازگی
آتا ہے جب فریدیؔ نظر خانۂ خدا

کرونا، ایک آزمائش اور قہر خدا

طبیبوں کے جگر حیرت زدہ ہیں
دوا کے سلسلے بے فائدہ ہیں

نہ کام آئی بلندی اور ترقی
گرے سب طائر چرخِ اَنا ہیں

ملا ہے خاک میں سارا تکبر
زمانے کے خدا بے دست و پا ہیں

سہارا خود ہوا ہے بے سہارا
صداؤں کے دہن ہی بے صدا ہیں

نظر میں ہیں قیامت کے مناظر
جدا باہم عزیز و اقربا ہیں

سمجھ میں آئی دنیا کی حقیقت
بس اک جھونکے کے یہ باغ و بِنا ہیں

ہوئے ہیں پست دنیاوی وَسائل
پریشانی میں سب فرماں رَوا ہیں

وہ اذیت کے شب و روز یمن والوں کے
خاک آلودہ جبیں، چاک بدن والوں کے

اہلِ کشمیر کے حالات کی پروا نہ رہی
اہلِ برما سے مواخات کی پروا نہ رہی

چین میں جاری عقوبت سے بھی نظریں پھیریں
شام والوں کی اعانت سے بھی نظریں پھیریں

کوئی اقدام کیا اور نہ دعا ہی کی ہے
ہم نے ہر روز یہاں بیٹھ خطا ہی کی ہے

دین کا کام تو ہم لوگ تھے کرنے والے
نام کشمیر کا لینے سے بھی ڈرنے والے

ہم نے بس دل میں برائی کو برا جانا تھا
اہلِ ایماں کے مصائب کو سزا جانا تھا

ہاتھ سے بڑھ کے برائی کو مٹاتے یا رب
کاش ایمان کے درجے کو بڑھاتے یا رب

تیرے مظلوم کی آہیں نہ رلاتی ہم کو
کاش رنگینی دنیا نہ سلاتی ہم کو

آج مظلوم کی ہر آہ کا بدلا دیکھا
ساری دنیا کے خداؤں کو بھی رسوا دیکھا

کوئی محفوظ نہیں تیرے غضب سے یا رب
بخش دے اور گناہوں کو مٹا دے یا رب

تیرے کمزور غلاموں کو سعادت دے دے
پھر ترے گھر میں عبادت کی اجازت دے دے

پیشکش: صغیر احمد مصباحی، دہلی

شعرائے کرام موجودہ حالات کے تناظر میں کہے گئے اپنے کلام کو بھیجنے سکتے ہیں

وَبا کی شکل میں رب کا غضب ہے — پلٹ آئی ہیں مظلوموں کی آہیں
خدا نے کھینچ لی تھوڑی سی رسّی — مسیحا خود گرفتارِ بلا ہیں
وہ چاہے تو ابھی ہوں دُور سب غم — کُرونا، کیا ہے اور آفات کیا ہیں
اُسی در پر چلو جھک جائیں ہم بھی — خمیدہ سَر جہاں ارض و سماء ہیں
گناہوں سے کریں رو رو کے توبہ — طفیل مصطفیٰ امداد چاہیں
اِسی میں ہے علاج دردِ عالم — نبی کی سنّتیں راحت فزا ہیں
ہم اپنائیں جو اسلامی طریقے — کھلیں امن و اماں کی ہم پہ راہیں
الٰہی رحم کر، فضل و کرم کر — تری جانب اٹھے دست دعا ہیں
صحت کی تازگی اُن کو عطا کر — وبا میں آج جو بھی مبتلا ہیں
مطیعوں کو بھلا کیا غم فریدیؔ — وہی مشکل میں ہیں جو بے وفا ہیں

حسب فرمائش

محب گرامی، پیکر اخلاص، محترم محمد اویس رضا صدیقی، نعت اکیڈمی ممبئی

نتیجہ فکر: مولانا سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی مسقط عمان، 96899633908

دلی کے گلی کوچے

گیتا ہے ثریا پر، منجدھار میں قرآں ہے — آندھی پہ جوانی ہے اور شمع فروزاں ہے
شہباز کی مسند ہے کرگس کے تصرف میں — ابلیس کے قبضے میں اورنگِ سلیماں ہے
منظر ہی بدل ڈالا بد روح حکومت نے — نمرود ہے، آتش ہے اور قومِ مسلماں ہے
پھر ترچھی نگاہیں ہیں کعبے پہ برہمن کی — معمار جو اُس کا تھا، بت خانے کا نگراں ہے
وہ آگ لگائی ہے آزر کے سپوتوں نے — ہر صاحب دانائی افسردہ و حیراں ہے
بجلی کے نشانے پر اب تیرے عنادل ہیں — اپنا یہ چمن یا رب! پھر حشر بداماں ہے
برما کے مماثل ہیں دلی کے گلی کوچے — انساں کا لہو گویا پانی سے بھی ارزاں ہے
دستار کی بزمیں بھی خالی ہیں تدبر سے — آنکھیں ہیں تو نم دیدہ پہلو ہے تو ویراں ہے
ہر شعبۂ ہستی ہے ہٹلر کے شکنجے میں — انصاف کی چوکھٹ بھی ظالم کی ثناخواں ہے

نتیجہ فکر: فضیل احمد ناصری

روح کا ساتھ بھی کچھ دور، رہا چھوٹ گیا — کتنے مزدور کا یوں راہ میں دم ٹوٹ گیا
وینٹی لیٹر کی سہولت بھی امیروں کے لئے — ماسک تک بھی مزدور غریبوں کے لئے
لاک ڈاؤن سے کرونا کی مصیبت کم ہے — بھوکے مر جانے کا مزدور کو ڈر ہے غم ہے
بھوکے مزدور پہ آفت ہے خدا خیر کرے — کیا قیامت کی سیاست ہے خدا خیر کرے

کورونا

دشمنِ جاں کو مات کر لیجے
چار دن احتیاط کر لیجے

اپنے گھر کے حسیں مکینوں کو
اپنی کل کائنات کر لیجے

رحم خود پر اگر نہیں آتا
اپنے بچوں کے ساتھ کر لیجے

یہ کوئی قید ہے کہ گھر بیٹھے
جس سے جی چاہے بات کر لیجے

آج موقع ہے مال و دولت کو
اپنی راہِ نجات کر لیجے

یہ حفاظت بھی اک عبادت ہے
جس قدر ہے بساط کر لیجے

پیشکش: سعدیہ ظفر مدنی

طالبہ درجہ دوم کلیہ فاطمہ زہرا، ذاکر نگر، نئی دہلی

ہندو پاک، ایران، نہ مرکز نظام الدین سے
یہ کرونا وائرس پھیلا ہے ملک چین سے
کوئی بھی مذہب نہیں ہوتا کسی بھی مرض کا
آج لیکن اِس کو جوڑا جا رہا ہے دین سے

☆☆☆

مسجدیں سونی پڑی ہیں راستے سنسان ہیں
شاہ راہیں چپ ہیں اور خاموش قبرستان ہیں
اہل ایماں لاک ڈاؤن پر عمل کرتے ہوئے
گھر کے اندر محو وِردِ آیت قرآن ہیں

کاوشِ فکر

سید قیصر خالد فردوسی، نقیب وشاعر، دہلی

توبہ کا ہے یہ وقت

کورونا اِک عذاب ہے، لعنت خدا کی ہے
توبہ کا ہے یہ وقت، یہ ساعت دعا کی ہے

یا رب دعا کریں بھی تو کس منھ سے ہم کریں
غرق گنہ امید پہ عفو خطا کی ہے

کلمہ پڑھا ہے جس کا ہیں باغی اسی سے ہم
طاعت رسول کی نہ اطاعت خدا کی ہے

بہکے قدم ہیں حکم خداوندی کے خلاف
گم پیروی حدیث رسول ہدیٰ کی ہے

عیش و نشاط دنیا میں یوں مبتلا ہوئے
ماں باپ کی ہے فکر نہ کچھ اقربا کی ہے

پابندی بھی رہی کہاں صوم و صلوٰۃ کی
احساس پر گرفت گناہ و خطا کی ہے

نشہ چڑھا ہوا ہے شکم پروری کا یوں
تمیز ہی نہ حل و حرام غذا کی ہے

بادی ہوا ہے خون تو کیا ہوگا دل کا حال
پرہیز کی ہے فکر نہ شرم اتقا کی ہے

سوچو کہ کیا ہے غایت تخلیق انس و جن
اللہ کی عبادت و حمد و ثنا کی ہے

کس کے لئے کہا گیا ہے خیر امت
میرے وجود سے ہی مری روح شا کی ہے

حاصل کرو کہ علم ہے اللہ کی صفت
تفسیر یہ ہی آیت غارِ حرا کی ہے

حیرت میں ہیں فرشتے ہمیں دیکھ دیکھ کے
مسجودِ نوریاں ہیں ہم اصل اپنی خا کی ہے

اللہ عقل و فہم دے ایماں کا نور دے
عرفانِ نفس چیز یہ لطف و عطا کی ہے

مومن کی جاو مال ہے لاریب اُس کی ملک
قرآن میں یہ خوش خبری اِشترا کی ہے

کس پر کھلے ہیں رازِ حروف مقطعات
یٰسٓ طٰہٰ، بات الف لام را کی ہے

رحمت تلاش لے گی ہوں مومن جہاں کہیں
قید اس میں کچھ نہ خانقہ و مدرسہ کی ہے

توبہ مری قبول دعائیں ہوں مستجاب
یا رب کائنات مصیبت بلا کی ہے

یا ذو الجلال جلد نجات اِس بلا سے دے
تعبیر میرے ذہن میں قالو بلیٰ کی ہے

باطل کے ظلم و جور پہ صابر ہوں اہل حق
سنت یہی تو سید گلگلوں قبا کی ہے

کیا دن دِکھا رہی ہیں بد اعمالیاں مری
دین متیں سے دشمنی کافر اَدا کی ہے

ہیں مسجدیں مقفل اذانیں خموش ہیں
یہ کیسی صورت آہ ہماری سزا کی ہے

اللہ ہے کریم و رؤف الرحیم تو
ہاں رحم کر کہ ہم پہ گھڑی ابتلا کی ہے

آسان مشکلیں ہوں یہ آفات دور ہوں
نسبت مری دعا کو درِ مصطفےٰ کی ہے

یہ برقؔ سجدہ ریز تری بارگاہ میں
دل میں بسائے یاد شہِ دوسرا کی ہے

نتیجۂ فکر: عاصی پر معاصی، طلحہ رضوی برقؔ

اسیر مفتی اعظم ہند

کیا بارہ مئی کو کرونا وائرس ختم ہوجائے گا؟

ازہار احمد امجدی مصباحی ازہری★

آج کل ایک دو تحریر اور ایک دو بیان بہت زیادہ گردش کر رہے ہیں، جن میں اس کا بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ بارہ مئی کو ثریا ستارہ طلوع ہوگا؛ تو اس کی وجہ سے کرونا جیسی مہلک بیماری ختم ہوجائے گی یا کم ہوجائے گی، بعض تحریر تو کسی حد تک اعتدال کا دامن تھامے ہوئے ہے مگر بعض تحریر و تقریر حد اعتدال سے خارج ہوتی نظر آئی جس کی وجہ سے ایک مسلم اس بات پر یقین کرتا ہوا نظر آرہا ہے کہ بارہ مئی کو کرونا وائرس ضرور ختم ہوجائے گا یا کم ہوجائے گا بلکہ بعض لوگ اسے حضور ﷺ کا معجزہ ثابت کرتے ہوئے نظر آرہے ہے، اس لیے آج میں اس کے متعلق تفصیلی گفتگو کرنا مناسب سمجھتا ہوں، پہلے میں ثریا ستارہ سے متعلق احادیث ذکر کروں گا، اس کے بعد اس کے معنی و مفہوم کی وضاحت کروں گا۔(وما توفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه أنيب۔)

ثریا ستارہ سے متعلق جو احادیث وارد ہیں ان میں سے بعض مطلق ہیں، یعنی اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ کوئی بھی بیماری ہو، ثریا ستارہ کے طلوع ہونے سے ختم ہوجائے گی یا کم ہوجائے گی اور بعض احادیث مقید ہیں یعنی اس بات کو بیان کرتی ہیں کہ ثریا ستارہ طلوع ہونے سے پھلوں کی بیماری ختم ہوجائے گی، سب سے پہلے ہم مطلق احادیث ذکر کرتے ہیں:

ثریا سے متعلق مطلق احادیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت (ترجمہ) جب نجم یعنی ثریا ستارہ طلوع ہوگا تو ہر ملک سے بیماری ختم ہوجائے گی۔ الآثار للإمام أبي يوسف، باب الغزو و الجيش، ج ۱ ص ۲۰۵، رقم: ۹۱۷، ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں 'مسند احمد' کے الفاظ یہ ہیں: (إِذَا طَلَعَ النَّجْمُ ذَا صَبَاحٍ، رُفِعَتِ الْعَاهَةُ)(مسند أحمد، ج ۱۴ ص ۱۹۲، رقم: ۸۴۹۵، ط: مؤسسۃ الرسالۃ)

ترجمہ: جب صبح نجم یعنی ثریا ستارہ نکلے تو وبا دور ہوجائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی روایت میں 'التمہید' کے الفاظ یہ ہیں:

(مَا طَلَعَ النَّجْمُ صَبَاحًا قَطُّ وَبِقَوْمٍ عَاهَةٌ إِلَّا رُفِعَتْ عَنْهُمْ أَوْ خَفَّتْ)(التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد للإمام ابن عبد البر، ج ۲ ص ۱۹۲، ط: وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية-المغرب)

ترجمہ: جب کبھی نجم یعنی ثریا ستارہ طلوع ہوا اور کسی قوم میں وبا ہو؛ تو وہ وبا ختم ہوجائے گی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت:

ترجمہ: جب بھی نجم یعنی ثریا ستارہ طلوع ہوگا تو اس وقت زمین کی ہر آفت کو ختم کردے گا۔ (تاریخ جرجان، لحمزۃ بن یوسف الجرجانی، ص ۲۹۲، ط: عالم الکتب، بیروت)

مندرجہ بالا ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بیماری یا وبا خواہ وہ پھل سے متعلق ہو یا اس کا تعلق انسان سے ہو، اگر وبا پائی جاتی ہے؛ تو ثریا ستارہ طلوع ہونے سے ختم یا کم ہوجائے گی، مگر اس کے برخلاف بعض احادیث مقید ہیں، یعنی وہ اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ ثریا طلوع ہونے سے جو وبا دور ہوتی ہے، وہ وبا ہے جس کا تعلق پھل سے ہے۔

ثریا سے متعلق مقید احادیث

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ نے وبا کے جانے سے پہلے پھل بیچنے سے منع فرمایا، راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے ابو عبد الرحمن! وبا کا جانا کیا ہے، وبا کیا ہے؟ ابو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ثریا ستارہ کا طلوع ہونا۔ (مسند أحمد، ج ۹ ص ۵۶، رقم: ۵۰۱۲، ط: مؤسسۃ الرسالۃ)

حضرت عمرہ بنت عبد الرحمن رضی اللہ عنہا کی روایت:

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ نے پھل بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک

کہ پھل کو وبا سے نجات حاصل ہوجائے۔

(موطا امام مالك، باب النهي عن بيع الثمار حتى يبدو صلاحها ج۲ص۶۱۸، رقم: ۱۲، ط:دار إحياء التراث العربي، بيروت)

حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہما کی روایت:

ترجمہ: زید بن ثابت رضی اللہ عنہما پھل نہیں بیچتے تھے یہاں تک کہ ثریا ستارہ طلوع ہوجائے۔ (ایضا ص۶۱۹، رقم: ۱۳)

اسی روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی 'صحیح' میں تعلیقاً ذکر کیا ہے: عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ الأَنْصَارِيِّ، مِنْ بَنِي حَارِثَةَ: أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، يَتَبَايَعُونَ الثِّمَارَ، فَإِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيهِمْ، قَالَ المُبْتَاعُ: إِنَّهُ أَصَابَ الثَّمَرَ الدُّمَانُ، أَصَابَهُ مُرَاضٌ، أَصَابَهُ قُشَامٌ، عَاهَاتٌ يَحْتَجُّونَ بِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمَّا كَثُرَتْ عِنْدَهُ الخُصُومَةُ فِي ذَلِكَ: ((فَإِمَّا لاَ، فَلاَ تَتَبَايَعُوا حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُ الثَّمَرِ)) كَالْمَشُورَةِ يُشِيرُ بِهَا لِكَثْرَةِ خُصُومَتِهِمْ وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ: ((لَمْ يَكُنْ يَبِيعُ ثِمَارَ أَرْضِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا، فَيَتَبَيَّنَ الأَصْفَرُ مِنَ الأَحْمَرِ)) (صحيح البخاري، باب بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها، ج۳ص۷۶، رقم: ۲۱۹۳، ط: دار طوق النجاة)

سب سے پہلے ہم احادیث کی طرف چلتے ہیں، یہ بات طے شدہ ہے کہ ایک حدیث دوسری حدیث کی وضاحت کرتی ہے، اس لیے یہاں مطلق احادیث جو مختلف معانی کا احتمال رکھتی ہیں ان کو پھلوں سے مقید احادیث جو اپنے معنی میں متعین ہیں ان پر محمول کردیا جائے یعنی پھلوں کی وبا سے متعین احادیث اس کی بات کی وضاحت کررہی ہیں کہ محتمل احادیث کی مراد یہی ہے کہ یہاں وبا سے پھلوں کی وبا مراد ہے جو انسانی وبا کو شامل نہیں۔

ثریا کی وجہ سے وبا تمام ملک یا پھر بعض ملک سے ختم ہوگی:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: (إِذَا طَلَعَ النَّجْمُ رُفِعَتِ الْعَاهَةُ عَنْ أَهْلِ كُلِّ بَلَدٍ) (الآثار للإمام أبي يوسف، باب الغزو و الجيش، ج۱ص۲۰۵، رقم: ۹۱۷، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ثریا ستارہ طلوع ہونے سے ہر ملک کی وبا دور ہوجائے گی، مگر بعض محدثین کرام نے یہ صراحت کی ہے کہ اس سے مراد حجاز کی وبا کا دور ہونا ہے۔

امام ابن بطال رحمہ اللہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"يعني الحجاز، والله أعلم"۔ (شرح صحيح البخاري باب بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها، ج۶ص۳۱۶، ط: مكتبة الرشد، الرياض)

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وَقَوْلُهُ لِلْبَلَدِ يَجُوزُ أَنَّهُ يُرِيدُ الْبِلَادَ الَّتِي فِيهَا النَّخْلُ وَيَجُوزُ أَنْ يُرِيدَ الْحِجَازَ خَاصَّةً"۔ (الاستذكار، باب النهي عن بيع الثمار حتى يبدو صلاحها، ج۶ص۳۰۶، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

امام ابن ملقن رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

"يعني: الحجاز"۔ (التوضيح لشرح الجامع الصحيح للإمام ابن الملقن، باب بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها، ج۱۴ص۴۸۸، ط: دار النوادر، دمشق)

امام عراقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "كَمَا قَالَ بَعْضُهُمْ فِي الْحِجَازِ خَاصَّةً لِشِدَّةِ حَرِّهِ"۔ (طرح التثريب في شرح التقريب للإمام زين الدين العراقي، حديث نهي بيع الثمار حتى يبدو صلاحها، ج۶ص۱۲۶، ط: الطبعة المصرية القديمة)

اور ان کے علاوہ بعض دیگر علما نے بھی حجاز ہی کے ساتھ اس وبا کو خاص قرار دیا ہے جیسا کہ اوپر مذکورہ بعض عبارتوں سے بخوبی واضح ہے۔

مہینہ اور تاریخ کی تعیین:

گزشتہ مباحث میں ذکر کردہ بعض احادیث سے معلوم ہوگیا کہ نجم سے مراد ثریا ستارہ جو صبح کو طلوع ہوہوتا ہے، امام طحاوی رحمہ اللہ مزید وضاحت کررہے ہیں کہ ثریا ستارہ مئی کے مہینہ کی بارہ تاریخ کو طلوع ہوگا، ملاحظہ فرمائیں:

"وَطَلَبْنَا فِي أَيِّ شَهْرٍ يَكُونُ فِيهِ ذَلِكَ مِنْ شُهُورِ السَّنَةِ عَلَى حِسَابِ الْمِصْرِيِّينَ؟ فَوَجَدْنَاهُ بَشَنْس،

وَطَلَبْنَا الْيَوْمَ الَّذِي يَكُونُ فِيهِ ذَلِكَ فِي طُلُوعِ فَجْرِهِ مِنْ أَيَّامِهِ فَوَجَدْنَاهُ الْيَوْمَ التَّاسِعَ عَشَرَ مِنْ أَيَّامِهِ، وَطَلَبْنَا مَا يُقَابِلُ ذَلِكَ مِنَ الشُّهُورِ السُّرْيَانِيَّةِ الَّتِي يَعْتَبِرُ أَهْلُ الْعِرَاقِ بِهَا ذَلِكَ فَوَجَدْنَاهُ أَيَارَ , وَطَلَبْنَا الْيَوْمَ الَّذِي يَكُونُ ذَلِكَ فِي فَجْرِهِ فَإِذَا هُوَ الْيَوْمُ الثَّانِي عَشَرَ مِنْ أَيَّامِهِ , وَهَذَانِ الشَّهْرَانِ اللَّذَانِ يَكُونُ فِيهِمَا حَمْلُ النَّخْلِ - أَعْنِي بِحَمْلِهَا إِيَّاهُ ظُهُورَهُ فِيهَا لَا غَيْرَ ذَلِكَ - وَتُؤْمَنُ بِالْوَقْتِ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ مِنْهُمَا عَلَيْهَا الْعَاهَةُ الْمَخُوفَةُ عَلَيْهَا كَانَتْ قَبْلَ ذَلِكَ , وَاللهَ عَزَّ وَجَلَّ نَسْأَلُهُ التَّوْفِيقَ"۔

(شرح مشكل الآثار للإمام الطحاوی، ج٦ص٥٧، رقم: ٢٢٨٦، ط: مؤسسة الرسالة)

ثریا کی وجہ سے بیماری دور ہونا اغلبی یا دوامی:

امام ابن عبد البر حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هَذَا كُلُّهُ عَلَى الْأَغْلَبِ وَمَا وَقَعَ نَادِرًا فَلَيْسَ بِأَصْلٍ يُبْنَى عَلَيْهِ فِي شَيْءٍ"۔ (التمهيد لما في الموطا من المعاني و الأسانيد للإمام ابن عبد البر، ج٢ص١٩٢، ط: وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية، المغرب)

اس تفصیلی بیان سے مندرجہ ذیل باتیں واضح ہوگئیں:

(۱) ایک دوسری حدیث کی وضاحت کرتی ہے؛ اس لیے یہاں ثریا کی وجہ سے دور ہونے والی وبا عام نہیں بلکہ پھلوں والی وبا ہے۔

(۲) اکثر علمائے کرام ثریا کے ذریعہ پھلوں کی وبا دور ہونے کے قائل ہیں؛ اس لیے ہمیں ان احادیث کو انسانی وبا یا عام وبا پر محمول نہیں کرنا چاہیے۔

(۳) جن حضرات نے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ اکثر علما حدیث میں مذکور وبا سے انسانی وبا یا عام وبا مراد لیتے ہیں، وہ درست نہیں۔

(۴) ثریا کے طلوع ہونے سے وبا کا دور ہونا اغلبی ہے لازمی نہیں۔

تنبیہ: ثریا ستارہ میں بذات خود کوئی تاثیر نہیں کہ وہ وبا دور کرے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو صرف وبا دور ہونے کی علامت بنایا ہے، یعنی ہمارا یہ عقیدہ ہونا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا تبھی ثریا کے طلوع ہونے سے وبا دور ہوگی ورنہ نہیں جیسے کہ ہم کسی بیماری کی وجہ سے دوا کھاتے ہیں تو ہمارا یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے تو ہی شفا حاصل ہوگی ورنہ نہیں۔

اہم پیغام:

بہر کیف ہم ثریا سے متعلق احادیث کو عام مانیں یا خاص، اتنے بیان سے تو یہ معلوم ہوگیا کہ جب علمائے کرام کے درمیان زیر بحث موضوع احادیث کے تعیین معنی میں اختلاف ہے تو یہ احادیث قطعی الدلالۃ نہ رہیں جن کی بنا پر یقینی طور پر یہ کہا جا سکے کہ انسانی وبا یا عام وبا مراد ہے اور پھر اس کی بنیاد پر حتمی طور سے یہ فیصلہ کرنے کی کوشش کی جائے کہ بارہ مئی کو ثریا طلوع ہوتے ہی کرونا وائرس ختم ہوجائے گا یا کم ہوجائے گا، البتہ بعض احادیث کے ظاہری معنی کو لے کر اور علما کے بعض اقوال کے پیش نظر اللہ جل شانہ سے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ ثریا کے طلوع سے یہ انسانی وبا کم یا ختم کردے مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تعیین معنی میں اختلاف کے باوجود ہم یہ کہتے بیٹھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا؛ تو بارہ مئی کو یہ ہو کر رہے گا اور نجات مل کر رہے گی، نہیں زیر بحث احادیث کے پیش نظر آپ ایسا نہیں کہہ سکتے، اگر آپ ایسا کہیں گے تو آپ اسلام اور مسلمان کی جگ ہنسائی کا سبب بن سکتے ہیں، جیسا کہ اس بات سے جگ ہنسائی ہوئی کہ مسلمان کو کرونا وائرس ہوگا ہی نہیں، خاص کر اس وقت جب کہ زیر بحث احادیث کے تعیین معنی میں اختلاف کے ساتھ وبا دور ہونا اغلبی ہے یعنی کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ ثریا طلوع ہو اور وبا دور نہ ہو؛ لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ حد اعتدال قائم و دائم رکھیں اور کسی طرح بھی اسلام و مسلمان کے لیے جگ ہنسائی کا سبب نہ بنیں، مگر اُنا عند ظن عبدی کے پیش نظر اللہ تعالیٰ سے شفایابی کی امید قوی رکھیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اپنے اعمال کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ ہم سب کو ہر وبا سے محفوظ رکھے، آمین۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ مضمون پانچ گھنٹے کے اندر مکمل ہوا۔

و الحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات و صلی الله علی خیر خلقه محمد و آله و أصحابه أجمعین۔

☆☆☆

کتاب وسنت کی روشنی میں

کوروناوائرس میں فوت ہونے والے شخص کے غسل اور نماز جنازہ کا حکم

مفتی محمد نظام الدین رضوی★

سوال: یہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے کہ اگر کوروناوائرس سے کسی کا انتقال ہوجاتا ہے تو اُس کی لاش نہ تو گھر والوں کو دی جاتی ہے اور نہ ہی غسل دِلانے کی اجازت ہوتی ہے۔لاش تین تہوں والی پالی تھین میں پیک ہوکر ملتی ہے۔نہ دیکھ سکتے ہیں، نہ چھو سکتے ہیں، نہ کسی طرح اُسے ہاتھ لگا سکتے ہیں۔سوال یہ ہے کہ

(۱) خدانا خواستہ اگر ایسے حالات سے کوئی مسلمان دوچار ہوتا ہے تو اُس کے گھر والے کس طرح غسل دیں؟ (۲) کیا بغیر نمازِ جنازہ تدفین ہو سکتی ہے؟ غسل، کفن، دفن اور نماز جنازہ کی کیا صورت ہوگی؟

تفصیل سے رہنمائی فرمائیں

مستفتی: اشتیاق احمد ایوبی

گلی نمبر ۵، سرسید روڈ، بٹلہ ہاؤس، جامعہ نگر اوکھلا، نئی دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر جواب:

(۱) پلاسٹک میں پیک لاش کے اکثر حصے پر تر ہاتھ سے مسح کر دیں، یہ غسل کے قائم مقام ہوگا پھر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کریں۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر پیک شدہ لاش پر مسح کی بھی اجازت نہ ملے تو صبر سے کام لیں اور مسح کیے بغیر ہی نماز جنازہ پڑھ کر دفن کریں۔اِن شاءاللہ نماز جنازہ صحیح ہوگی۔واللہ تعالیٰ اعلم

تفصیلی جواب: بتایا جاتا ہے کہ انسان کے مرنے کے بعد بھی کوروناوائرس بدن کے بالائی حصے پر رہتے اور زندہ رہتے ہیں اور آس پاس والوں کے جسم میں منتقل ہو سکتے ہیں، اس لئے ڈاکٹر اُسے کئی تہہ کی پلاسٹک میں لپیٹ کر اچھی طرح پیک کر دیتے ہیں اور پھر غسل وغیرہ کے لئے کھولنے کی اجازت نہیں دیتے اور جو چیز ازروئے طب ممنوع ہوتی ہے وہ شرعاً بھی ممنوع ہوتی ہے اور یہ ممانعت ضرر کی کمی بیشی کے لحاظ سے کبھی مکروہ اور کبھی حرام ہوتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لَاضَرَرَ وَلَاضِرَارَ۔نہ اپنے آپ کو ضرر پہنچاؤ، نہ دوسروں کو ضرر دو۔فقہ اسلامی کا ضابطہ ہے: اَلضَّرَرُ یُزَالُ۔ضرر، دور کیا جائے۔

کوروناوائرس سے فوت ہونے والے شخص کے جسم سے پلاسٹک ہٹائی جائے تو اُس کے وائرس پانی کے چھینٹوں کے ذریعہ پہلے نہلانے والوں کو منتقل ہوں گے، پھر اُن کے واسطے سے دوسروں کو منتقل ہوں گے۔اس طرح یہاں ازروئے طب ”ضرر“ کا بھی اندیشہ ہے اور ”ضرار“ کا بھی، جو شرعاً ممنوع ہے، اس لئے میت کو اُس کے (پیک شدہ) حال پر باقی رکھا جائے اور اس بارے میں ڈاکٹر جو ہدایت دیتے ہیں اُس کے خلاف نہ جائیں۔

کوروناوائرس ایک آسمانی بلا ہے جس کے پھیلاؤ اور ہلاکت خیزی سے تقریباً پوری دنیا خائف ہے۔اب تک ۳۰ لاکھ سے زیادہ لوگ اِس وائرس کی زد میں آکر مشقتیں جھیل رہے ہیں اور تقریباً دو لاکھ سے زیادہ لوگ ہلاک ہو چکے ہیں۔آج کا دور بلاشبہ جدید طب وعلاج کی حیرت انگیز ترقی کا دور ہے پھر بھی چار ماہ سے ڈاکٹر بے بس ہیں۔کوئی متعین اور شافی علاج اب تک نہیں ڈھونڈھ سکے، اس لئے کم از کم جو حفاظتی تدابیر وہ بتا رہے ہیں اُن کو اپنانا چاہیے۔ان کا پلاسٹک کا پیک کھولنے اور میت کو نہلانے سے روکنا اُسی آفت سماوی سے انسانی برادری کو بچانے کے لئے ہے۔اب یہاں تین موانع ہیں:

(۱) آفت سماوی یعنی کوروناوائرس کے لگنے اور پھیلنے کا خوفناک اندیشہ۔

(۲) بندش کھولنے اور میت کو نہلانے سے ڈاکٹروں کی ممانعت۔

(۳) خلاف ورزی کی صورت میں پیک شدہ لاش بھی نہ ملے گی پھر وہ اپنے طور پر اُس کی تدفین وغیرہ کا کوئی بھی طریقہ اپنا سکتے ہیں۔

اِس طرح ہم اپنی میت کے غسل، کفن، دفن اور نماز جنازہ چاروں سے محروم ہوں گے، لہٰذا عافیت اِسی میں ہے کہ کم از کم پیک شدہ لاش ہی مل جائے تاکہ نماز جنازہ پڑھ کر مسنون طریقے پر مقبرۂ مسلمین میں دفن کر

کے اپنے فرائض سے ممکن حد تک سبک دوش ہوسکیں۔

انسان اُسی کا مکلف ہے جو اُس کے بس میں ہے، اس سے زیادہ کے لئے وہ عنداللہ جواب دِہ نہ ہوگا۔ ارشاد باری ہے:

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا۔

اللہ کسی جان کو ذمہ دار نہیں ٹھہراتا مگر اُس کی وسعت بھر۔

اب دیکھنا چاہیے کہ ہماری وسعت میں یہاں کیا ہے:

(الف) کرونا وائرس لگ جائے تو اُس کا علاج ہمارے بس میں نہیں۔ آج پوری دنیا بلکہ سپر پاور ممالک بھی اس کے خفیہ حملوں کے آگے عاجز ہیں۔

(ب) پلاسٹک کی بندش کھولنا اپنے بس میں نہیں کہ یہ قانون کی خلاف ورزی ہے اور ایسا کرنے سے ہم اپنی میت کی تدفین سے بھی محروم ہوسکتے ہیں۔

(ج) میت کا بدن طاہر ہونا، نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے اور اس طہارت کے لئے اُسے غسل دینا فرض کفایہ ہے مگر جو میت تین تہوں کی پلاسٹک میں اچھی طرح پیک کردی گئی ہو، اور اُس کا کھولنا ممنوع قرار دیا گیا ہو، اس میت کو غسل دینا ہمارے بس سے باہر ہے، اس لئے ہم اس فریضے کی ادائیگی سے عاجز ہیں۔

(د) کتاب وسنت میں غسل کا بدل تیمم کو بتایا گیا ہے مگر یہاں ہم میت کے چہرے اور ہاتھوں کو مس نہیں کرسکتے، میت کے اُن اعضا پر بھی اپنے ہاتھ تیمم کی نیت سے پھیر نہیں سکتے کہ پلاسٹک کی بندش کھولے بغیر یہ ممکن نہیں، وہ ہمارے مقدور سے باہر ہے۔ تیمم انسانی اعضا، چہرے اور دونوں ہاتھوں پر خاص طریقے سے مسح کا نام ہے۔ تیمم کسی پٹی پر نہیں ہوتا، پٹی پر مسح دراصل ''غسل'' کے قائم مقام ہوتا ہے۔ خود مسح، کسی مسح کے قائم مقام نہیں ہوتا اور پلاسٹک کی بندش پورے بدن کی پٹی ہی کے حکم میں ہے ،لہٰذا اُس پر تیمم نہیں کرسکتے۔ جدالممتار میں ہے:

وَلِاَنَّ التیمّمُ مسحٌ فلا یکون بدلا عن مسح وَاِنّما هو بدلٌ عن غَسْلِ وَ الرَّاْسُ ممسوح وَ لهٰذا لم یکن التیمّم فی الرّاس اھ۔

(جدالممتار، ج ۲، ص ۲۹۷، باب التیمم، مکتبۃ المدینۃ)

ترجمہ: تیمم نام ہے مسح کا، تو یہ زخمی اعضائے وضو پر مسح کا بدل نہیں ہوسکتا، یہ مسح تو صرف غسل کا بدل ہے اور سر پر مسح ہوتا ہے لہٰذا سر زخمی ہو تو اُس پر مسح کے بدلے تیمم نہ ہوگا۔

دو فقہی جزئیات کی تشریح وتفہیم:

کتب فقہ میں دو جزئیات ایسے ملتے ہیں جن کے پیش نظر یہاں یہ خیال آسکتا ہے کہ پلاسٹک میں ملفوف میت کو بھی تیمم کرانا چاہیے۔

بہارِ شریعت میں اُن جزئیات کی ترجمانی اِن الفاظ میں ہے:

عورت کا انتقال ہوا، اور وہاں کوئی عورت نہیں کہ نہلا دے تو تیمم کرایا جائے پھر تیمم کرانے والا محرم ہو تو ہاتھ سے تیمم کرائے اور اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر جنس زمین پر ہاتھ مارے۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مرد کا انتقال ہوا، اور وہاں نہ کوئی مرد ہے، نہ اس کی بی بی، تو جو عورت وہاں ہے اُسے تیمم کرائے پھر اگر عورت محرم ہے تو تیمم میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے کی حاجت نہیں اور اجنبی ہو تو کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے۔ (عالمگیری)

(بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۸۱۳، مجلس المدینہ)

دونوں جزئیات میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کرانے کا حکم دیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ میت اور تیمم کرانے والے کے اعضا کے درمیان کپڑا وغیرہ حائل ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑا۔ لہٰذا، اگر میت کے اعضا پر پلاسٹک لپیٹ دی گئی ہو تو بھی تیمم کرانے سے تیمم درست ہوگا اور حکم تیمم کا ہی ہے۔

اِس بارے میں عرض ہے کہ

(۱) تیمم میں قیاس بجا نہیں کیوں کہ تیمم کی اجازت خلاف قیاس نص قطعی کی رو سے ہے اور جو حکم نص سے، خلاف قیاس ثابت ہوتا ہے وہ نص کے معنی ومورد تک ہی محدود ہوتا ہے، یہ امر مُسَلَّمَات سے ہیں، نص یہ ہے:

فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْداً طَیِّباً فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِکُمْ وَ اَیْدِیْکُمْ مِّنْهُ (المائدہ:۶)

ترجمہ: پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اُس سے مسح کرو۔ اور پلاسٹک پر مسح منہ اور ہاتھوں پر مسح نہیں لہٰذا تیمم نہ ہوگا، اور میری نگاہ میں شریعت میں ایسے تیمم کی کوئی نظیر نہیں۔

اِس آیۂ کریمہ میں تیمم کے لئے دو باتوں کا ذکر کیا گیا ہے: ایک صعید طیب کا، دوسرے منہ اور ہاتھوں پر مسح کا۔ اور پلاسٹک پر تیمم میں پہلی بات تو پائی جاتی ہے مگر دوسری بالکل مفقود ہے۔

تیمم کا معنی ہے قصد، اور 'پاک مٹی پر ہاتھ مارنا'' صعید طیب کا قصد ہے''، تیمم کرنے، کرانے والے کے ہاتھ پر دستانہ وغیرہ ہو تو بھی 'قصد صعید' متحقق ہے اور نص قرآن سے وہی ضروری ہے لہٰذا مجبوری کی صورت میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے یا دستانہ پہننے کی اجازت ہوئی مگر چہرے اور ہاتھ پر

پلاسٹک کا غلاف لپٹا ہو تو اُس پر مسح، چہرے اور ہاتھ پر مسح نہیں۔ یہاں 'مسح وجه وید' صادق نہیں، اس لئے پلاسٹک پر مسح سے تیمم درست نہ ہوگا۔

تو ایک تو یہ مسئلہ قیاسی نہیں، دوسرے مقیس اور مقیس علیہ کے درمیان فرق ہے۔ یکسانیت واشتراک نہیں جیسا کہ واضح ہوا۔

تیسرے ہم جیسوں کو قیاس کی اجازت نہیں۔ فقہی بصیرت کے ساتھ منقولات سے استفادہ الگ ہے اور قیاس الگ ہے۔

(۲) علاوہ ازیں تیمم کے لئے فرض ہے کہ پورے منھ اور دونوں ہاتھوں پر اس طرح ہاتھ پھیرا جائے کہ کوئی حصہ باقی نہ رہ جائے۔ اگر بال برابر بھی کوئی جگہ رہ گئی تو تیمم نہ ہوگا۔ درمختار اور ہندیہ وغیرہ میں یہ صراحت موجود ہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ پلاسٹک میں پیک میت سے ایسا تیمم کرانا ممکن نہیں۔ الغرض یہاں آیت کریمہ: فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ پر عمل کسی طرح ممکن نہیں۔

اِس طرح دیکھا جائے تو ہم میت کے غسل سے بھی عاجز ہیں اور غسل کے بدل تیمم سے بھی عاجز ہیں۔ شریعت میں طہارت کی یہ دو معروف ومعہود صورتیں ہیں اور دونوں ہمارے بس سے باہر ہیں، اس لئے موجودہ حالات میں کرونا وائرس سے فوت ہونے والے مسلمان کو غسل دینا بھی ہمارے ذمہ فرض نہ رہا۔ تیمم کرانا بھی فرض نہ رہا، پھر کیا کریں۔

غسل کی آخری اور امکانی راہ:

اب میت کے غسل وطہارت کی آخری راہ یہ ہے کہ پلاسٹک کے اوپر سے ہی بھیگا ہوا ہاتھ پھیر دیا جائے کیوں کہ اعضائے غسل پر پانی بہانے سے عجز وبے بسی کی صورت میں یہ حکم ہے کہ پٹی باندھنا ممکن ہو تو اُن پر پٹی باندھ کر تر ہاتھ سے مسح کر دیں۔ یہ مسح غسل اور پانی بہانے کے قائم مقام ہو جائے گا۔

کتب فقہ میں اس کے جزئیات مسح علی الخفین اور تیمم کے باب میں پائے جاتے ہیں ہم یہاں وضاحت اور تائید کے لئے چند جزئیات نقل کرتے ہیں: درمختار ورد المحتار میں ہے:

و بعكسه (أي لو كان أكثر الاعضاء صحيحاً۔ شامي) يغسل الصحيح و يمسح الجريح۔ (أي ان لم يضره و إلّا عصّبها بخرقةٍ و مسح فوقَهَا، خانية، وغيرها۔ شامي) اه
(ج۱،ص۱۸ باب التيمم، ماجدية)

ترجمہ: اگر اکثر اعضائے وضو صحیح ہوں اور کچھ زخمی، تو صحیح اعضا کو دھوئے اور زخمی پر بھیگا ہاتھ پھیرنا، ضرر نہ دے تو مسح کرے ورنہ پٹی باندھے اور اُس کے اوپر سے مسح کرے۔

درمختار اور ردالمحتار میں اخیر باب تیمم میں ہے:

و كذا يسقط غَسْلُهُ (أي غَسْلُ الرَّاس مِن الجنابة۔ شامي) فيمسحُهُ ولو على جبيرة إن لم يضرّه، وَ إلّا (اي بأن ضرّهٗ المسح عليها۔ شامي) سَقَط اصلاً، و جُعِلَ عَادِمًا لذلك العضو حكمًا كما في المعدوم حقيقةً۔ اه
(ج۱،ص۱۹۱، قبل باب المسح على الخفين)

ترجمہ: سر میں تکلیف ہو تو غسل جنابت میں سر پر پانی ڈالنا فرض نہ رہے گا۔ اب اگر سر پر مسح ضرر نہ کرے تو مسح کرے، ورنہ پٹی باندھ کر اُس کے اوپر مسح کرے اور اگر یہ بھی مضر ہو تو فرض ہی ساقط ہو جائے گا اور مانا یہ جائے گا کہ وہ عضو حکماً معدوم ہے، جیسا کہ حقیقۃً وہ عضو نہ ہوتا تو دھونا اور مسح کرنا فرض نہ ہوتا۔

درمختار، باب المسح علی الخفین میں ہے:

ويَترك المسح كالغَسل إن ضَرَّ، وَ إلّا، لايَترك و هو أي مَسْحُها مشروط بالعجز عن مسح نفس الموضع، فان قدر عليه فلامسح عليها۔ والحاصلُ لزومُ غَسلِ المحَلِّ و لو بماءٍ حارٍّ، فان ضرَّ مَسَحَه، فإن ضَرَّ مَسَحَهَا، فان ضرَّ سَقَط اَصْلًا۔ اه (الدر المختار على هامش ردالمحتار، ج۱، ص۲۰۵ ماجدیه)

ترجمہ: دھونا ضرر دے تو اُسے چھوڑ دے اور مسح کرے۔ اگر یہ بھی ضرر دے تو اُسے بھی چھوڑ دے اور پٹی پر مسح کرے اور پٹی پر مسح کی شرط یہ ہے کہ دھونے کی جگہ پر مسح سے عاجز ہو، اور اگر اُس جگہ پر مسح کر سکتا ہو تو پٹی پر مسح نہ کرے۔ اس بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ ☆ دھونے کی جگہ کو دھونا فرض ہے، ٹھنڈا پانی تکلیف دے تو گرم پانی سے دھوئے ☆ اگر یہ بھی تکلیف دے تو مسح کرے ☆ اور اگر اُس سے بھی تکلیف ہو تو پٹی پر مسح کرے ☆ اور اگر یہ بھی تکلیف دِہ ہو تو فرض ہی ساقط ہو جائے گا۔

اسی میں ہے: وحكمُ مسح جبيرة وخرقة قرحةٍ وَ نحو ذلك كَغَسْلِ لِمَا تحتها فيكونُ فرضًا عمليًّا لثبوته بِظنِّيٍّ وَ هٰذا قولهما وَ اليه رجع الامام، خلاصة۔ وعليه الفتوىٰ

شرح مجمع (علیٰ ھامش ردالمحتار ج۱،ص۲۰۴، ماجدیه)

ترجمہ: پٹی اور اُس کی مانند دوسری چیزوں کا حکم بدن کو دھونے کی طرح ہے تو یہ فرض عملی ہے کہ اس کا ثبوت دلیل ظنی سے ہے۔ یہ صاحبین کا مذہب ہے۔ بعد میں امام اعظم نے بھی رجوع فرما کر اُسی کو اختیار کیا۔ (خلاصہ) اسی پر فتویٰ ہے۔ (شرح مجمع)

وهو ما رواه ابن ماجة عن علی رضی الله تعالیٰ عنه، قال: انکسرت اِحدَیٰ زَندَیَّ فسالتُ رسولَ اللهِ ﷺ، فَاَمَرَنی اَن اَمسحَ علی الجبائر۔ وهو ضعیف و یتقوّی بعدّة طرقه۔ ویکفی ما صحّ عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما: انّهٗ مسح علیٰ العصابه۔ فانهٗ کالمرفوع لانّ الآبدال لا تنصب بالرائ۔ بحر

ترجمہ: دلیل ظنی سے مراد حدیث ہے جسے ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا میرے ہاتھ کا ایک گٹا ٹوٹ گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا (کہ وضو اور غسل کے لئے کیا کروں؟) تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ پٹی پر مسح کرلو۔

یہ حدیث ضعیف ہے اور متعدد طرق سے مروی ہونے کی وجہ سے قوی ہے اور دلیل کے لئے یہ حدیث صحیح کافی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پٹی پر مسح کیا۔ یہ اثر حدیث مرفوع کے حکم میں ہے کیوں کہ احکام شرعی کے بدل، رائے وقیاس سے نہیں مقرر کیے جاتے۔ (بحر الرائق)

اِن جزئیات ونصوص سے یہ امور عیاں ہوئے:

(الف) غسل کی جگہ پر پانی بہانا مضر ہو تو مسح کرے۔

(ب) مسح بھی مضر ہو تو اُس پر پٹی یا اُس کی مانند کچھ باندھے اور اس کے اوپر سے مسح کرے۔

(ج) اس سے بھی عجز ہو تو فرض ساقط ہے۔

(د) پٹی یا مثل پٹی پر مسح غسل کے حکم میں ہے۔

(ہ) پٹی پر مسح سے عجز کی صورت میں وہ عضو حکماً معدوم مانا جاتا ہے لہٰذا غسل ساقط ہو جاتا ہے۔

یہ ہمارے ائمہ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب ہے جو احادیث سے ثابت ہے۔

اِس تفصیل کے پیش نظر ''کرونا میت'' کے مسئلے میں غور فرمائیے، ہمارے دیارِ ہند میں اُس کے غسل وتیمم سے عجز ثابت ہے، یوں ہی اس کے بدن پر مسح سے بھی عجز ثابت ہے ورنہ 'کرونا' لگ سکتا ہے، پھیل سکتا ہے۔ ہاں میت کے فوت ہونے کے بعد ڈاکٹر اُسے پلاسٹک میں اچھی طرح پیک کردیتے ہیں تو یہ اُس کے لئے ''پٹی کے مثل'' ہے لہٰذا اُس پر مسح سے بھی غسل کا فرض ادا ہو جائے گا۔ یہاں یہ سوچا جا سکتا ہے کہ پٹی اور مثل پٹی کے مسائل کا تعلق متفرق اعضائے بدن سے ہے، پورے بدن سے نہیں، تو بعض اعضا کا حکم پورے بدن پر کیسے جاری کیا جا سکتا ہے تو عرض ہے کہ متفرق اعضائے بدن کی پٹی یا مثل پٹی پر مسح کی اجازت بوجہ ضرورت شرعی ہے کیوں کہ اصل حکم شرع تو غسل ہے یعنی پانی بہانا، اور پٹی پر مسح کی اجازت ضرورت شرعی کی بنا پر ہی ہوئی تو جہاں جیسی ضرورت ہوگی وہاں اُسی کے لحاظ سے رخصت واجازت ہوگی۔

فقہا مطلقاً فرماتے ہیں: اَلضَّرُورَاتُ تُبِیحُ المَحظُورَاتِ۔ الضَّرُورَةُ تُتَقَدَّرُ بِقَدرِهَا۔

ضرورت شرعی ممنوعات کو مباح کر دیتی ہے۔ ضرورت شرعی کا اعتبار بقدرِ ضرورت ہوتا ہے۔ یہاں پورے بدن پر پٹی بندھی ہے تو ضرورت شرعی پورے بدن پر مسح چاہتی ہے لہٰذا پلاسٹک کے اوپر سے مسح کرنا غسل کے قائم مقام ہوگا۔ ہاں پلاسٹک کے اکثر حصے پر مسح کافی ہوگا۔ استیعاب ضروری نہیں۔ درمختار میں ہے:

و لا یشترط فی مسحها استیعابٌ وتکرار فی الاصحّ، فیکفی مسح اکثرِها مرّةً، به یفتیٰ وَ کذا لایشترط فیها نیة اتفاقاً۔ (علی هامش رد المحتار، ج۱،ص۲۰۶، باب المسح علی الخفین، ماجدیة)

ترجمہ: اصح یہ ہے کہ پوری پٹی پر مسح شرط نہیں اور نہ دو، یا تین بار مسح شرط ہے لہٰذا، اکثر پٹی پر ایک بار مسح کافی ہے، اُسی پر فتویٰ ہے۔ یوں ہی اس میں بالاتفاق نیت بھی شرط نہیں۔

تطییب قلب (دل کی تسلی) کے لئے یہ بھی کرسکتے ہیں کہ ایک بار پورے بدن پر ہلکے ہاتھ سے پانی بہادیں اور اکثر حصے پر تر ہاتھ پھیر دیں۔ اصل فرض تو تر ہاتھ پھیرنے سے ادا ہوگا مگر پورے بدن پر پانی بہانے سے اہل میت کو تسلی ہوگی کہ ایک طرح غسل ہوگیا، کنویں کی تطہیر کے باب میں اِس طرح کے بھی نظائر ملتے ہیں۔ میت کے فوت ہوتے ہی ڈاکٹر اُسے تین تہہ کی پلاسٹک میں پیک کردیتے ہیں، اس لئے میت کے بدن پر چپکے وائرس اندر رہ جاتے ہیں۔ اب وہ باہر نہیں آسکتے لہٰذا پلاسٹک

کے اوپر ایک بار مسح کر دینے یا ہلکے سے پانی بہا دینے میں از روئے طب کوئی حرج وضرر نہیں، تاہم یہ کام بھی ڈاکٹروں کو اعتماد میں لے کر اور اُن سے اجازت حاصل کر کے ہی کیا جائے، اپنی مرضی سے بلا اجازت ہرگز ایسا نہ کریں۔ اجازت مل جائے تو احتیاطی تدابیر کے ساتھ صرف ایک آدمی مسح کر کے فوراً اچھی طرح وضو کر لے۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ڈاکٹروں سے گزارش کی جائے کہ وہ اپنے لباس میں ملبوس رہتے ہوئے پانی بہا کر ہاتھ پھیر دیں، اس کے بعد نماز جنازہ پڑھ کر دفن کریں۔

مسح کی بھی اجازت نہ ہو تو غسل معاف:

اگر پلاسٹک کے اوپر بھی مسح کی اجازت نہ ملے تو غسل معاف ہے کہ بندہ پورے طور پر اپنا فرض ادا کرنے سے عاجز ہے۔

نماز جنازہ پڑھیں یا پڑھے بغیر دفن کر دیں؟

اب کیا کریں، نماز جنازہ پڑھ کر دفن کریں یا یوں ہی دفن کر دیں۔ اصح یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھ کر دفن کریں کہ نماز جنازہ فرض ہے اور ادائے فرض کی کوئی اور راہ نہیں۔ لایکلف الله نفسًا اِلا وُسعَهَا۔ درمختار باب صلاۃ المریض کے ایک جزئیہ سے یہ روشنی ملتی ہے، جزئیہ یہ ہے:

ولو قُطِعت يداهُ وَ رِجلاهُ مِنَ المرفق و الكعب و بوجهه جراحةٌ صَلّٰى بِغيْرِ طهارةٍ ولا تيمُّمٍ، ولايعيدُ، هو الاصحّ و قد مرّفي التيمّم ، وقيل: لاصلاةَ عليه اه (علیٰ هامش ردالمحتار ج۱، ص۵۶۴، آخر باب صلاة المريض)

ردالمحتار میں ہے: وقولُ المصنّف: "وَ بِوَجهِهٖ جَرَاحةٌ" ليس بقيد، لانَّ المدار على العجز عن الطهارة ولذا اِستشهد قاضيخان علىٰ ما اختاره من سقوط الصّلاة عن المريض العاجز عن الايماء بالرّاس۔ اه (ردالمحتار، ج۱، ص۵۶۴، صلاة المريض، ماجدية)

اِن جزئیات کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص کے ہاتھ، پاؤں سلامت نہ رہے اور چہرہ بھی زخمی ہے، غرض یہ کہ وضو سے بھی عاجز ہے اور تیمم سے بھی تو وہ جیسے بن پڑے نماز پڑھ لے، اعادہ کی حاجت نہیں، یہی اصح ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اُس پر نماز ہی فرض نہ رہی۔ صاحب درر نے اسے اختیار فرمایا ہے۔

ہمارے اِس مسئلہ دائرہ پر روشنی یوں پڑتی ہے کہ نماز جنازہ میں بھی طہارت شرط ہے اور میت کی طہارت غسل یا تیمم یا مسح سے ہوتی ہے اور جیسا کہ بیان ہوا کہ 'کرونا وائرس' کے میت کے غسل وطہارت سے بندہ ہر طرح عاجز ہے تو، اب بندے کی وسعت میں بس اتنا ہی رہ گیا کہ نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دے، طہارت سے عجز کی وجہ سے میت کو حکماً پاک مانا جائے گا اور نماز جنازہ صحیح ہوگی، کتاب الاکراہ میں اس کے موید جزئیات پائے جاتے ہیں۔

لہٰذا اِن جزئیات کے پیشِ نظر ہم یہی سمجھتے ہیں کہ پلاسٹک کے اوپر سے مسح کی بھی اجازت نہ ملے تو مسلمان فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ پر عمل کرتے ہوئے نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیں اور جن ممالک یا ریاستوں میں غسل اور کفن، دفن کی اجازت ہے وہاں غسل دے کر نماز جنازہ پڑھیں پھر دفن کر دیں۔

خلاصہ: جن ممالک یا جن بلاد میں کرونا وائرس کے میت کو غسل دینے کی اجازت ہے، وہاں احتیاطی تدابیر کے ساتھ بقدرِ حاجت چند لوگ غسل دیں پھر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جہاں غسل کی اجازت نہ ہو، اور لاش پلاسٹک میں پیک ہو کر ملے وہاں ڈاکٹروں سے اجازت لے کر ایک آدمی اوپر سے بھیگا ہاتھ پھیر دے، پلاسٹک کے اکثر حصے پر ہاتھ پھیر لینا کافی ہے، چاہیں تو تسلی قلب کے لئے ایک بار اوپر سے پانی بہا دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جہاں اُس کی بھی اجازت نہ ہو، وہاں صبر اور خاموشی کے ساتھ لاش لے کر بغیر مسح کیے نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیں۔

جو مجبور ہوتا ہے معذور ہوتا ہے۔ راقم نے اصول وفروع کی روشنی میں یہی سمجھا کہ نماز جنازہ صحیح ہوگی۔

هٰذا ما عندي والعلم بالحق عند ربّي

وهو تعالىٰ اعلم

كتبه محمد نظام الدين الرضوي

صدر شعبہ افتا وصدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور

۲، رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ ۔ ۲۶، اپریل ۲۰۲۰ء بروز اتوار

☆☆☆

ماہ نامہ کنز الایمان دہلی کا یہ شمارہ مئی اور جون ۲۰۲۰ء کا مشترکہ شمارہ ہے اور ہندی کا شمارہ ابھی دو مہینے منظر عام پر نہیں آئے گا۔ ادارہ